جناب محمد علیہ السلام ماہر نشانہ باز فوجی کمانڈر اور انقلاب نبوت لانے کے بعد بادشاہ بنے تھے۔(105-4)(8-17)

گاہ گاہے باز خواں ایں قصہ ء پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گل داغہائے سینہ را

ترجمہ: اگر تو سینے کے زخموں کو تازہ رکھنا چاہتا ہے تو۔بار بار اس داستان گم گشتہ کو پڑھیں

قرآن کسوٹی ہے
اپنے نظریات کو اسکے ذریعے درست کرو

عزیزاللہ بوہیو

سندھ ساگر اکیڈمی ولیج خیر محمد بوہیو نوشہرو فیروز سندھ

جناب محمد علیہ السلام ماہر نشانہ باز فوجی کمانڈر اور انقلاب نبوت لانے کے بعد بادشاہ بنے تھے۔(4-105)(8-17)

جناب محمد علیہ السلام نبی بننے کے بعد شہر مکہ میں انقلاب کا سنگ بنیاد قائم کرتے رہے اور ہجرت کے بعد مدینۃ المنورہ میں جاکر اپنی حکومت قائم کی اور بادشاہ بنے اور نبوت سے پہلے اور بعد انقلابی اور فوجی کمانڈر بھی تھے (8-17)(4-105) قرآن نے اس کے نشانہ باز ہونے کے فن کو سراہا ہے قرآن حکیم نے جملہ انبیاء علیہم السلام کے لئے بتایا ہے کہ وَکُلًّا آتَیْنَا حُکْمًا وَ عِلْمًا(21-79) ہم نے جملہ انبیاء کو حاکمیت اور علمیت عطا کی تھی سارے انبیاء نے اپنے اپنے دور کے باطل کیپیٹلسٹ مترفین سے جنگیں لڑکر انہیں شکست دیکر اپنی معاشی مساوات کی حکومتیں قائم کیں جن کے بادشاہ بھی خود بنے(5-20) جناب داؤد علیہ السلام نبوت ملنے سے پہلے فوجی کمانڈر تھے جس نے طالوت کمانڈر کی قیادت میں جالوت بادشاہ کو قتل کیا تھا (2-251) رائج الوقت مذہبی تعلیم کے عربی مدارس میں نصاب تعلیم کا علم روایات جو امامی علوم کے درس نظامی کی دینیات کا اہم حصہ ہے ان میں جناب خاتم الانبیاء اور دیگر انبیاء علیہم السلام کا تعارف ایک خانقاہی پیر اور لاوارث صوفی کی مثل کرایا گیا ہے وہ اس لئے کہ کوئی بھی علم وحی کے سمبال کتاب قرآن کو استحصالی لٹیروں کے خلاف انقلاب لانے کی کتاب کے طور پر نہ پڑھے اور نہ سمجھے۔

یہ کتاب میں کراچی یونیورسٹی کے شاگرد
سید احمد علی شاہ
کے نام سے منسوب کرتا ہوں

مجھے احمد علی شاہ نے فون کیا کہ میرے سبجیکٹ پاکستان اسٹڈیز میں ایم اے فائنل کیلئے مجھے جو تھیسز لکھنی ہے اس کے لئے میرے پروفیسر نے موضوع دیا ہے کہ برصغیر میں انگریزوں کی آمد 1600 عیسوی سے لیکر انیسویں صدی تک ان کے خلاف جو مسلم تنظیموں نے آزادی کی خاطر کام کئے ہیں ان پر مضمون لکھوں سو آپ اس موضوع کے حوالہ سے میری مدد کریں، جو اب میں احمد علی شاہ کے ساتھ اسے میرے پاس نوشہرو فیروز آنے کی تاریخ طئے ہوئی اور اسکے درمیان میں نے کچھ یادیں سمیٹیں، پھر جو کہا جاتا ہے کہ بات سے بات نکلتی ہے میرے ذہن میں ہندستان میں مسلم آزادی پسند قائدین وکارکنوں بلکہ امت مسلمہ سے جواب کے طور پر جو انگریز حکمرانوں نے ہم سے بدلہ لیا پھر اس بدلہ کے بھی پسمنظر کی طرف میری یادوں کا بہاؤ بہہ پڑا تو میں کھوجیوں کی طرح نئے سامراج کے قدیم آباءواجداد یہود مجوس ونصاری اور انکی تخلیق انقلاب بنام اٰل رسول وبنوعباس تک جا پہنچا تو میری سوچ میں آیا کہ کیوں نہ ماضی سے متعلق غلط خیالات و نظریات سے پردہ اٹھانے کیلئے کیوں نہ اس موضوع پر مستقل کتاب ہی لکھوں سو قلم اٹھایا اور تاریخ کے علم میں خیانت کے داستان پر جو کچھ لکھا تو ان خیانت بازوں کی وجہ خیانت اور علم میں دجل، یہ سارا کچھ مجھے ان کی علم وحی اور قرآن سے جنگ ہی نظر آئی سو میں نے جو مواد احمد علی شاہ کے لئے لکھا تھا اور اسکے میرے

پاس کسی عذر کی وجہ سے نہ آسکنے پر اسے دے تو نہیں سکا اور شاید وہ اپنا تھیسز خود ہی لکھ کر پاس بھی ہو گیا ہو گا لیکن میرے اس پلندہ کے لکھنے کا جو وہ باعث بنا تھا اس لئے یہ کتاب اسکے نام سے منسوب کر رہا ہوں اور اسکے لئے لکھے ہوئے برصغیر کی آزادی کے لئے تحریکوں کے قصے کاٹ کوٹ کے مختصر اشروع کتاب میں ان کو بھی شامل کر رہا ہوں شاید کسی اور ہی احمد علی شاہ کے لئے کچھ اشاروں کا کام دے سکے۔ اب میری اس کتاب کا نام ہے " قرآن کسوٹی ہے، اپنے نظریات کو اس کے ذریعے درست کرو"۔

سولھویں صدی عیسوی میں برصغیر کے اندر انگریز جب جہانگیر بادشاہ کی پرمنٹ سے تجارت کی کوٹھیاں کھول کر کمپنی بہادر بنا اور اسکی اندرونی سوچ میں یہ تھا کہ وہ رفتہ رفتہ ہندستان کے سیاسی حکمران بھی ہو جائیں گے پھر اسپر باقائدہ ذہن سازی کے لئے سازشیں بھی کرتے رہے مثال ایک یہ بھی ڈائلاگ چلایا اور ملکی دیواروں پر چاکنگ کی گئی کہ ملک بادشاہ کا، خلق خدا کی، حکم سپاہی بہادر کا۔

حیدر علی

میسور کے مسلم باغی اور ٹیپو سلطان کے والد حیدر علی یہ انگریزوں کے باغی تھے 1782ع میں شہید کئے گئے۔

ٹیپو سلطان

جسکو میسور کا شیر کہا جاتا تھا اسکا قول مشہور ہے کہ شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سال کی زندگی سے بہتر ہے۔ یہ 1799ع میں ایک انگریز کمپنی کے ساتھ مقابلہ میں شہید ہوئے۔

لکشمی بائی جھانسی کی رانی

یہ دلی کے قریب اپنی اسٹیٹ کی رانی تھیں انگریزوں کے ساتھ خود میدان جنگ میں آپ لڑی ہیں اور دوران جنگ اسکا ایک شیر خوار چھوٹا بچہ تھا اسے اسنے پیٹھ کے ساتھ باندھ کر دشمن سے مقابلہ کیا انگریزوں نے سوچا کہ ہندو لوگ گائے کی بڑی عزت کرتے ہیں اور اسے پوجتے ہیں تو انہوں نے رانی کی فوج کے سامنے ڈھال کے طور پر گائیوں کو کھڑا کیا تو رانی کے فوجیوں نے پوچھا کہ اب کیا کریں؟ جواب میں رانی نے کہا کہ کوئی بات نہیں ہم نے پہلے دھرتی ماتا کو دشمنوں سے بچانا ہے بیچ میں اگر دشمنوں نے گئوماتا کو لایا ہے تو دھرتی بھی تو ماتا ہے اگر دھرتی ماتا نہ رہی تو، گئوماتا کہاں رہیں گی؟ سو پہلے دھرتی بچائیں بعد میں گئوماتاؤں کو بھی حاصل کر سکیں گے۔

بیگم حضرت محل

یہ نواب آف اوّدھ نواب واجد علی شاہ کی دوسری بیوی تھیں یہ بھی انگریزوں کے خلاف مردانہ وار لڑیں تھیں بعد میں اسکا انتقال نیپال میں ہوا

روپلو کولھی

یہ بھی ننگرپارکر کے پہاڑی سلسلہ کارونجھر کا مجاہد تھا جو مشہور جنگ آزادی 1857ع کے عرصہ سے انگریزوں کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا جس کو انگریزی فوج نے ساتھیوں سمیت گرفتار کیا اور 1858ع میں اسے ساتھیوں سمیت پھانسی پر چڑھا دیا۔ مٹھی سے ننگرپارکر جاتے ہوئے روڈ کے ساتھ اسکے پھانسی گھاٹ کی یادگار بنی ہوئی ہے۔

منگل پانڈے

1857ع کی جنگ آزادی کا کمانڈر انچیف تو ہندستان کا بادشاہ بہادر شاہ ظفر تھا جو دوران جنگ لال قلعہ دہلی میں انگریزوں کی نظر بندی کے تحت ڈمی بادشاہ بنا ہوا تھا جسکو پھر انگریزوں نے گرفتار کر کے رنگون لے جا کر قید میں رکھا۔ 1857ع کی جنگ میں ہندو مسلم لوگ بغیر فرق مذہب کے اس مسلم بادشاہ کی قیادت میں سب ایک ہو کر وطن کی آزادی کی خاطر لڑ رہے تھے۔
منگل پانڈے بنگال کا رہنے والا تھا یہ شخص ایسٹ انڈیا کمپنی کی فوج میں سپاہی تھا اسکا 1857ع کی بغاوت میں بڑا اہم کردار تھا جو اس نے چن چن کر انگریز افسروں کو قتل کیا یہ اسکا جذبہ حب الوطنی اور دھرتی کی آزادی کا مثال ہے جو یہ بھی ایک مسلم بادشاہ کی قیادت میں دشمن سے لڑ رہا تھا۔

بہادر شاہ ظفر

دلی کے تخت پر مغل شہنشاہیت کا آخری فرمانروا انگریزوں نے اسکو لال قلعہ سے گرفتار کر کے بادشاہت سے معزول کر کے رنگون لے جا کر قید کیا وہاں قید میں بادشاہ کو کچھ دن کھانے پینے کے لئے کچھ نہیں دیا گیا ایک دن صبح کو بادشاہ کو کہا گیا آج آپ کو ناشتہ کھلایا جا رہا ہے اور جلد ہی کیپٹن ہڈسن نے کھانے کا بڑا اٹرے یعنی طشت لایا جسپر کپڑے کا پوش چڑھا ہوا تھا بادشاہ جب کھانے کے لئے میز کے ساتھ کرسی پر بیٹھا تو طشت سے کپڑا ہٹایا گیا تو اس پر بادشاہ کے بیٹوں کے کٹے ہوئے سر پڑے تھے جو بادشاہ کو ٹارچر دینے کیلئے اس طرح لائے گئے تھے یہ منظر دیکھ کر بادشاہ تھر تھراتا کانپتا ہوا میز کے

سہارے اٹھ کھڑا ہوا اور بولا کہ مغلوں کے شہزادے اس شان سے اپنے والد کو سلامی دینے آئے ہیں۔

نواب سراج الدولہ

یہ بنگال کے نواب تھے اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے ساتھ 1857ع کی جنگ آزدی میں مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔

جلیانوالہ باغ میں قتل عام

یہ 1919ع کا واقعہ ہے شہر امرتسر میں تحریک خلافت کی دعوت پر شہر کے اس باغ میں جلسہ منعقد کیا گیا تھا تحریک خلافت کی قیادت مہاتما گاندھی اور مولانا محمود الحسن شیخ الہند، شیخ الحدیث مدرسہ دارالعلوم دیوبند کر رہے تھے اس جلسہ کے انتظامی دعوت میں جمعیۃ علماء ہند کانگریس احرار خاکسار پارٹی سب پارٹیاں میزبانی کر رہی تھیں جلسہ کے حاضرین میں بیساکھی کے میلہ کے لئے جو سکھ لوگ اپنے گولڈن ٹمپل میں آئے تھے وہ بھی بڑی تعداد میں جلسہ میں شریک ہوئے تھے تو کرنل ڈائر نے حاضرین جلسہ کے پر اندھا دھند فائرنگ کرائی اور ایک ہزار کے لگ بھگ لوگ شہید کر دئے۔

شہید اُدھم سنگھ

یہ شخص جلسہ جلیانوالہ باغ میں ایک کارکن کی حیثیت میں شریک ہوا تھا اور گولی لگنے کی وجہ سے زخمی ہو گیا تھا یہ شخص اکیس برس بعد یعنی 1940ع میں لنڈن گیا اور وہاں جا کر اسنے کرنل ڈائر کو قتل کر دیا۔ پھر یہ جو دھا وہاں گرفتار ہوا اور اسے جب لندن کی کورٹ میں پیش کیا گیا تو اس نے وہاں مئجسٹریٹ کو کہا کہ یہ ڈائر کا قتل اسکے جلیانوالہ باغ میں جو اس نے سفاکی کی تھی اس کے

مقابلہ میں کچھ بھی نہیں یہ بڑا پاپی مجرم تھا۔ لندن کی کورٹ نے جولاء 1940ع میں اُدھم سنگھ کو پھانسی دلادی 1952ع میں ہندستان کے وزیر اعظم جوہر لال نہرو نے اُدھم سنگھ کے لئے کہا کہ میں اسکی جرئت اور غیرت کو سلام کرتا ہوں اس شہید اعظم کے خون کے صدقے آج ہم آزاد ہیں۔

شہید الھ بخش سومرو

یہ شخص ضلع شکارپور اور جیکب آباد سندھ سے تعلق رکھتا تھا اسکا والد مستری آدمی تھا الھ بخش اپنی صلاحیتوں کے بل بوتے لوکل الیکشن جیت کر سندھ کونسل تک آن پہنچا انگریز گورنمنٹ نے اسکی ذہانت پر اسکو سیاسی اعزازات دینے شروع کئے لیکن یہ ان اعزازوں کے لائق اور موافق انکی پالیسیوں کو پسند بھی نہیں کرتا تھا۔ پھر اعزازات کو اپنے ضمیر کی آزادی میں مخل سمجھ کر انگریز سرکار کو وہ واپس کردئے پھر سندھ اور ہند کے وسیع پلیٹ فارم پر ہر انگریز مخالف پارٹی اور سیاسی شخصیتوں کے ساتھ آزادانہ کام کرنے لگ گیا مطلب کہ کانگریس کی مرکزی قیادت جمعیۃ علماء ہندو سندھ سب کے ساتھ اپنائیت میں رہے کمال کی بات یہ ہے کہ شہید سومرو سندھ کی تحریک آزادی کی عظیم شخصیت پیر صبغت اللہ سورھیہ بادشاہ پیرپاگارہ کے ساتھ مخفی قریبی تعلق بھی رکھے ہوئے تھا اور اس راز کو انگریز سے بھی چھپائے رکھنے میں کامیاب رہا یہ بات امام انقلاب عبیداللہ سندھی کے شاگرد اور خادم خاص مولانا عزیز اللہ جروار صاحب نے میرے ساتھ ذکر کی اس ثبوت کے ساتھ کہ جب سورھیہ بادشاہ کی حر تحریک کے مجاہدوں نے کراچی سے لاہور جانے والی ٹرین لاہور ایکسپریس کو ضلع سانگھڑ کی حدود میں گرانے کا پروگرام بنایا تھا تو اس ٹرین پر شہید الھ بخش بھی سکھر جانے کے لئے سوار ہوئے تھے اس

بات کا کسی طرح سورھیہ بادشاہ کو علم ہو گیا تھا تو اسنے فی الفور اپنے کسی خاص آدمی کو حیدرآباد بھیجا کہ وہ وہاں جب لاہور میل پہنچے تو وزیر اعظم سومرو کو ملکر وہیں گاڑی سے اتار دے اور اس میں سفر کرنے سے روکدے اور ہوا بھی ایسے کہ شہید سومرو ایسے اطلاع ملنے پر آگے کا سفر کینسل کر کے ریل سے اتر پڑے پھر وہ ریل ٹنڈو آدم اور شہداد پور کے بیچ میں پٹڑی اکھیڑنے کی وجہ سے گر گئی تھی جس کا بڑا جانی اور مالی نقصان ہوا تھا اور اس طرح الھ بخش سومرو سورھیہ بادشاہ کی اطلاع اور پیغام سے حیدرآباد میں اتر کر محفوظ ہو گئے۔ بہر حال انگریز حکومت نے سندھ کی پٹھو اور کاسہ لیس مسلم لیگی قیادت کے ہاتھوں شہید سومرو کو اس کے اپنے شہر شکارپور میں قتل کرادیا۔

امام انقلاب عبید اللہ سندھی

تحریک آزادی کی یہ نامور ہستی اور تاج برطانیہ کے باغیوں میں ایک بڑا نام ہے اسکی والدہ ہندو مذہب کی تھی اور والد سکھ مذہب کا تھا یہ مڈل کلاس کی تعلیم کے دوران مسلم ہو گئے تھے ایک سندھی بزرگ حافظ محمد صدیق بھرچونڈی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنے سے خود کو سندھی کہلاتے تھے لیکن وطن کے لحاظ سے اصل میں ضلع سیالکوٹ کے گاؤں چیانوالی پنجاب کے تھے اسلام قبول کرنے کے تھوڑے ہی دنوں پہلے دینپور ضلع رحیم یار خان ایک چھوٹے سے مدرسہ میں پڑھنے گئے اس کے بعد وہاں سے دلی کے قریب مدرسہ دارالعلوم دیوبند گئے تعلیم مکمل کرنے کے بعد جلد ہی اپنے استاد شیخ الہند کے حکم پر جلاوطنی اختیار کی اور شروع میں افغانستان کابل گئے تاکہ باہر کی دنیا کے سفیروں کے واسطے سے عالمی حکمرانوں سے ہندستان کو آزاد کرانے میں ان سے مدد لی جائے بہر حال اس ماجرا کا بڑا تفصیل ہے جو پروفیسر

سرور کی کتاب "کابل میں سات سال" میں پڑھیں امام سندھی کے کہنے پر ہی حکومت افغانستان نے ہندوستان پر دوبار حملے کئے اور جنگ میں شکست کھائی جس کا سندھی صاحب کو بڑا صدمہ تھا جروار صاحب کا کہنا تھا کہ افغان بادشاہ حبیب اللہ سندھی صاحب کی نظر میں انگریزوں کو قریب تھا اور برطانیہ سے دوستی رکھنا چاہتا تھا۔ پھر سندھی صاحب نے اسے اپنے کسی مخفی ساتھی سے قتل کرایا پھر غازی امان اللہ تخت پر بیٹھا اور وہ برطانیہ سے اخیر تک برہم رہا لیکن برطانیہ نے اپنے جاسوس کرنل لارینس جو ان دونوں مسجد نبوی مدینۃ المنورہ کا بہروپیا بنکر پیش امام بنا ہوا تھا اسے وہاں سے تبادلہ کرکے پیر کرم شاہ کے نام سے وزیرستان کے شہر میراں شاہ میں اسے خانقاہ کھول کر دی کہ یہاں بیٹھ کر وہ امان اللہ کو قتل کرائے یا اسے معزول کرائے جو وہ پھر معزول کرانے میں کامیاب ہو گیا۔ روس میں لینن کا انقلاب آچکا تھا مولانا عبید اللہ سندھی غیر مشہور راستوں سے حبیب اللہ بادشاہ کے دنوں میں ہی فرار ہو کر روس پہنچ چکے تھے۔ جلاوطنی کے آخری حصہ میں سعودی حکومت کے شہر مکہ میں اس شرط پر رہے تھے کہ یہاں کوئی سیاسی سرگرمی نہیں کریں گے لیکن گورنر مکہ کو تبلیغی جماعت کے لوگوں نے چغلی کرکے بتایا کہ عبید اللہ جب حرم کعبہ میں درس قرآن دیتا ہے تو اس میں قرآن کی سیاسی تعبیرات پیش کرتا ہے قیام مکہ کے آخری دنوں میں سندھی صاحب وہاں برطانوی قونصلر کے آفیس جدہ شہر میں جاکر اسے ملا کہ میں عبید اللہ سندھی ہوں مجھے ہندستان جانے کے لئے ویزا دیا جائے جواب میں قونصلر نے کہا کہ تو ہمارا باغی ہے میں تو آپ کو ویزا دینے کا مجاز نہیں ہوں مولانا نے کہا کہ پھر اوپر والوں سے پوچھ لو پھر اسنے لندن کو لکھا کہ عبید اللہ ہندستان جانے کیلئے ویزا مانگ رہا

ہے کیا حکم ہے وہاں سے اسے حکم دیا گیا کہ اسے کہا جائے کہ ہندستان سے کوئی ایسا آدمی آپ کی ضمانت دے کہ آپ وہاں جاکر کسی سیاسی عمل میں حصہ نہیں لیں گے اس کے بعد آپ کو ویزا دی جائے گی اسپر شاید سندھی صاحب نے جیکب آباد کے کانگریسی لیڈر محمد امین خان کھوسہ کو پیغام دیا کہ ہندستان آنے کے لئے میری ضمانت کا بندوبست کیا جائے کہ میں واپس آکر سیاسی کام نہیں کروں گا پھر محمد امین خان کھوسو نے سندھ کے وزیر اعظم سومرو کو کہا کہ آپ اپنے نام پر ضمانت نامہ لکھدیں تاکہ سندھی صاحب کو یہاں واپس آنے کیلئے ویزا مل سکے پھر ایسے کیا گیا اور سندھی صاحب سندھ واپس آگئے۔

امام سندھی جب سندھ سے دلی گئے تو وہاں ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب کے قائم کردہ اسکول جامعہ ملیہ میں رہتے تھے ایک دن جمعہ نماز کے لئے جامع مسجد دلی میں نماز پڑھنے کے لئے آئے وہاں بعد نماز امام الہند ابوالکلام آزاد سے مسجد میں ہی ملاقات ہوئی دوران ملاقات آزاد صاحب کو کہا کہ آپ بابو سبھاس چندر بوس کو کہیں کہ وہ ہندستان سے باہر کے ملکوں میں جائے اور برطانیہ کے خلاف ہندستان کی آزادی کی خاطر ان سے کوئی سیاسی مدد حاصل کرے کچھ ملکوں میں میرے بھی دوست ہیں انکے نام میں بھی خط لکھ کر دوں گا۔ اس ملاقات کے بعد سندھی صاحب جامع مسجد سے جو محلہ اوکھلے کو شارٹ کٹ راستہ جاتا ہے اور بیچ میں کئی کئی مقامات پر جھاڑیاں بھی تھیں اس راستہ سے پیدل واپس گئے تو راستہ میں اسے بابو بوس مل گئے پھر اس کے ساتھ مسجد میں آزاد صاحب سے کی ہوئی ساری باتیں اسے سنائیں۔ پھر تھوڑے ہی دنوں بوس صاحب ہندستان سے باہر کے ملکوں روانہ ہوگئے پھر

اسے نہ تو نے دیکھا نہ میں نے مطلب کہ اسکو دوران سفر مخالف کیمپ کے فرستادگان نے اچک لیا ہو گا جو آج تک معلوم نہ ہو سکا کہ اس پر کیا گذری (میرے خیال میں مسجد کی ملاقات میں ان کی باتوں کو کسی نمازی خادم کے روپ میں کسی سرکاری جاسوس نے اچک لیا ہو گا) بات جاسوسوں کی کر بیٹھا ہوں تو ایک بات اور بھی شہر موروسندھ سے ڈاکٹر لائق زرداری سندھ کی تاریخ پر ریسرچ کرنے لندن کی جنرل لائبریری میں انڈیا آفس میں کچھ عرصہ پڑھنے گئے واپسی پر دوعدد کتابیں لکھیں ایک عدد انگریزی میں جو بڑی ضخیم تھی ایک سندھی میں چھوٹی سی کتاب لنڈکی سے لنڈن تک کے نام سے بطور سفر نامہ کے لکھی۔ اس سندھی کتاب میں لکھا ہے کہ وہاں لائبریری میں آزادی عندوسندھ کی داستانوں میں جملہ آزادی پسند لوگوں کے تذکروں کے مقابلہ میں عبید اللہ سندھی کا ذکر وسیع پیمانے پر لکھا ہوا تھا ایک انگریز سی آئی ڈی افسر نے لکھا ہے کہ آزادی سندھ کی حر تحریک کے پیشوا صبغت اللہ شاہ پاگارہ سورھیہ بادشاہ حج کو گئے وہاں شہر مکہ میں عبید اللہ سندھی کے ساتھ مکمل تیرہ دن ہر روز صبح سے لیکر شام تک اسکی رہائش گاہ پر رہتے تھے دروازہ اندر سے بند ہوتا تھا ان دو کے سواء اندر کوئی نہیں ہوتا تھا انکا بورچی صرف کھانے کے وقت اندر جاتا تھا وہ انکو کھانا تیار کر کے کھلا کر پھر باہر آجاتا تھا میں نے اس بورچی تک رسائی حاصل کرلی اور اس سے پوچھا کہ یہ دونوں آپس میں کیا باتیں کرتے ہیں جواب میں اس نے کہا کہ جب میں اندر جاتا ہوں تو وہ آپس میں باتیں کرنا بند کرتے ہیں اتنے تک کچھ بھی نہیں بولتے جتنے تک کھانا کھلا کر میں واپس باہر نہ نکلوں سو جب حج کے سفر سے شہید سورھیہ بادشاہ واپس سندھ کو آتے ہیں تو اسکی تحریک آزادی کی ہلچل تیز ہو جاتی ہے اتنے

تک جو ہماری حکومت کو اسے گرفتار کرکے پھانسی دینے کے سواء کوئی چارہ نظر نہیں آیا اس لئے میری راء یہ ہے کہ تحریک کے عمل میں جو انکے پیشوا سورھیہ بادشاہ کی حج سے واپسی پر بغاوت نے تیزی پکڑی ہے اس میں سورھیہ بادشاہ اور عبیداللہ سندھی کی شہر مکہ میں مسلسل دو ہفتوں کی مخفی ملاقاتوں کا ہی عمل دخل ہے اور یہ بھی خاص بات ہے کہ پیر صاحب کی حج سے واپسی کے فوراً بعد سندھی صاحب جلاوطنی ختم کرکے سندھ آجاتے ہیں شہید الھ بخش سومرو عبیداللہ سندھی سے جلاوطنی کے بعد نہایت قریبی دوست بنجاتے ہیں اور ان دونوں کا ان دنوں حر تحریک اور شہید سورھیہ بادشاہ سے ظاہر میں کوئی تعلق بھی نہیں ہوتا تھا۔

دلمراد خان کھوسو دریاخان جکھرانی عنایت علی شاہ

1857ع کی جنگ آزادی کی کچھ لہر ہی ایسی تھی جو گورے انگریز سامراج کے خلاف پورا برصغیر غلامی سے نجات اور آزادی کی خاطر برسرپیکار تھا ان دنوں سندھ میں جتنے بھی گمنام آزادی کے والنٹیئر پکڑے گئے ان میں سے کئی لوگوں کو ایمپریس مارکیٹ کراچی کی مین گیٹ کے سامنے توپ رکھی ہوتی تھی ان گرفتار شدہ آزادی کے مجاہدوں کو توپ کے منہ میں سیٹ کرکے گولا چلاکر ماردیتے تھے ان دنوں کالے خان پنجابی جس کا اتا پتا نا معلوم وہ آزادی کی خاطر رضاکار اور ورکر تیار کرتا تھا وہ جیکب آباد بھی آیا اور وہاں دلمراد خان کھوسو دریاخان جکھرانی اور عنایت علی شاہ سے ملاقاتیں کرکے انہیں انگریز کے خلاف بغاوت کے لئے تحریک کا ممبر بنایا اور ان سے قرآن شریف کی ایک حمائل پر ممبرشب کا عہدنامہ لکھوایا اور ان کے اس پر دستخط لئے وہ قرآن بھی دریاخان جھکرانی کے پاس رہا اس بات کا علم انگریز سی آئی

ڈی کو لگ گیا انگریز نے ان تینوں رہنمائوں کو گرفتار کیا اور وہ قرآن بھی دستیاب کیا اسپر ان کے عہد نامے اور دستخط ملنے کے ثبوت کے بعد دلمراد خان کھوسو اور دریاخان جکھرانی کو سزاء قید دیکر مالٹا کے جیل بعبور دریاء شور بھیج دیا جس سزا کو کالا پانی بھی کہا جاتا تھا وہاں قیدیوں سے چکیوں میں پھتر اور چونا پسوایا کرتے تھے کئی قیدی چونا پیسنے اور پھتر کوٹنے کی سزاؤں سے آنکوں سے نابین بھی ہو جاتے تھے اور عنایت علی شاہ کو توپ کے مونہہ میں دیکر مارنے کی سزا سنائی گئی جس پر توپ کا گولا فائر نہیں ہوا تھا پھر اسکی سزا میں نرمی کرکے اسے قید کی سزا دی گئی۔ پاکستان بننے کے بعد دلمراد کا پوتا میر دریاخان کھوسو قومی اسمبلی کا ممبر بنا اور اسنے اپنے دادا کے نام سے ٹھل اور کندھ کوٹ کے درمیان ریلوے اسٹیشن منظور کرائی۔

ہیمو کالانی

یہ سکھر سندھ کا نوجوان 1923ع میں اسکی پیدائش ہے اور آل انڈیا اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے ممبر تھے انگریز حکومت کے خلاف کوئیٹ انڈیا تحریک کے دنوں میں روہڑی اور سانگی اسٹیشنوں کے درمیان ریل گرانے کے الزام میں اسکو گرفتار کیا گیا تھا سکھر کے موجودہ ڈسٹرکٹ جیل میں جب اسے قید رکھا گیا تھا تو ان دنوں کانگریسی ورکر مولوی محمد صالح عاجز اور کاتیرتھ داس بندر روڈ کراچی پر واقع مندر کا باسی یہ بھی ان دنوں اسی جیل میں کوئیٹ انڈیا تحریک کی سرگرمیوں کی وجہ سے جیل میں تھے اور ان دونوں نے میرے ساتھ ہیموں کالانی سے جیل کی ملاقاتوں کا ذکر کیا اور بتایا کہ جب ہیموں کو پھانسی کی سزا دی گئی تو اس نے پھانسی دینے والوں سے کہا کہ یہ جو پھندا آپ میرے گلے میں ڈال رہے ہو یہ گلے میں ڈالنے سے پہلے مجھے

اسے چومنے دو مجھے انگریز کے خلاف اپنے جرم بغاوت پر فخر ہے پھر اس نے پھندے کو لیکر چوما اور گلے میں بھی خود پہنایہ سال 1943ع کی بات ہے اور اس وقت ہیموں کی عمر انیس سال تھی۔

حر تحریک کے سر خیل سورھیہ بادشاہ صبغت اللہ شاہ پاگارہ

سندھ کی یہ عظیم مجاہد شخصیت راشدی خاندان کے پہلے مجاہد محمد راشد روضہ دھنی کی خانقاہ کے سجادہ نشین تھے ویسے محمد راشد روضہ دھنی کی شہرت تو ایک متصوف صوفی درویش کے حوالہ سے زیادہ ہے لیکن یہ اسکا نامکمل تعارف ہے میرے مطالعہ کے حوالہ سے وہ سندھ کے مکمل سیاسی قائد اور لیڈر رتھے اسے یہ بڑا درد تھاہ سندھ ہمیشہ سے دلی اور ایران کے درمیان میں چکی کے دو پاٹوں کے درمیان کیوں پستی ہوئی آرہی ہے اسکا یہ ٹھوس نظریا تھا کہ سندھ سندھیوں کی ہے اور ہونی چاہیے نہ اغیار کی اسے سندھ میں تالپوروں کی حکومت سے بھی شکایت تھی کہ وہ ایران کی طرف زیادہ کیوں جھکے ہوئے ہیں اپنی قومی خودداری کو کیوں تاراج کر رہے ہیں انگریزوں نے آتے ہی پاگارہ گدی کے سجادہ نشین علی گوہر شاہ کو پرکھ لیا تھا جو محمد راشد روضہ دھنی کا پوتا اور جاء نشین دوم تھا کہ یہ انکی ماتحتی میں آسانی سے چلنے ولا نہیں ہے پھر علی گوہر شاہ تو انگریزوں کے آنے کے چار پانچ سال بعد وفات پاگیا لیکن اسکے فرزند اور جاء نشین حزب اللہ شاہ نے انگریزوں کی حاکمیت کو دل سے قبول نہیں کیا اور اپنے جد امجد روضہ دھنی کی سوچ کہ سندھ سندھیوں کی ہے کی سوچ پر اسکا سیاسی عمل رہا اور انگریز حکومت کے ساتھ بغاوت کی چھیڑ خانی بھی نمایاں ہونے لگی۔ انگریز حکومت نے مختلف اضلاع کے کلکٹروں کے خطوط اور سرکاری رپورٹوں پر مشتمل ایک کتاب شائع کی جس میں جماعت

کے باغی حروں کی تفصیل خاندان زرعی زمین اور کس کس کے پاس کتنی گائے ہیں کتنی بھینسیں ہیں کتنی بکریاں ہیں کتنا اثر و رسوخ ہے اسطرح کی معلومات ان سرکاری خطوط کی شکل میں درج تھی جو وہ اپنے کمشنر یا گورنر مطلب کہ بالا حکام کو لکھتے تھے ایک دن میں سکھر کے ایک رٹائر کمشنر کے گھر اسکے پاس بیٹھا تھا تو اس سے میں نے حر تحریک سے متعلق معلومات پوچھیں تو جواب میں اس نے ایک کتاب مجھے دی اور کہا کہ کبھی کبھی گورنمنٹ کا پرانہ رکارڈ جلایا جاتا ہے اور وہ کمشنروں کی نگرانی میں کام ہوتا ہے سو میں بھی جب سکھر کا کمشنر تھا تو ایسا اتفاق ہوا اور اس رکارڈ کے ڈھیر کے اوپر یہ سالم کتاب میں نے دیکھی اور سوچا کہ یہ تو کوئی بوسیدہ چیز نہیں ہے سو اسے اٹھا کر میں نے اپنے پاس رکھ لی پھر میں نے وہ کتاب اس سے لی اور اس میں حزب اللہ شاہ پیر پاگارہ کے دور کے حروں سے متعلق انگریز کلیکٹروں کی رپورٹیں تھیں پھر وہ کتاب میں نے پیر پاگارہ شاہ مردان کو دی جس نے اسے اپنی درگارہ کی لائبریری میں رکھوادیا میں نے پیر صاحب شاہ مردان کی خدمت میں گذارش کی کہ آپ کے جد امجد محمد راشد روضہ دھنی کے ساتھ سندھ کے لوگ جو محبت وعقیدت رکھتے تھے وہ کوئی اسوجہ سے نہیں کہ وہ نمازیں زیادہ پڑھتے ہوں گے بلکہ وہ سندھی لوگوں کا اس لئے محبوب تھا کہ سندھ پر حق حاکمیت سندھیوں کا کہتا تھا، پیر گوٹھ کا شہر اصولی طور پر ریاست خیرپور کی حدود میں واقع ہے لیکن انگریز حکومت نے میران ریاست خیرپور کی ماتحتی سے اسے علحدہ کرکے پیر گوٹھ کو تحصیل روہڑی ضلع سکھر میں شامل کیا تھا تاکہ انگریزی راج شاہی خود گدی کو کنٹرول کرے۔ کہاوت ہے کہ لوہے کو لوہا کاٹے اس اصول پر انگریزوں نے پاگارہ خاندان کی گدی کا اثر ورسوخ کم

کرنے کے لئے پیر گوٹھ کے قریب شہر رانی پور میں ایک متوازی اور مقابل گدی قادری طریقہ پر قائم کی جسکا پیر صالح شاہ کو پیر عبد القادر جیلانی بغدادی کے خانوادہ کے طور پر آل رسول بنا کر سجادہ نشین قرار دیا جس کے اثر ورسوخ بڑھانے کے لئے جملہ سرکاری سہولتیں ان کو میسر کرائیں جبکہ امام عبید اللہ سندھی نے لکھا ہے کہ عبد القادر جیلانی ایران کا فارسی خاندان سے تعلق رکھنے والا نان عرب تھا جس کے والد کا نام جنگی دوست تھا۔ میں پاگارہ خاندان کو سندھ کے قومی ہیرو کے طور پر انگریزوں کے ساتھ بغاوت کرنے پر سلام کرتا ہوں۔ میں نے شاہ مردان پاگارہ صاحب کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ اب وقت آگیا ہے کہ سورھیہ بادشاہ کے دور کو واپس لے آئیں!! جواب میں مجھے پیر صاحب نے فرمایا کہ سورھیہ بادشاہ پھر سے واپس آنے میں تیرا اور میرا محتاج نہیں ہے اور وہ ضرور واپس آئے گا اور وہ خود آئے گا ہم نا بھی چاہیں پھر بھی وہ آئے گا میں نے کہا کہ کیا یہ بات امام مہدی کے متعلق تصور کی طرح نہیں ہوئی؟ مجھے جواب میں کہا کہ تو غلط سمجھا ہے میرے جواب کا مطلب ہے کہ وقت کی حالات کرداروں کو جنم دیتی ہیں میں نے پیر صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ میرا دوست عبد الواحد آریسر کہتا ہے کہ وقت کی نکیلی کی مہار کو ہم نے کھینچ کر ہدف پر لانا ہے پیر صاحب نے فرمایا کہ بے وقت کی راگنی بھی بے اثر ہوتے ہیں اور گلے میں پڑتی ہے میں نے پیر صاحب کو کہا کہ احمد رضا خان نے انگریز حکومت کے لے کام کیا ہے جواب میں پیر صاحب نے مجھے کہا کہ آپ کے دیوبند کا مدرسہ بھی انگریزوں نے قائم کرایا وہاں بانیء مدرسہ کی اولاد انگریزوں کی حامی رہی اشرف علی تھانوی اور شبیر احمد عثمانی اور عبد اللہ سندھی بھی انگریزوں کے

آدمی تھے جواب میں میں نے صرف عبید اللہ سندھی کے انگریزوں کے ہونے کا انکار کیا لیکن باقی دیوبندیوں کے متعلق پیر صاحب نے مجھے لاجواب کر دیا بلکہ ان کے بارے میں میرے بھی کچھ خیالات پہلے سے ہی پیر صاحب کے موافق تھے البتہ مدرسہ دیوبند کا قیام انگریزی ہاتھوں سے ہونا اس بات نے کئی رازوں سے پردے اٹھالئے جن کا میں اپنی دیگر کتابوں میں خود پیر صاحب کے حوالہ سے تفصیل لکھ چکا ہوں۔ بہر حال یہاں تذکرہ ہو رہا ہے سورھیہ بادشاہ کی انگریز حکومت سے جنگ کا جس کے کئی معرکے بالخصوص خیرپور سانگھڑ میرپور خاص کے مشرقی اضلاع میں ہوئے ہیں انگریزوں کی طرف سے پیر صاحب کو گرفتار کرنے کے بعد حر تحریک کے مجاہدوں نے انگریز حکومت کے مقابلہ میں متوازی گورنمنٹ قائم کی جس کی قیادت بچو بادشاہ اور پیرو وزیر کے ناموں سے مشہور کی گئی ویسے جناب پیر صاحب سورھیہ بادشاہ نے ضلع سانگھڑ کی حر تحریک کے مشور مرکز گڑنگ بنگلو میں جنگ کے لئے مجاہدوں کی بھرتی کا مرکز قرار دیا تھا اور بھرتی کا افتتاح بھی خود فرمایا تھا۔ انگریز لومڑ کی طرح بڑا ہوشیار جانور ہے اس نے حروں سے براہ راست خود لڑنے کے بجاء بلوچستان سے خود بلوچوں کے بھی غدار قبیلہ بگٹی کے سردار شہباز خان کو ضلع سانگھڑ میں جاگیر دی تھی تاکہ وہ اپنے قبیلہ کو وہاں سندھ لے جاکر حروں سے انگریزوں کی طرف سے جنگ کرے میں نے بگٹیوں کو بلوچستان کے بلوچوں کا بھی غدار اس لئے کہا کہ جب ذوالفقار بھٹو نے شروع دور میں سردار عطاء اللہ مینگل وزیر اعلیٰ کو جیل میں ڈالکر گورنر راج لاگو کیا تھا تو اکبر بگٹی نے مینگل گورنمینٹ کی مخالفت میں بھٹو کا ساتھ دیا تھا جس پر بھٹو نے اکبر بگٹی کو بلوچستان کا گورنر بنایا تھا۔ ان دنوں

ایک دعوت میں کانگریسی رہنما محمد امین خان کھوسو کا اکبر بگٹی سے آمنا سامنا ہوا اور بگٹی نے مصافحہ کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو کھوسو صاحب نے اسے کہا کہ دور کر اپنا پلیت ہاتھ تو بلوچوں کا غدار ہے میں تیرے ساتھ ہاتھ ملا کر اپنا ہاتھ پلیت نہیں کروں گا۔ اکبر بگٹی ولد محراب بگٹی ولد شہباز بگٹی یہ سارے خاندان دیرہ بگٹی سے انگریزوں کے ہاتھوں جاگیر ملنے پر بک گئے تھے اکبر بگٹی نے اپنا بچپن ضلع سانگھڑ میں گذارا پرائمری تعلیم بھی یہیں حاصل کی جناب شہید صبغت اللہ شاہ سورھیہ بادشاہ کی تعلیمات اور تلقین کو اگر پڑھا جائے تو سبحان اللہ کیا تو انکی واصل باللہ ہونے کی سوچ اور منزلت ثابت ہوتی ہے ان تعلیمات کو کوئی پڑھکر دیکھے جو شاید غیر مطبوعہ بھی ہیں میری سمجھ میں اگر شاہ عبداللطیف بھٹائی کے تصورات اور دعوت الی اللہ کی شاعری کو عملی طور پر کسی آدمی پر فٹ کیا جائے گا تو وہ شہید صبغت اللہ راشدی ہی ہوں گے۔

ایک دن درگاہ پر جناب پیر شاہ مردان سکنہ مرحوم صاحب نے ملاقات میں مجھے کہا کہ تو ہمارے ساتھ مسلم لیگ میں شامل ہو جا۔ میں نے جواب میں کہا کہ میں تو پہلے ہی کسی سے عہد وپیمان کر چکا ہوں وہ عہد میں نہیں توڑوں گا۔ فرمایا کہ تونے کس کے ساتھ ایسا عہد کیا ہے؟ میں نے کہا جس کا نعرہ تھا آزادی یا موت وطن یا کفن پیر صاحب جواب سمجھ گئے اور آگے کچھ بھی نہیں کہا۔ سرزمین سندھ نے جس طرح سورھیہ بادشاہ جیسے سپوتوں کو جنم دیا ہے فطری بات ہے کہ وہاں کچھ بدکردار لوگ بھی جنم پائے ہیں جیسے کہ زمین سے اگر گلاب کا پودا نکلا ہے تو اسکی ٹہنیاں کانٹوں بھری بھی ساتھ میں ہوتی ہیں سو اگر راشدی خاندان میں سورھیہ بادشاہ پیدا ہوا ہے تو اسی کاسٹ

میں ننگ وطن اور ننگ ملت غدار سندھ پیر علی محمد راشدی بھی پیدا ہوا ہے جو انگریزوں کے رکارڈ میں سیاسی کارکنوں میں سے جاسوسی کرنے والا تھا جس کا انگریزوں کے پاس ڈی۔ ایس۔ پی کا عہدہ تھا اس نے سورھیہ بادشاہ کو پھانسی دلانے میں جھوٹی شہادتیں دینے میں بڑا کردار ادا کیا تھا جیئے سندھ شکارپور کے مرکزی رہنما مرحوم نثار احمد ہکڑو نے مجھے کہا کہ شہید سورھیہ بادشاہ کا ذاتی بورچی شکارپور کا تھا میں نے اس سے حر تحریک سے متعلقہ کافی معلومات حاصل کی اس بورچی نے مجھے بتایا کہ جب انگریز سرکار شہید کے خلاف مقدمہ چلاتی تھی تو اس کارروائی میں بالخصوص شاہدوں کی شاہدی کے دوران مجھے بٹھایا جاتا تھا اس وقت ایک ایسے شاہد کو پیش کیا گیا جو اس کے آنے سے پہلے شاہدی کے کٹھہرے کو کپڑے کا پردہ دیا گیا تھا تاکہ کٹھہرے میں کھڑے ہوئے شاہد کا آواز تو سنا جائے لیکن اسے دیکھا نہ جا سکے لیکن میں نے آواز سے بھی اس چھپائے ہوئے شاہد کو پہچان لیا کہ یہ آواز پیر علی محمد راشدی کی آواز ہے۔ نثار احمد ہکڑو نے مجھے بتایا کہ حر تحریک کے جن شہداء سندھ کو سکھر سنٹرل جیل اور حیدرآباد سینٹرل جیل میں پھانسی پر چڑھایا گیا تھا ان شہید مجاہدوں کا جیل کی آفیس میں جاکر میں نے پتہ لگایا تو اندازاً ایک سو ساٹھ شہداء کا تعارفی رکارڈ مل سکا۔ میں نے آفس کے عملہ سے انکی فوٹو کاپی کرانے کا مطالبہ کیا تو انہوں نے ایک ایک مجاہد کے فائیل کا ایک ایک ہزار روپیہ رشوت کا مطالبہ کیا نثار صاحب نے مجھے کہا کہ یہ رقم جو ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ بنتی ہے آپ جاکر پیر صاحب پاگارہ سے ملیں اور اسے کہیں کہ یا تو اپنے اثر رسوخ سے مفت میں اس رکارڈ کا فوٹو اسٹیٹ دلوائے یا اتنے پیسے خود دے تو چھپوائی کا ہم خود پروگرام کریں گے میں نے حامی بھری کہ یہ کام

میں ضرور کروں گا ملاقات میں کچھ یہ رکاوٹیں آگئیں کہ کچھ وقت پیر صاحب کی ناسازی طبع کی وجہ سے عام ملاقاتیں بند ہو گئی تھیں جب ملاقات کھلی تو مجھے اسکا علم نہ ہوا اسی اثنا میں نثار ہکڑو صاحب خود وفات پا گئے۔

بات شروع کی تھی کہ سورھیہ بادشاہ کو پھانسی دلانے میں غدار سندھ پیر علی محمد راشدی کا کردار اس وجہ سے بھی تھا کہ پیر پاگارہ کی گدی اسے ملجائے بہر حال جب ہندستان آزاد ہوا اور پیر صاحب کی جماعت کے عمائدین نے کوششیں شروع کیں کہ انگریز جب سورھیہ بادشاہ کو گرفتار کر کے اسکے کم عمر صاحبزادوں کو بھی گرفتار کر کے لندن لے گئے تھے اب پاکستان بنجانے کے بعد گدی کو بحال کرائیں اور صاحبزادوں کو واپس لاکر بڑے کو سجادہ نشین بنائیں اور اس میں کامیابی ہوئی اور عجب تماشہ کہ پیر علی محمد راشدی نے بھی اس سارے کام میں ساتھ دیا نہ صرف اتنا بلکہ صاحبزادوں کی واپسی کے بعد جب درگاہ پر پیر صاحب شاہ مردان سکندر کی تاجپوشی ہو رہی تھی اس میں بھی شرکت کی تو اس موقعہ پر حر تحریک کی لیڈیز ونگ کی کمانڈر مائی دھانو نظامانی جو گڑنگ بنگلہ سے سورھیہ بادشاہ کی گرفتاری کے موقعہ پر بھی انگریز فوج کے ساتھ پیر صاحب کی رہائی کے لئے لڑی تھی وہ تاجپوشی کے وقت درگاہ پر ناچ بھی رہی تھی اور آزادی کے گیت بھی گا رہی تھی تو پیر علی محمد نے اسے کہا کہ مائی دھانو تو اب تو خوش ہوئی نا جو گدی بحال ہو گئی کمانڈر مائی دھانو نظامانی نے جواب میں کہا کہ گادی کے بحال ہونے کی خوشی ضرور ہے لیکن میری ایک حسرت رہ گئی جو تو ہماری گولی سے بچ گیا۔ پیر صاحب شاہ مردان اور اسکا بھائی نادر شاہ اور نورے مینگل کے بیٹے انگریز کے باغیوں کی اولاد تھی جن کو انگریزوں نے یہاں سے لندن لے جا کر ایسے ٹارچر میں رکھا

جو خاص کر شاہ مردان پاکستان بننے کے بعد واپسی کے بعد اپنے مخالفین کو کچھ بھی کہہ نہ سکا کچھ بھی کر نہ سکا۔ ایک دن جب ستر کی الیکشن ہو چکی تھی بعد میں جمعیت علماء اسلام کے وفد کے ساتھ پیر صاحب کے کراچی کے بنگلے پر اسکے ساتھ ملے تھے تو پیر صاحب نے کہا کہ حالات کی ستم ظریفی تو دیکھئے کہ مجھے الیکشن میں بھٹو کے مقابلہ میں جو پیر علی محمد راشدی کھڑے تھے اور وہ میرے والد کے قاتل تھے مجھے اپنے والد کے قاتل کی بھی حمایت کرنی پڑی!!! میں یہاں ضرور یہ کہوں گا کہ انگریزوں سے لیکر آج تک خفیہ طاقتوں نے سندھ کے اس عظیم سرمایہ کو سندھ کے خلاف استعمال کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اس ماجرا کی تفصیل پر مستقل کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ سندھ دوستی کے نام پر سندھی قوم پرست قیادت سے یہ ایک سوال ہے کہ جب ملک تقسیم ہوا نہرو نے وزیراعظم کی حیثیت سے اپنی کیبنٹ سے حلف لیا اور ان کو کہا کہ تم سب کے سب وزیر پاکستان کے بارڈر کے قریب کھوکھرا پار کے قریب جاؤ وہاں انگریزوں نے جو آزادی کے لئے لڑنے والے حر مجاہدین کو جیلوں میں جگہ نہ ہونے کی وجہ سے جھاڑیوں کی باڑھ میں قید رکھا تھا تم وزراء لوگ جاؤ ہندستان کی حدود میں ان سارے حر مجاہدین کو آزاد کراؤ ان سب کو ایک جگہ اکٹھا کرکے انکو سلوٹ کرو اور انہیں کہو کہ تمہاری قربانیوں کے طفیل ہمیں آزادی ملی ہے اگر تم ہمارے پاس ہندستان میں رہوگے تو تمہارے ساتھ ہمارا خصوصی رعایتی سلوک یہ ہوگا تمہارے اولاد کو مفت میں خصوصی تعلیم دیجائے گی تم سب کو فریڈم فائیٹر کے تمغون سے ہمارے پاس خاص مرتبہ ہوگا نہرو نے اپنے وزراء کو کہا کہ اگر وہ حر مجاہدین پاکستان جانا چاہیں تو ریل کی اسپیشل ٹرینیں کرکے انہیں پاکستان روانہ کرنے

کیلئے تم خود انکے ساتھ بارڈر تک جاکر پھر واپس آئو۔ پھر جب ہندستان گورنمنٹ نے باڑھوں کے جیل ختم کرکے حروں کو آزاد کیا ان کے اعزاز میں انکو دعوت کھلائی اور وزیر اعظم نہرو کے کہے مطابق اسکا پیغام پہنچایا تو سب حروں نے کہا کہ ہمارے مرشد کی یادگار سندھ میں ہے سندھ پاکستان میں ہے اسلیئے ہم یہاں نہیں رہیں گے اور ہمیں اب پاکستان بھیجا جائے پھر انکو بڑی تعظیم سے پاکستان پہنچایا گیا پھر جب وہ حدود پاکستان میں داخل ہوئے تو حکومت پاکستان نے انکو گرفتار کرکے دوبار جیلوں کے حوالے کردیا۔ کہنے کی بات تو یہ ہے کہ پاکستان کا مرکز تو جن کے ہاتھوں میں تھا وہ سب لوگ جانتے ہیں لیکن سندھ گورنمنٹ کے سندھی حکمران جو سندھ کے نام پر خبر نہیں کیا کیا کہتے رہتے تھے انہوں نے گویا حر تحریک کو اغیار سے شمار کرکے خود کو پھر بھی انگریزوں کا غلام اور پیروکار ثابت کیا اس سے انگریزوں سے پاکستان کے آزاد ہونے اور ہندسان کے آزاد ہونے کا فرق اور تفاوت معلوم ہوگیا۔

جمعیۃ علماء ہند

انگریز سے آزادی کیلئے علماء ہندو سندھ کی آزادی کی خاطر تاریخ تو پرانی ہے لیکن تنظیمی شکل میں جمعیۃ علماء ہند کا دور اور نام شیخ الحدیث مولانا محمود الحسن شیخ الہند کی امارت میں تنظیم کا قیام جب سے ہوا اسکا ہندستان کے مذہبی طبقوں میں انگریزوں کے خلاف ایک خاص اثر ہوا جس کو گورنمنٹ انگلستان نے بھی شدت سے محسوس کیا لیکن جب سے جمعیۃ علماء ہند کے سرخیل شیخ الہند محمود الحسن امام الہند ابوالکلام آزاد نے آپس میں رابطے شروع کیئے اسکا پہلا اثر تو یہ ہوا کہ جمعیۃ علماء ہند کے کئی سارے تنظیمی اور معروضی سیاسی اجتماعات کی صدارت مولانا ابوالکلام آزاد سے کرائی جانے

لگی اسکا دوسرا اثر یہ ہوا کہ جمعیۃ علماء ہند کا کانگریس پارٹی کے ساتھ آزادیء ہند کیلئے باقائدہ اتحاد ہوا جس سے ایک تو آزادی کی خاطر مطلوبہ مین پاور میں اضافہ ہوا دوسرا بڑا اثر یہ ہوا کہ ہندو مسلم نفرتوں میں بھی بڑے پیمانے میں کمی آئی خاص کر کے اس بات سے انگریزوں کی حکمت عملی ڈیوائیڈ اینڈ رول کا بھی بڑی حد تک منہ کالا ہو گیا جو انگریزوں نے اپنی اس لڑاؤ اور حکومت کرو کی پالیسی کا اپنی داشتہ، پرداختہ مسلم لیگ پارٹی کے خمیر میں یہ مذہبی نفرتیں داخل کی ہوئی تھیں لیکن جمعیۃ علماء ہند کے کانگریس کے ساتھ اتحاد سے مذہبی فرقہ وارانہ کشیدگی میں معقول کمی آئی اسکا ایک اہم مثال سندھ میں بھی سامنے آیا جو سکھر شہر میں دریا کے کنارے پر جو مسجد منزل گاہ واقع ہے وہاں سے ہندوؤں کے مندر سادھ بیلہ کی طرف جانے کے لئے کشتیوں کا جو راستہ ہے کیوں کہ مندر بیچ دریاء میں واقع ہے۔ ہندوؤں کا کہنا تھا کہ مسجد کے نمازیوں کا راستہ دریاء کے کنارے پر دیوار دیکر الگ کیا جائے اس لئے کہ ہماری عورتیں جب مندر جانے کیلئے کشتیوں کے انتظار میں کھڑی ہوتی ہیں تو نماز کو بہانہ بنانے والے لوگ بھی پیشاب کرنے کا بہانے بنا کر اسی جگہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ (آج کل عرصہ سے سارے دریاء کے کنارے پر بڑی دیوار ہے اور مسجد منزل گاہ بلکل جدا ہے) پھر مذکور مسئلہ کو سندھ کی مسلم لیگ نے ہندوؤں کے خلاف اسلام کو خطرہ کے نام پر بڑا شور کیا اور سکھر شہر میں بڑے فساد کرائے جبکہ سندھ کے جمعیۃ علماء ہند والے علماء، ہندووں کے موقف کے حامی تھے لیکن مسلم لیگیوں کو صرف مذہبی نفرت پیدا کر کے وزیر اعظم اللہ بخش سومرو کو ناکام بنانا مقصود تھا اور وقت کے علماء اللہ بخش سومرو کے بھی حامی تھے۔ مطلب کہ جمعیۃ علماء ہند کے کانگریس کے ساتھ

اتحاد نے انگریز حکومت کے لئے بڑا مسئلہ پیدا کر دیا سو جمعیۃ علماء ہند کی ہندستان میں طاقت کو ختم کرنے کیلئے انگریزوں نے دو کام کئے ایک مولوی الیاس کے ذریعے تبلیغی جماعت قائم کی ویسے تو تبلیغی جماعت سے بظاہر مسلم لوگوں کو گھروں سے تبلیغ کے لئے سفر میں لے جا کر انہیں کلمہ سکھاتے تھے اور کہتے تھے کہ اس کلمہ پر محنت کرو اس سے جنت ملے گی وغیرہ لیکن تبلیغی جماعت کے قائم کرنے سے انگریزوں کا اولین مقصد یہ تھا کہ قرآن میں جو تعلیم ہے باطل اور طاغوت سے جنگ کرنے کی جو سامراج محنت کشوں کا استحصال کر کے انکی لوٹ کھسوٹ کرتے ہیں ان کے ساتھ جنگ اور مقابلہ وہ بھی قرآن کے بتائے ہوئے نسخہ کے مطابق کہ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ (83-6) عوام کو ربوبیت عالمین کی خاطر لٹیروں کے مقابلہ میں اقامۃ سکھائو انکو قیام کراؤ انکو میدان جنگ میں لے آئو سو انگریز تو مسلم لوگوں سے قرآن کو زیادہ سمجھتا تھا سو اسنے تبلیغی جماعت کی معرفت گھسے پٹے ختم خور ملاؤں سے فضائل سیریز کے طور پر تبلیغی نصاب کے لئے کتابیں تیار کرائیں جن کتابوں میں ثوابوں کے انباروں کی گنتی کا گورکھ دندھا ہے اور بس جن میں سب جھوٹ کے انباروں کا حوالہ صرف یہ ہے کہ بزرگوں نے سنا ہے اور یہ تبلیغ والے جنت کے آسروں پر گھروں سے برغلا کر لوگوں کو چلوں کے سفر میں قرآن سے دین سیکھنے پر بندش لگائے ہوئے ہیں اور ان سادہ لوح لوگوں کو چلوں کے سفر میں بزرگوں کے نام کے لکھے ہوئے جھوٹے فضائل کی کتابیں پڑھنے میں مشغول رکھتے ہیں "بزرگ" لفظ میں اردو زبان کے حوالہ سے معنوی طور پر تقدس کا تصور ہے جبکہ یہ لفظ "بزرگ" اصل میں فارسی زبان کا ہے جسکی معنی میں کوئی بھی تقدس کا تصور

تک نہیں ہے امام خمینی پرشن اسپیکنگ بندہ تھا وہ تو امریکی صدر ریگن کو بھی شیطان بزرگ کہا کرتا تھا سو کوئی بتائی کہ کیا شیطان بھی اردو معنی کے ساتھ بزرگ ہو سکتا ہے کیا؟ سو تبلیغی جماعت کے لئے نصاب لکھنے والے بزرگ لوگ سب قرآن دشمن تھے کسی کو یہ بات سمجھنے کا شوق ہو تو وہ میری کتاب "فتنہ انکار قرآن کب اور کیسے" پڑھ کر دیکھے جو میرے نام سے بنے ہوئے فیس بک کے پیج پر موجود ہے۔

انگریزوں نے تبلیغی جماعت کے قیام سے ایک طرف ہندستان میں شیخ الہند کی جمعیۃ علماء ہند کی سیاسی کشش کو ختم کرنا چاہا پھر آگے اس جماعت کو وسیع پیمانے پر پھیلا کر ساری مسلم دنیا میں اسلام کا تعارف اس جماعت کی تبلیغی نصاب کی کتابوں اور چھ سات باتوں میں منحصر قرار دینا چاہا ساتھ میں اس جماعت کے نصاب تعلیم اور زبانی تبلیغ سے قرآن کو سمجھ کر پڑھنے کے بجاء صرف زبانی رٹوں سے ایک حرف سے دس نیکیوں کے حساب سے ثواب کمانے اور بہشت کمانے کا ذریعہ قرار دینا تصور کرنا تاکہ کوئی شخص قرآن کو دنیا کی زندگی میں ظلم واستحصال کرنے والے مترفین کے خلاف انقلاب لانے کی کتاب تصور نہ کرے تیسرے نمبر پر تبلیغی جماعت کو اسکے بانی سامراج نے اپنے لئے سی آئی ڈی کے طور پر بھی ایک محکمہ اور فل ڈپارٹمنٹ کی صورت وشکل میں رکھ کر چلانے کا کام لیتے رہنا چاہا ہے وہ بھی اتنے پیمانے پر جو مسلم دنیا سے متعلق کئی بڑے اہم امور اور انکے لئے رجال کار کا تعین اور تقرر انکی رپورٹوں پر کرتے رہنا ہے یہ بات امام عبید اللہ سندھی نے محمد شاہ امروٹی کی شادی کے موقعہ پر ولیج امروٹ ضلع سکھر شکارپور سندھ میں آنے کے موقعہ پر خود محمد شاہ کو سنائی تھی۔ انگریز سرکار نے اس

جماعت کا پہلا مرکز شہر دلی کی خانقاہ نظام الدین اولیاء میں قائم کیا جو تاہنوز وہاں قائم ہے یہ صرف اس لئے کہ جاہل مسلم عوام پر خانقاہ کے جھوٹے تقدس کے ساتھ اس جماعت کا تقدس منوانے میں سہولت ہو۔ ورنہ جیسا نظام الدین اولیاء اپنی زندگی میں ایک جاسوس اور ایجنٹ تھا۔ ایسی ہی وہاں قائم کردہ یہ جماعت۔ خواجہ نظام الدین اولیاء کا اندرونی چہرہ سمجھنا ہو تو شیخ اکرام کی کتاب موج کوثر اور آب کوثر مغل حکومتوں کے ابواب میں پڑھ کر دیکھیں ویسے مسلم دنیا میں خانقاہی سسٹم کو سمجھنے کے لئے حسن بن صباح کی کارگذاریوں اور سوانح کو پڑھنا ضروری ہے جس نے سب سے پہلے خودکش افراد اور ڈیتھ اسکواڈ فورس قائم کرکے مسلم دنیا میں تہلکہ مچادیا تھا۔ مشرقی پاکستان میں ستر کی الیکشن کے فوراً بعد مغربی پاکستان سے بے تحاشا تبلیغی جماعت کے وفود بھیجے گئے تاکہ مستقبل میں ہونے والے فوجی آپریشن کے وقت بنگالی لوگ کلمہ پر محنت کرکے بہشت کمانے کے تصورات میں غرق ہوکر مزاحمت نہ کریں۔ مجھے بلوچ لیڈروں نے کہا کہ بلوچستان میں بھٹو کے زمانہ میں فوجی آپریشن سے پہلے تبلیغی جماعت کے کئی وفود ہمارے علائقوں میں بڑے پیمانے پر بھیجے گئے تھے جو ہماری عوام کو اسلامی اخوت اور آخرت کی کامیابیوں کی تعلیم دے رہے تھے اس کے بعد جلد ہی ہمارا فزیکل آپریشن کیا گیا۔ میں سلام کرتا ہوں پنجاب کے وزیر اعلیٰ شہباز شریف کو جس نے پنجاب کے تعلیمی اداروں میں تبلیغی جماعت کے وفود کی داخلہ پر بندش عائد کردی ہے کہ وہ اداروں میں آکر شاگردوں کو اپنی والی تبلیغ کے لئے نہ لے جائیں۔ یہاں میں افسوس کرتا ہوں ملک کے دوسرے صوبوں کے وزراء اعلیٰ کی سوچ پر جو انہوں نے پنجاب کے وزیر اعلیٰ کے ایسے انقلابی فیصلے کی

تقلید نہیں کی لیکن میں کم سے کم سندھ کے ایک وزیر اعلیٰ ارباب رحیم کی بات کروں کہ اس نے شاید اپنی نوکری پکی کرانے کے لئے خود سی ایم ھاؤس میں بھی بیوروکریسی کے افسران کو بلاکر رائیونڈی اسلام کی تبلیغ سنوائی جو رائیونڈی اسلام قرآن حکیم کا کھلم کھلا مخالف ہے اور دشمن بھی ہے لیکن کیا کریں جو ارباب رحیم حدیث پرست ہونے کے حوالہ سے خود بھی دشمن قرآن ہے۔ میں نے سندھ یونیورسٹی کے ایک وائیس چانسلر کو کہا بھی کہ آپ تبلیغی جماعت پر یونیورسٹی میں داخلے پر بندش عائد کریں لوگ یہاں اپنی اولاد کو تعلیم حاصل کرنے کیلئے بھیجتے ہیں رائیونڈی جاہلوں کے خلاف قرآن چھ کلمے سیکھنے کے لئے نہیں بھیجتے لیکن صاحب موصوف نے میرے مطالبے کے جواب میں ایک لفظ بھی نہیں بولا شاید اس لئے کہ اسکو معلوم تھا کہ سندھ یونیورسٹی میں بھی ڈھاکہ یونیورسٹی کی طرح میجر کرنل جبے پہن کر دانیدار مالھائوں کی تسبیحیں اٹھاکر تبلیغ کے لئے یونیورسٹی میں آتے رہتے ہیں ان کو روکنے سے تو میری نوکری چلی جائے گی۔

ایک دن مجھے محمد شاہ امروٹی مرحوم نے کہا کہ میرے پاس اپنے علائقہ کی عورتیں شکایتیں لے کر آئیں کہ ہمارے شوہر گھر چھوڑ کر تبلیغ پر چلے گئے ہیں ہم پیچھے روٹی پانی کو محتاج ہو گئی ہیں بچے دربدر ہو گئے ہیں میں نے ان کی شکایت پر ان کے کئی مردوں کو بلایا اور کہا کہ ایسی تبلیغ چھوڑو اسکا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ نہیں چھوڑتے تو بیویوں کو چھوڑدو جواب میں وہ بیویوں کو چھوڑنے کیلئے بھی تیار ہوگئے۔ تبلیغی جماعت جو سامراج کی کثیر المقاصد ایجنڈا کیلئے تیار کرائی ہوئی ہے اس کے لئے ہیرالڈ رسالہ میں ایک فوجی کمپٹن کا مضمون ہے کہ ہماری فوجی قیادت نے ملٹری پولیس کو انکی کھوج

لگانے کی ڈیوٹی دی اسپر انہوں نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ یہ نہایت رازداری سے عمل پیرا ہیں جس طرح یہودیوں کی عالمی تنظیم فری میسن کے سارے کام سربستہ راز ہیں۔ لیکن اس جماعت کی تاریخ بیان کرنے والے اپنے بیانات میں یہ بتاتے ہیں کہ علاقہ میوات میں اتنی جہالت تھی جو وہاں لوگ کلمہ پڑھنا نہیں جانتے تھے سو مولانا الیاس نے انکو کلمہ سکھانے کے لئے تبلیغی جماعت بنائی تھی حالانکہ اہل مطالعہ بخوبی جانتے ہیں کہ میواتی لوگوں کا انگریزوں کے خلاف بڑا کردار رہا ہے اور کئی میواتی قبیلوں نے انگریزوں کو زراعت کی لگان دینا بھی بند کی ہوئی تھی مطلب کہ آزادی پسند لوگوں کی ذہنیتوں کو جنت کی حوروں کے بہانے دنیا کی زندگی میں غلامی پر راضی رہنے کے لئے انکو تبلیغ کے ذریعے مفلوج بنائے رکھنا ہے۔

شہید بھگت سنگھ

بھگت سنگھ نے ایک کتاب لکھی کہ میں اتھیسٹ کیوں ہوا۔ پھر 1929ع میں دلی میں پارلیمنٹ پر بم پھینکا پھر کمیونسٹوں کے سارے مرکزوں پر چھاپے مارے گئے لاہور میں انکی بم بنانے کی فیکٹری پکڑی گئی شہر میں انکے کئی لوگ پکڑے گئے پھر انہوں نے لاہور چھوڑا اپنا متبادل خفیہ مرکز نواحی شہر رائیونڈ میں قائم کیا پھر 1931ع میں انگریزوں نے بھگت سنگھ کو پھانسی دی اور شہر دلی میں تبلیغی جماعت کا جو مرکز نظام الدین اولیاء کی خانقاہ میں قائم کیا گیا تھا ان کو انکے کام کی برانچ رائیونڈ میں کھولنے کا حکم دیا گیا جو آج تک وہاں قائم ہے مجھے سابق وزیر تعلیم مرحوم غلام مصطفیٰ شاہ نے کہا کہ رائیونڈ میں عیسائیوں کی گرجا کے پادری کے ساتھ رائیونڈ تبلیغی جماعت کی قیادت کے بڑے قریبی تعلقات رہتے ہیں ازانسواء یہ اتنے تو امن پسند لوگ

ہیں جو کلمہ پر محنت کی تبلیغ کے لئے انکے وفود کو اسرائیل جانے کی بھی اجازت ہے۔ ہیرالڈ رسالے میں ایک فوجی کیپٹن کا مضمون ہے کہ پاکستان سرکار نے انکو فوجی چھاونیوں میں تبلیغ کے آنے پر بندش لاگو کی ہوئی ہے لیکن ہمارے افسر رائیونڈ جاتے رہتے ہیں تبلیغی جماعت کا منشور پہلے چھ باتوں پر مشتمل تھا اب اس میں ساتویں بات کا اضافہ کرکے قصہ کربلا پر بیانات دینے کا حکم دیا گیا ہے جس کو طارق جمیل اپنی تقریروں میں نبھارہا ہے اسے تو اپنی تقریروں میں اللہ کو بھی جنت میں گانے گانے والا گویّا بنادیا ہے اور حوروں کی تزئین وآرائش بھی اللہ سے کرانے کی تقریریں بھی کرتا ہے۔

آل انڈیا کمیونسٹ پارٹی

نظریہ کمیونزم کے حامل لوگوں میں لینن کے انقلاب 1917ع سے پہلے کمیونزم کے نفاذ اور قیام کیلئے ہندستان کے کمیونسٹوں میں اتنا حوصلہ نہیں تھا اہل مطالعہ کمیونسٹ لوگ انقلاب لینن سے پہلے کارل مارکس کی کتاب داس کیپیٹال کو بھی شاید مسلم لوگوں کی طرح بجاء معاشروں اور ریاستوں میں نافذ کرنے کیلئے پڑھنے سے صرف ثواب کمانے کیلئے پڑھنے کی طرح صرف ذہنی عیاشی کیلئے پڑھتے ہوں گے۔ سو جب یورپ میں ایک کتاب میں لکھے ہوئے نظریہ معیشت پر زارشاہی کا تخت الٹ کر انقلاب لایا گیا تو دنیا میں کمیونزم کا مطالعہ رکھنے والوں میں بھی حوصلہ آیا کہ اگر کسی فکری کتاب کو امام بنا کر اسکی روشنی میں انقلاب لایا جائے تو کامیابی مل سکتی ہے جس طرح لینن اور اسکے ساتھیوں کو ملی پھر یہاں بھی ماسکو کی دیکھا دیکھی پر کمیونسٹ پارٹی کا بنیاد رکھا گیا اتفاقا یہاں ہم کالے لوگ ان دنوں برٹش سامراج کے گوروں کے غلام بھی تھے شروع میں یہاں کالے کمیونسٹوں نے برٹش

سامراج کو زار اور زارینہ کا قائم مقام سمجھ کر یہاں کے پہلے سے آزادی کی بات کرنے والوں کی طرح اپنے پلیٹ فارم سے بھی آزادی کی بات شروع کی تھی جس سے انکے اندر شہید بھگت سنگھ جیسے مجاہد لوگ بھی پیدا ہوئے۔

گاما گاٹامارو۔

ویسے سکھ لوگوں میں غلامی سے نجات کیلئے وطن کی آزادی کی خاطر پہلے سے عملی جذبہ موجود تھا جو انکا ایک گروہ ہندستان سے امریکہ کمانے گیا تھا انکے ساتھ وہاں کے مقامی گورے بھی کماتے تھے پھر جب انکو اجرت ملتی تھی تو وہ گورے امریکیوں کو زیادہ ملتی تھی اور ہندی کالے سکھوں کو کم ملتی تھی پھر سکھوں نے احتجاج کیا کہ جب کام گوروں اور کالوں کا ایک ہے تو اجرت میں فرق کیوں اسپر انکو جواب دیا گیا کہ تم غلام ملک اور غلام قوم کے فرد ہو اور یہ گورے آزاد ملک کے آزاد شہری ہیں اس لئے اجرت آزاد گوروں کو زیادہ دی جائے گی تمہیں اگر تھوڑی اجرت قبول نہیں تو امریکہ چھوڑ کر چلے جاؤ۔ پھر ان سکھوں نے وہاں آپس میں مشورہ کیا کہ کیا واپس ہندستان چلے جاتیں یا گوروں کے مقابلہ میں یہاں تھوڑی اجرت پر گذارہ کریں اس مشاورت میں یہ طئے پایا کہ یہاں رہ کر تھوڑی اجرت پر کام کریں پھر اس تھوڑی اجرت سے بھی ایک مقرر حصہ بچت کر کے ایک فنڈ قائم کریں جس سے ہتھیار خرید کر ہندستان میں یہاں سے کچھ لوگوں کو واپس کر کے انکو اس فنڈ سے کچھ پیئسے اور کچھ ہتھیار دیتے رہیں جو وہ ہندستان میں وہاں گورے سامراج کے خلاف ہندستان کی آزادی کی جنگ لڑیں پھر اس اسکیم پر انہوں نے عمل کیا اور پھر اس سے ہندستان میں انڈر گراؤنڈ تشدد پسند تنظیمیں بھی وجود میں آئیں جن میں سے ایک تنظیم کا نام گاما گاٹامارو بھی تھا۔ ویسے اس نام سے ایک بحری

جہاز بھی بتایا گیا ہے یا ایک بحری جہاز میں اسلحہ بھی پکڑا گیا ہے جو ہندستان میں گاما گاٹا مارو تنظیم کو پہچانے کیلئے تھا۔ یہ روئداد جزوی طور پر سوبھو گیا نچندانی اور ڈاکٹر احمد حسین کمال اور چودھری عزیز نے مجھے بتائی۔ میں نے کامریڈ سوبھو سے پوچھا کہ انڈیا کمیونسٹ پارٹی کا پاکستان بنانے کے معاملہ میں کتنا اور کیا کردار ہے؟ جواب میں اس نے کہا کہ پاکستان کے قیام کے لئے ہمارا کام مسلم لیگ کے مقابلہ میں کسی بھی طرح کم نہیں تھا لیکن میڈیا نے ہمارے کام کو ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت بلیک آؤٹ کیا ہوا تھا اور پاکستان بنجانے کے بعد ہمارے ساتھ بغیر کسی ثبوت کے ملک دشمنوں کا سلوک کیا گیا۔ اگر ہم انڈیا کمیونسٹ پارٹی اور مسلم لیگ کا پاکستان کے مطالبہ یعنی ہندستان کا اکھنڈ بھارت کے مقابلہ میں مذہبی بنیاد پر بٹوارہ کے مسئلہ میں ان دونوں پارٹیوں کے اتحاد پر غور کریں تو اتحاد کے بعد بھی کمیونسٹ پارٹی کے ساتھ ملک دشمنوں کا سا سلوک کیوں؟ اسکا ایک بنیادی سبب یہ ہے کہ پاکستان کے نام سے مسلم مذہبیت کے نام سے جدا ملک کا تصور یہ بنیادی طور پر خود مسلم لیگ پارٹی کی اپنی سوچ نہیں تھی یہ سوچ انکو برطانیہ سرکار کی طرف سے فیڈ کی گئی تھی سکھائی گئی تھی مگر جو حسرت موہانی جیسے لوگوں کو یہ مغالطہ تھا کہ پاکستان کی ریاست اور مملکت کو ہم مسلم لیگ والے خود بنارہے ہیں تو پاکستان کے بنجانے کے بعد لیاقت علی خان نے حسرت موہانی اور اسکی سوچ کے لوگوں کو قریب ہی آنے نہیں دیا اور موہانی کی پاکستان میں آنے کے بعد دربدری کی بڑی المناک داستان ہے اس ملک کی علحدگی کے بعد ان لوگوں کو اقتدار کے ایوانوں سے جدا رکھا گیا جن کی سوچ یہ تھی کہ یہ ملک ہم مسلم لیگیوں نے خود بنایا ہے اس لئے اسکی داخلی اور خارجی پالیسیاں ہم خود بنائیں

گے۔ سو پاک ملک کے قیام کے بعد انڈیا کمیونسٹ پارٹی کو شروع سے ہی عتاب میں اس لئے رکھا گیا کہ وہ لوگ پاک ملک کی خارجہ پالیسی روسی بلاک سے وابستہ بنائیں گے نہیں تو کم سے کم آزاد خارجہ پالیسی پر ملک کی خارجہ پالیسی کا بنیاد رکھیں گے اس لئے ملک پاکستان کے بنانے میں انکے تعاون اور اتحاد کو بھی دل سے قبول نہیں کیا گیا بلک ان کو شروع سے ہی ملک دشمنوں کے زمرہ میں رکھا گیا۔

مجھے کچھ P.H.D ہولڈر اسکالروں سے معلوم ہوا کہ جناح صاحب، خان قیوم خان، مودودی صاحب، حاجی مولا بخش سومرو، غفار خان یہ سب شروع میں کانگریس اور جمعیۃ علماء ہند سے قریب رہے ہیں۔ غفار خان کیلئے انگریزوں کی طرف سے اسکے بڑے بھائی ڈاکٹر خان کی ڈیوٹی تھی کہ وہ اسے کنٹرول میں رکھے جناح صاحب کانگریس چھوڑ کر مسلم لیگ میں آنے کے بعد بھی سیکیولر مائنڈ تھے اسکے خیالات پر سینسر لگانے کی ڈیوٹی انگریزی حکومت کے بیوروکریٹ چودھری محمد علی کی تھی حاجی مولا بخش کی ڈیوٹی اپنے بھائی شہید الٰہ بخش کی سیاست کے ازالہ کرنے کی تھی۔ امام عبید اللہ سندھی کو سوجھی کہ مسلم لیگ کے فارمولے کہ مسلم لوگوں کو الگ وطن ملے اسکا متبادل تو یہ ہے کہ اگر ہم اکھنڈ بھارت میں رہتے ہوئے مسلم اکثریتی صوبوں کے لئے اتنی صوبائی خود مختیاری انہیں دیں جو وہ اپنے داخلی معاملات میں مرکز کے محتاج نہ ہوں تو پھر پاکستان کے نام سے بٹوارہ کی ضرورت نہیں پڑے گی سندھی صاحب کی اس تجویز پر نہرو نے کہا کہ ہم اس شرط پر راضی ہوں گے جو یہ بات جناح صاحب بھی مان لیں لیکن کانگریس کی اس میٹنگ میں سندھی صاحب کی تجویز کو جناح کے ماننے نہ ماننے کے بغیر بھی ہندستان

میں صوبائی خود مختاری کی بات تسلیم کی گئی اور مسلم اکثریتی صوبوں کی بھی ترجیحی خود مختاری کی بات قبول کی گئی جسکی اسوقت کی میڈیا میں بھی آؤ بھگت کی گئی اور ہندستان کے کئی شہروں کے مسلم لیگی لوگ وفدوں کی صورت میں جناح صاحب کو جاکر ملے کہ اب متحدہ ہندستان میں اس فارمولے پر ہم اگر علحدگی کا مطالبہ چھوڑدیں تو یہ سارے برصغیر کے مفاد میں ہوگا۔ لیکن جناح صاحب نے انکی یہ بات نہ مانی پھر کئی لوگ مسلم لیگ چھوڑ گئے کہ پاکستان بنانے کے پیچھے کوئی مثبت سوچیں اور قدریں نہیں ہیں۔ اور یہ بھی انکی سمجھ میں آیا کہ انگریز نے جو کمپنی بہادر کے نام سے آتے ہی تین سو سال ہندستان میں لڑاؤ اور حکومت کرو کے طریقہ پر حکمرانی کی ہے سو یہ لوگ اب واپس انگلینڈ جانے کے بعد بھی ہمیں آپس میں جدا رکھ کر اور لڑا کر پھر وہاں دور سے بھی ہمارے اوپر اپنی حکمرانی جتاتے رہیں گے۔ سو واقعی آج قریبا پونی صدی گذرنے کے عرصہ نے یہ حقیقت ثابت کردی ہے لیکن افسوس کہ ہم پاکستانی مسلم لوگوں کو یہ حقیقت باقائدہ طور پر اب بھی سمجھ میں نہیں آتی خاص وہ اسطرح تھی کہ پورے برصغیر کی وحدت تو دور کی بات رہی ہم مسلم لیگ کی مرضی کے مطابق ملے ہوئے پاکستان کی وحدت کو بھی نہیں بچاسکے جو مشرقی پاکستان کی مسلم عوام کا اپنے ہی ہاتھوں قتل عام کرکے انہیں جدا کردیا۔ اب مغربی پاکستان میں بسی ہوئی قومیں بھی آپس میں دست بگریبان ہیں۔

کانگریس و مسلم لیگ

غلام ہندستان کی تاریخ میں حصول آزادی کی جدوجہد انفرادی شخصیتوں اور چھوٹی چھوٹی انڈر گرانڈ پریشر گروپوں کی تاریخ انتہائی وسیع ہے ساتھ میں تنظیمی شکل میں جن بڑی پارٹیوں کے نام آتے ہیں ان میں کانگریس جمعیۃ علماء

ہند احرار پارٹی کمیونسٹ پارٹی مسلم لیگ پارٹی خاکسار پارٹی ان کے علاوہ اور بھی کئی نام ہیں لیکن کانگریس کی قیادت نے وطن کی آزادی کی خاطر بڑی صعوبتیں جھیلی انکی تاریخ کا قید و بند میں گذارنے کا بڑا لمبادا ستان ہے۔ کانگریس مکمل طور پر اقوام ہند کی نمائندہ پارٹی تھی جس کی تاریخ کیلئے کہا جاسکتا ہے کہ گاندھی کی اہنسا کے طور طریقہ کے باوجود جن پارٹیوں نے انگریز کو تشدد اور خونریزی سے ملک سے نکالنا چاہا انکے مقابلہ میں کانگریس کے عدم تشدد نے انگریز کو دنیا میں زیادہ خوار و خراب کرکے نکل جانے پر مجبور کیا جہانتک مسلم لیگ کا معاملہ ہے میری دانست میں اسے آزادی لینے اور انگریزوں سے اپنا حق آزادی چھیننے والی پارٹی نہیں کہا جاسکتا۔

مذہبیت کے نام پر ہندستان کا بٹوارہ اصل میں برٹن کا فار مولا تھا ہندستان میں انگریزوں کے ٹائوٹ جتنے بھی راجہ اور نواب تھے ان کو حکم تھا کہ مسلم لیگ کی تنظیم میں جتنا بھی خرچہ آئے تم لوگ ان کی مالی امداد کرو برطانیہ کے ہند کیلئے وائسرا ء لنلتھگو، لارڈ ویول لارڈ مائونٹ بیٹن سب نے مذہب کے نام پر بٹوارہ کے لئے مسلم لیگ کی آبیاری کی اور تقسیم ہند کیلئے ساری فکری قیادت لندن سے ہوتی رہی جس کے لئے چرچل کے بعد برطانیہ کے وزیر اعظم ایٹلے کے پاس مائونٹ بیٹن چرچل کو لیکر گیا ہے کہ ہمنے ملکر ہندستان میں مذہب کے نام سے بٹوارے کا کتنا کتنا کام کیا ہے اب جو وزیر اعظم آپ بنے ہیں تو اسکو جلدی پایہ تکمیل تک پہنچاؤ جو پھر ایٹلے نے دارالعوام سے منظوری لیکر بٹوارہ کرایا۔ سر سید احمد خان یقیناً ہندستان میں مسلم امت کا بڑا خیر خواہ تھا اس نے بڑی خدمت بھی کی لیکن اس نے جاگرافیکل بٹوارہ کی کبھی بھی بات نہیں کی "پارٹیشن سے پہلے شملہ میں گول میز گانفرنس ہوئی وہاں مولانا

حسین احمد مدنی نے جناح صاحب کو کہا کہ ہم آپکے فارمولے تقسیم ہند کو قبول کرتے ہیں صرف ایک شرط قبول کروہ یہ کہ پہلے یہاں سے انگریزوں کو نکل جانے دو پھر ہم آپس میں بیٹھ کر تقسیم کی حدود طئے کریں گے اتفاقاً سامنے میز پر گلدستہ رکھا ہوا تھا جس کے شیشہ میں شگاف تھے جناح صاحب نے اسے ہاتھ میں اٹھا کر کہا کہ میں تقسیم اور بٹوارہ بھی چاہتا ہوں خواہ اس گلدستہ کی طرح ٹوٹا ہوا ہو اور اگر ہمیں دیر سے پاکستان ملے جو خواہ سالم بھی ہو، ہمیں وہ دیر منظور نہیں۔

بہر حال تقسیم ہو گئی پاکستان بن گیا پاکستان کا وزیر اعظم لیاقت علی خان بڑا شور کر رہا تھا کہ حیدرآباد دکھن کو پاکستان میں شامل کیا جائے سردار شوکت حیات جو اس وقت کیبنیٹ میں وزیر تھا اس نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ہندستان کے وزیر اعظم نہرو کا خط آیا کہ آپ حیدرآباد دکھن سے دستبردار ہو جاؤ اسکے بدلے میں، میں آپکو کشمیر دے رہا ہوں سردار شوکت صاحب لکھتے ہیں کہ لیاقت صاحب نے جواب میں کہا کہ ہم کشمیر لیکر ان جنگلات کو کیا کریں گے پھر نہ حیدرآباد دکھن ملا نہ کشمیر ملا، سو اگر لیاقت صاحب نہرو کی پیشکش قبول کرتے تو آج سی پیک کے فارمولہ کیلئے بہت مفید بنتی۔

مقدمہ

تاریخ نویسی میں دجل

اللہ عزوجل نے انسان کو جو شروع پیدائش سے بعثت انبیاء سے پہلے اسے عقل و شعور پر چلانا چاہا اس حوالہ سے منشور حیات بھی اسے دیا تھا۔(سورۃ بقرہ آیت نمبر 35)(سورۃ طٰہٰ آیت نمبر (118-120)وہ بھی مثبت و منفی احکام دونوں پر مبنی تھا ایک یہ کہ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلاَ مِنْهَا رَغَداً حَيْثُ شِئْتُمَا(2-35)یعنی تم مرد وعورت سارے کے سارے اس جنت نظیر دھرتی پر رہو پھر اس سے جس وقت بھی جس جگہ سے بھی چاہو رج کے کھاؤ، آیت کریمہ کے اس حصہ کی مزید تشریح اللہ پاک نے یہ بھی فرمائی کہ إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَى ۔ وَأَنَّكَ لَا تَظْمَأُ فِيهَا وَلَا تَضْحَى (20-118-119)یعنی تیرا حق معیشت اتنا ہے کہ نہ تو بھوکا رہے نہ تو ننگا رہے نہ تو پیاسا رہے نہ تو بغیر چھت کے رہے یہ نصیحت مثبت بانداز منفیت تھی اس میں منفی پہلو کو اور بھی اللہ نے ضروری قرار دیا وہ یہ کہ ولاتقربا هٰذه الشجرة یعنی خیال رہے کہ بودوباش خورد ونوش کے معاملات میں جو بھی چیز آپکو مشاجرت میں ڈالے، اس کے قریب بھی نہ جائیں یہاں لفظ شجرہ کی معنی و مفہوم متعین کرنے میں علماء قرآن نے خوامخواہ بڑی فضول ٹامک ٹوئیاں کی ہیں افسوس کہ اللہ کے بتائے ہوئے ہنر تفسیر القرآن بالقرآن کی طرف انہوں نے توجہ ہی نہیں کی جو وہ یہ ہے کہ جملہ هٰذه الشجرہ میں جو لفظ هٰذه کا اسم اشارہ ہے یہ علم النحو میں بالخصوص محسوس مبصر چیز کی خاطر ہوتا ہے تو یہاں

محسوس مبصر چیز ہے وکلا منھا رغدا حیث شئتما یعنی کھانے پینے میں زمانی اور مکانی لحاظ سے وہ پرمنٹ جس سے رغدا پر کوئی زد نہ پڑے وہ زد ہے ذاتی ملکیت کی جس سے عنقریب آپ تیری میری کی مشاجرتوں میں پھنس جائیں گے۔

محترم قارئین! غور فرمائیں کہ اللہ نے انسان کو اس کی شروع پیدائش سے بغیر سلسلہ نبوت کے جو اسے عقل وشعور دیا تھا اس میں جو اسے طبعی اور عقلی رہنمائی دی تھی کہ یہی جنت نظیر دھرتی جو وسائل رزق سے مالا مال ہے انواع رزق پر چھائی ہوئی ہے ہمارے کھانے کھپانے سے اس میں زائد رزق موجود ہے تو عقل سلیم کی یہ تقاضا بنتی تھی کہ رزق کے اموال اور اقسام پر ذاتی ملکیت کی کوئی سی بھی حدبندی نہ کی جائے قرآن نے بتایا کہ اس عقل کے دشمن مغرور اور بے لغام انسان نے اتنی تو وسائل رزق پر اجارہ داری جمائی اور محنت کشوں کو لوٹا اور کھسوٹا جو وہ اپنے کھانے پینے اور رہن سہن سے بھی محروم ہوگئے اور لوٹ کھسوٹ سے لباس تک سے بھی ننگے ہوگئے (20-121) یہ سب کچھ بنیاد بنا تھا گمراہ عقل کی وجہ سے جاگیرداریت اور سرمایہ داریت کا جو کہ اللہ کے نزدیک یہ انسانی معاشرہ کے لئے کینسر قسم کا مرض تھا جس کے جراثیم کا آپریشن صرف علم وحی کی (2-219)(10-41)(39-53) ان نشتروں سے ہوسکتا ہے پھر گمراہ عقل کے غلط فیصلوں کی وجہ سے اللہ نے فرمایا کہ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَى (20-123) یعنی تم مرد و عورت جملہ انسانوں کو ڈی گریڈ کیا جاتا ہے تم لوگوں نے اپنے عقل سے صحیح کام نہیں لیا تم لوگ خواہشات نفسانی

کے پیچھے اپنی انسانی برادری کے ہی دشمن بن گئے سو اب تمہاری طرف علم وحی کے نام سے ہماری ہدایات (بذریعہ انبیاء) آتی رہیں گی پھر جو بھی ان کی تابعداری کرے گا پھر نہ وہ گمراہ ہو گا نہ ہی مشقتوں میں پڑے گا۔ اس کے بعد جو اللہ کی جانب سے انبیاء علیھم السلام کا سلسلہ جناب نوح علیہ السلام سے شروع ہوا وہ اندازا ساڑھے تین ہزار سال تک جاری رہا جس میں معاشروں کے دشمنوں جاگیر داریت سرمایہ داریت اور خانقاہیت کے جملہ کارندوں سے مستضعفین لوٹے ہوئے ستائے ہوئے محکوموں کو حقوق کی بازیابی کی خاطر انہیں انبیاء علیھم السلام نے تعلیم دی عسکری تربیت دی لٹیروں کے ساتھ جنگ کرائی اور ایسی جنگوں کی کمانڈ بھی خود انبیاء علیھم السلام نے آپ کی ایسی جنگوں میں اللہ کے نبی فتحیاب ہوئے استحصالی ظالموں کو شکست دیکر خود حکمران بھی بنے یہ سلسلہ جناب خاتم الانبیاء محمد علیہ السلام تک اللہ عزوجل نے چلاکر پھر اعلان فرمایا کہ اتنے سارے انبیاء کی تاریخ سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ہمارا دیا ہوا علم وحی کا نصاب دنیا میں مکرو فریب سے لٹیروں کے خلاف ایک کامیاب انقلاب لانے کا ایک اکسیر نصاب تعلیم ہے جو تجربوں سے مسلم ہو چکا ہے اس نصاب تعلیم کو جو جناب نوح علیہ السلام سے لیکر محمد علیہ السلام تک ساڑھے تین ہزار سالوں میں کئی بار آزمایا گیا ہے جو نصاب مرد وعورت کی آزادی اور برابری ذاتی ملکیت پر بندش اور سماجی برابری جیسے قوانین پر مشتمل ہے اس کے لئے اللہ نے فرمایا ہے کہ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا (21-79) یعنی ہم نے جملہ انبیاء کو حکمرانی عطا کی اور بد معاش لٹیروں کے ساتھ جنگیں کرکے ان سے تخت چھین کر تختہ دار پر لٹکانے کا علم بھی عطا کیا وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا

فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ (28-5)اور مزدوروں کو ان کے تخت پر بٹھاتے رہے۔ سو اب جو ہمارا یہ منشور اتنا کامیاب مجرب اور مسلم ہو چکا ہے اس لئے پھر ہم آپ کو حکم دیتے ہیں کہ ہمارے اس منشور پر اسی پہلی والی ہدایت (2-35)اور (20-119) پر دنیا کو معاشی مساوات اور ذاتی ملکیت کی بندش کے قانون سے چلاؤ جس کے کئی سارے مشاہدے اور تجربے ہمارے انبیاء کی معرفت تم دیکھ چکے ہو۔ آگے کے لئے ہم جناب محمد علیہ السلام کو آخری نبی قرار دیکر پھر سے آپ کو حکم دیتے ہیں کہ ہمارے اس مجرب علم وحی کے مجرب قانون پر دنیا کی معاشرت اب تم خود چلاؤ۔

محترم قارئین! میں نے اس مضمون بنام "تاریخ نویسی میں دجل" کا یہاں تک گویا کہ مختصر مقدمہ لکھا ہے جس کا خلاصہ آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ دنیا میں محکوم اور مستضعفین لوگوں کے حقوق کی بازیابی کی جنگیں ہمیشہ سے علم وحی کی روشنی میں انبیاء علیہم السلام نے لڑی ہیں اور جابر لٹیرے حکمرانوں سے لڑائیاں جیت کر جو حکمران بنے ہیں لیکن یہ ماجرا بالخصوص جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کے دور حکمرانی سن 133 ہجری کے بعد سے یعنی عباسی حکمرانوں کے دور سے علم تاریخ میں من گھڑت علم حدیث کی روشنی میں جملہ انبیاء کے سیاسی انقلابیوں کے رول کو لٹیروں نے جنگیں کرکے مستضعفین کی حاکمیت قائم کرنے کے تھے ان کارناموں کو مٹا کر بدل کر، مسخ کر دیا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کو صرف ورد وضائف سکھانے والا خانقاہ قائم کرنے والا اور آخرت کے جہان میں حوروں بھری جنت میں عیاشی کرانے کی دعائیں سکھانے والے نبی بنا کر پیش کیا ہے جبکہ قرآن حکیم میں جن

جن نبیوں کا اپنے اپنے دور کے عفریتوں سے مقابلہ ہوا ہے قرآن حکیم نے انکا ذکر "قال الملأمن قومہ" کے جملہ سے کیا ہے یعنی سارے انبیاء علیھم السلام اپنے علائقہ کے اپنی قوم کے امیروں مالداروں پیٹ بھرے لٹیروں سے لڑے ہیں۔ جناب نوح علیہ السلام کو اسکے دور کے امیر کہتے ہیں کہ قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ (26-111) ہم تیرے اوپر کیسے ایمان لے آئیں تیرے پیروکار تو رذیل پیشہ لوگ ہیں (بھنگی ہیں جھاڑو دینے والے ہیں) نوح علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ قَالَ وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (26-112) میں کیا جانوں میں کیوں جانوں کہ ان کا پیشہ کیا ہے وَمَآ أَنَاْ بِطَارِدِ الَّذِينَ آمَنُواْ (11-29) میں ان کو اپنے ہاں سے نکالنے کا اختیار ہی نہیں رکھتا میری مجال ہی نہیں ہے کہ میں انہیں کہہ سکوں کہ آپ لوگ میرے ہم نشین نہ بنو تاکہ امیر لوگ میرے ساتھ بیٹھیں اے امیرو! سن لو! یہ جھاڑو دینے والے خسیس پیشوں والے لوگ انھم ملاقو ربھم یہ لوگ تو معاشرت کیلئے اللہ کے دئے ہوئے نظریہ ربوبیت وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَى (53-39) جو کمائے وہ کھائے کا علم رکھتے ہیں وَلَـكِنِّيَ أَرَاكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ (11-29) ان کے مقابلہ میں تم لوگ تو جاہل ہو۔ میرے پاس جھاڑو دینے والے مساوی نظریہ معیشت کا علم رکھنے والے بڑی عزت اور مرتبہ کے حقدار ہیں اس نظریہ والے آپ جیسے بیخبر جاہلوں کے مقابلہ میں۔

جناب ابراہیم علیہ السلام ایک عرصہ تک اپنے دور کے بادشاہ سے لڑا پھر اسے جاہل اجڈ قرار دیکر نعرہ لگایا کہ وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَى رَبِّي سَيَهْدِينِ (37-99) میں تو اپنے رب کے نظام کی خاطر اس جگہ جارہا ہوں

جس جگہ سے اقوام عالم سے بھی آگے جملہ انسان ذات کی حاجات کی خاطر وسیع پلیٹ فارم پر لٹیروں کے ساتھ لڑ سکوں (2-124)۔
محترم قارئین! ابراہیم علیہ السلام کی جانب سے اپنے والد اور حاکم وقت سے اعلان بغاوت کے بعد مقابلہ میں متوازی گورنمنٹ بنانے پر اللہ نے ابراہیم کو سرٹیفکیٹ دیا کہ تونے امتحان پاس کیا ہے اب تیرے بنائے ہوئے بیت کو عالمی عدالت کے طور پر تسلیم کرتے ہیں جو مَثَابَةً لِلنَّاسِ وَأَمْناً (125-2) ہوگا یعنی دنیا بھر کے ستائے ہوئے لوگوں کی طرف سے حصول انصاف کی خاطر بار بار آنے سے امن طلب کرنے اور حاصل کرنے کی عدالت ہوگی ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل کو اللہ کی جانب سے اپنا سیکنڈ اور ایڈیشنل نبی بنوا کر عدالت عالیہ کو چلایا (2-124-125) جس طرح جناب موسی علیہ السلام نے اللہ سے اپنے بڑے بھائی ہارون کے نام سے نبوت کی خاطر مددگار نبی مانگ کر اسکی نبوت منظور کرائی تھی (20-29-30) پھر فرعون سے اپنی قوم کو آزادی دلا کر اسکا بادشاہ بھی خود بنا۔ جناب اداؤد علیہ السلام کا نبوت ملنے سے پہلے ایک فوجی جنرل کی حیثیت میں کمانڈر ان چیف طالوت کے انڈر میں بادشاہ جالوت کو قتل کرنا (2-251) اس کے بعد پھر نبی اور بادشاہ بنا پھر اسکی وفات کے بعد جناب سلیمان علیہ السلام کا اپنے والد گرامی کی بادشاہت کا وارث بادشاہ بننا اور مملکت میں مزید توسیع و ترقی کرنا مزید سورت الصف کی آخری آیت کریمہ (61-14) میں آخری جملوں فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَى عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ (61-14) سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب عیسی علیہ السلام بادشاہ روم سے پھانسی کے لئے گرفتار ہونے کے بعد بھاگ کر خود کو پھانسی سے بچایا (14-157) پھر جا کر

حواریین کی مدد سے حکومت قائم کی جس کے لئے اللہ نے بھی فرمایا کہ فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَى عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ (14-61) یعنی اللہ نے بھی مدد دی جس سے یہ لوگ غالب ہوگئے۔(4-157) پھر جاکر حواریین کی مدد سے حکومت قائم کی جس کے لئے اللہ نے بھی فرمایا کہ فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَى عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ(14-61) یعنی اللہ نے بھی مدد دی جس سے یہ لوگ غالب ہوگئے۔ جبکہ عیسائیوں کا جناب عیسی علیہ السلام کی تعلیم کے لئے یہ مشہور کرنا کہ عیسی کی یہ ایک حدیث ہے کہ اگر کوئی آپ کو منہ کے ایک طرف طمانچ مارے تو آپ اسے منہ کا دوسرا رخ بھی پیش کریں کہ لو اسطرف بھی مارو ایسی بات جناب عیسی کی حدیث کے نام سے غلط ہے کیونکہ علم وحی کے حوالہ سے جملہ انبیاء کو ایک ہی قانون دیا گیا تھا کہ القصاص بالقصاص(5-45) یعنی جیسی چوٹ ایسا ہی بدلہ اور علم وحی نے یہ بھی سکھایا کہ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَاْ أُولِيْ الأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ(2-179) یعنی تمہارے لئے بدلہ لینے میں تمہاری حیاتی کی بقاہے اے عقلمندو! یعنی بدلہ نہ لوگے تو مروگے بدلہ ضرور لیا کرو تا کہ دشمن آپ سے ڈرے۔ نیز جناب محمد علیہ السلام کے شان میں بھی رب تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے میرے نبی! کیا تو نہیں جانتا کہ کیا تو حشر کیا تیرے رب نے ہاتھی کے لشکریوں کے ساتھ کیا ان کے منصوبے کو ناکام اور رسوا نہیں کیا؟ جو بھیجا ان کے اوپر مقابلہ کے لئے ہراول دستہ اونٹوں پر سوار جن کا کمانڈر اے محمد تو خود تھا اور تو ان کے اوپر سنگ باری بھی کر رہا تھا۔ نپے تلے سخت پتھروں کے ساتھ پھر تیری ایسی سنگ باری سے کر دیا انہیں کھائے ہوئے بھوسے کی طرح۔

جناب قارئین! اس سورت الفیل میں بڑی وضاحت سے جناب خاتم الانبیاء کی ابرہ بادشاہ کے مقابلہ میں طیر نامی ہر اول دستہ کے ذریعے شرکت اور قیادت پھر ساتھ میں دشمن پر سنگ باری کا بھی وضاحت کے ساتھ ذکر ہے وہ بھی اونٹ سوار فوجی دستہ کی شکل میں پھر خیانت باز مترجمین نے الٹا لفظ ابابیل جو جمع ہے ابل کا اور ابل کی معنی عربی زبان میں اونٹ ہے اس کی معنی بدل کر چڑیا کر دی۔

جناب قارئین! غور کرتے جائیں کہ جب اللہ کے نبی کے شان میں دشمن کے ساتھ جنگ کرنے اور لڑنے کی بات آئی ہے تو قرآن دشمن مترجمین قرآن نے کیا تو خیانت کی ہے باوجود یک عربی کے بڑے صاف الفاظ میں فرمایا ہے کہ ترمیهم بحجارة تو دشمن پر سنگ باری کر رہا تھا۔ پھر بھی ترجمہ کے اندر لفظ ترمی واحد مذکر مخاطب کو انہوں نے جمع مؤنث غائب بنادیا ہے، ساتھ میں من گھڑت حدیثیں بنائی ہیں کہ اس جنگ کے موقعہ تک جناب رسول پیدا ہی نہیں ہوئے تھے اب بتائے کوئی کہ اسلامی تاریخ کا کیا تو کباڑہ کیا ہوا ہے جو اس میں جناب رسول کا جنم پانچ سؤستر عیسوی بتایا گیا ہے جبکہ قرآن حکیم کی سورۃ الفیل بتارہی ہے کہ جناب رسول اس مشہور کردہ سال570 سے پچیس تیس سال پہلے پیدا ہوئے ہیں۔ اس قرآنی انکشاف نے تو علم حدیث بنانے والوں کا بھانڈا پھوڑ دیا جو جب وہ جناب رسول کی ولادت کی تاریخ میں خیانت کرکے اسے صحیح نہیں بتاتے تو باقی معاملات میں ان کی حدیثوں میں صداقت کس طرح کی ہوگی علم حدیث سازوں کی خیانت کا کیا کہنا جو انہوں نے لفظ حجر کی معنی کنکریٹ کر دی ہے وہ صرف اسلئے کہ حجر نامی پتھر چڑیا کی چونچ میں آنہیں سکے گا اگر غور کیا جائے تو کنکریٹ کی روڑی بھی

چڑیا کی چونچ میں نہیں آسکتی سو ثابت ہوا کہ تاریخ بنانے والوں کا خود علم حدیث بنانے میں کتنا تو دخل ہے یا تاریخ ساز اور حدیث سازوں کا آپس میں کتنا تو فکری اور نظریاتی رشتہ ہے۔ گویا کہ جھوٹی تاریخ بنانے کیلئے ثبوت کی خاطر جھوٹی حدیثیں بنانا لازمی بن جاتا ہے۔ اللہ عزوجل نے تو مترجمین قراٰن کی خیانتوں کو ہر طرف سے ننگا بھی کردیا ہے لیکن افسوس ہے قارئین قراٰن کی عقل اور سوچ پر جو وہ بھی اندھے بن کر ان کی غلطیوں پر بھی ایمان لائے ہوئے ہیں سو جناب رسول علیہ السلام کی تاریخ ولادت میں سن 570ع لکھنا یہ اسلامی تاریخ کے اندر کتنا تو دجل کردیا گیا ہے ان کے ایسے دجل کو قراٰن حکیم نے جب سورت الفیل میں کھول کر ظاہر کردیا تو گویا اس سے قراٰن نے یہ بھی سمجھادیا کہ دجال کے آنے کے بارے میں انکی بنائی ہوئی ساری حدیثیں غلط اور جھوٹی ہیں اس لئے کہ یہ لوگ خود دجال ہیں اس لئے اپنے دجل کو چھپانے کے لئے حدیثیں بنائی ہیں کہ دجال اب موجود نہیں قرب قیامت کے دنوں میں آئے گا۔

یہاں قارئین کی خدمت میں کرمنالاجی سے متعلق فن انویسٹیگیشن کے حوالہ سے عرض کرتا چلوں کہ اگر ترجمہ قراٰن میں خیانت کرنے والے مترجمین کا اصل نسل اور قبیلہ معلوم کرنا ہو تو جو چور کے ہاتھوں پاؤں کے نشانات سے کھوجی لوگ اسکی پہچان کرتے ہیں اس اصول کی رہنمائی میں جس فن اور علم حدیث میں خلاف قراٰن انبیاء علیہم السلام کو ظالموں کے مقابلہ میں بجاء جنگجو فاتح عالم حکمران (4-105)(8-18) تسلیم کرنے کے انہیں خانقاہی قسم کا جبہ پوش صوفی اور ورد وضائف والا پیر کر کے پیش کیا گیا ہے مثال کے طور پر جب قراٰن کے بتائے ہوئے دلیل کے مطابق جناب محمد علیہ

السلام اپنی جوانی میں قبل از نبی بننے کی کعبہ پر حملہ آور یمن کے بادشاہ ابرہ کے مقابلہ میں اونٹ سوار دستہ کی کمانڈ کرتے ہوئے دشمن کے لشکر پر پتھروں سے سنگ باری سے مقابلہ کرتا ہے جس طرح آج کل فلسطینی لوگ اسرائیلیوں کی ٹینکوں سے گلیل کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں تو کئی سارے مترجمین قرآن نے اپنے تراجم کے اندر جناب رسول اللہ کو علم حدیث کی روشنی میں اس جنگ کے وقت پیدا شدہ ہی تسلیم نہیں کیا اور لکھا ہے کہ رسول اللہ ابرہ بادشاہ کے حملہ کے دو تین ہفتوں بعد پیدا ہوئے ہیں اور جو قرآن حکیم نے اونٹ سواروں کے دستہ کا لفظ ابابیل جمع ابل کے ساتھ ذکر کیا ہے تو مترجمین نے ابل بمعنی اونٹ کے بجاء چھوٹی سی کالے رنگ کی چڑیا کر دیا ہے یہ ترجمہ میں خیانت صرف اس لئے کی ہے کہ دنیا والے لوگ اللہ کے نبیوں کو جنگجو لڑاکو تسلیم نہ کریں سو بعینہ یہ بات مجھے دس محرم کی شام کو شام غریباں کی تقریروں میں یا ویسے ہی اس قبیل کے واعظوں کی تقریروں میں جو جنگ خیبر اور جنگ کربلا جو از روء قرآن لگی ہی نہیں ہیں(59-6) (48-29) ان میں حضرت علی کو جنگ خیبر کی فتح کے حوالہ سے کسی بھی یہودی سپاہ کو مارنے کے بجاء صرف قلعہ کے دروازہ کو توڑنے کی بات کرتے ہیں جبکہ ان کی حدیثوں میں بھی تضاد موجود کہ نبی کے حملہ کے وقت خیبر کی عورتیں اور مرد قلعہ سے باہر بھی موجود تھے معنی کہ قلعہ کا دروازہ بند ہی نہیں تھا حملہ کے وقت کھلا ہوا تھا۔ اور کربلا کی جنگ کے دوران ذاکر لوگ امام حسین کو یزیدی لشکر کے بیچ میں گھوڑا دوڑاتے ہوئے تو پیش کرتے ہیں لیکن کسی بھی یزیدی سپاہی کو قتل کرنے کی بات ہی نہیں کرتے چہ جائیکہ ہاتھ میں تلوار کا ذکر بھی کرتے ہیں مطلب کہ جو بھی آدمی یزیدی لشکر کے

مرے ہیں وہ گھوڑے تلے آکر از خود کرامت سے مرے ہیں یہ بات میں ذاکروں کے تقریروں کے حوالہ سے کر رہاہوں اس سے میں مترجمین قرآن جو اہل سنت مارکہ شیعہ ہوں یا حدیث پرست جملہ قسم کی چھاپ کے شیعہ ہوں ان سب نے اپنے تراجم میں سورت الفیل میں دشمن بادشاہ ابرہ کے ساتھ قرآن کے کہے مطابق جناب رسول کو لڑنے والا تسلیم ہی نہیں کیا یہ اس لئے کہ جملہ حدیث پرست فرقوں کا منشور ایک قسم کا ہے۔

مترجمین قرآن کی عورتوں سے دشمنی

مصدری لفظ سیاحت جسکی معنی سیر و سفر ہے یہ قرآن حکیم میں کل تین جدا جدا صیغوں میں استعمال ہوا ہے جن کے حوالہ جات یہ ہیں فَسِيحُواْ فِي الأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ (9-2) جسکی درست معنی یہ کی گئی ہے کہ پس زمین میں (ملک میں) گھومو پھرو چار ماہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دوسرا استعمال ہے التَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ الْحَامِدُونَ السَّائِحُونَ الرَّاكِعُونَ السَّاجِدونَ الآمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنكَرِ وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللّهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ (2-112) یہاں بھی لفظ السائحون جو صیغہ ہے جمع مذکر اسم فاعل کا مترجمین نے اسکی بھی درست معنی کی ہے سیر سفر کرنے والے۔ البتہ بعض مترجمین نے جملہ اللہ کی راہ میں بڑھایا ہے جو یہ ترجمہ میں خارجی اضافہ قرار دیا جائے گا جس کی کوئی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ سیاحت ہوتی ہی عجائبات عالم کو دیکھکر کثیر الجہات سے علمی ریسرچ کے لئے ہے جیسے کہ فرمایا کہ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللَّهُ يُنشِئُ النَّشْأَةَ الْآخِرَةَ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (29-20) یعنی اے میرے

نبی کہدیجئے کہ سیر وسیاحت کیجئے زمین میں پھر دیکھیں کہ کس طرح ابتدا کی مخلوق کی اس نے (اللہ نے) پھر اللہ دوسری بار بھی اٹھانے والا ہے اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

محترم قارئین! غور کیا جائے کہ سیر وسیاحت کی جو اللہ نے دعوت دی ہے حکم دیا ہے پھر اس کے ساتھ فائدے گنوائے ہیں بتایا جائے کہ اس سیر وسیاحت میں صرف مردوں کی تخصیص کہاں؟ یا عورتوں کی استثنا بھی ہے کیا؟ قرآن میں مردوں اور عورتوں کو جو اکٹھے حکم دئے جاتے ہیں وہاں جمع مذکر امر کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے۔

تیسرا استعمال اس لفظ کا قرآن حکیم میں سورۃ التحریم 66 کی آیت نمبر پانچ میں عورتوں کی اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے مُسْلِمَاتٍ مُّؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَائِبَاتٍ عَابِدَاتٍ سَائِحَاتٍ ثَيِّبَاتٍ وَأَبْكَارًا (66-5) اس مقام پر اکثر مترجمین نے لفظ سائحات کی معنی بجاء سیاحت کرنے والیاں کے روزے رکھنے والیاں کی ہے جبکہ اسی معنی کے لئے لفظ الصائمات قرآن حکیم نے سورت الاحزاب 33 کی آیت نمبر 35 میں استعمال کیا ہے جس کی معنی روزے رکھنے والیاں ہے تو سائحۃ کی معنی سیاحت کرنے والی اور صائمۃ کی معنی روزے رکھنے والی یہ صوم اور سیح جدا مادے کے الفاظ ہیں پھر معنی میں اتنی دیدہ دانستہ کورچشمی کیوں جبکہ لفظ سیحوا کے تین بار استعمالات میں سے دو جگہوں پر معنی چلنا پھرنا کرنے کے بعد بھی تیسری جگہ کے استعمال میں اس کی معنی روزے رکھنے والیاں کیوں کی جاتی ہے۔

محترم قارئین! آپ نے غور فرمایا کہ قرآن حکیم کس طرح تو اپنے دشمنوں کو پکڑ کر ان کی خیانتیں کھولکر ثابت کرکے دکھاتا ہے۔ تو اب

انکی اس چوری پکڑنے کے بعد، صلوۃ، زکوۃ، حج، عمرہ، مسجد، صفا، مروۃ، اعتکاف، طواف وغیرہ الفاظ کے اندر جو معنوی خیانتیں انہوں نے کی ہیں جن کو ہم نے اپنی متعدد کتابوں میں بار بار تکرار سے کھول کر تصریف آیات کے ہنر سے ثابت کیا ہے۔

علم تاریخ میں دجل کا ایک اور مثال

جناب قارئین! معاف فرمایا جائے میری باتوں میں تکرار کے کئی مثال آجاتے ہیں لیکن کیا کروں۔

گاہ گاہے باز خواں این قصہء پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گل داغ ہائے سینہ را

جناب قارئین! آپ کم سے کم ہر ذی الحج مہینہ میں تقریریں سنتے ہوں گے کہ جناب ابراہیم علیہ السلام کو ہدیہ میں ہاجرہ نامی ایک لونڈی سارہ نامی اسکی زوجہ نے دی تھی اس لئے کہ سارہ کے پیٹ سے ابراہیم علیہ السلام کو اولاد نہیں ہورہی تھی تو امام بخاری کی حدیث کے مطابق انکی بیوی سارہ کو ایک فاجر وفاسق بادشاہ نے اجرت میں ایک ہاجرہ نای لونڈی دی تھی تو سارہ نے اپنے شوہر ابراہیم علیہ السلام کو کہا کہ یہ لونڈی میں آپ کو دیتی ہوں شاید اس سے آپ کو اولاد ہو جائے۔
جناب قارئین! یہ ساری رام کہانی کتاب بخاری کی حدیثوں میں موجود ہے میں یہ قصے متعدد بار اپنی کتابوں میں حوالہ کے ساتھ چھاپ چکا ہوں۔ میری اس کتاب کا موضوع چونکہ تاریخ اور نظریات کو قرآن

کے حوالہ سے قرآن کی کسوٹی سے درست کرنا ہے جو پھر اسکولوں کالجوں یونیورسٹیوں کے نصاب ساز ادارہ کیروکیولم ٹیکسٹ بک بورڈ اور یونیورسٹی گرانٹس کمیشن آف پاکستان کے ارباب اختیار کی خدمت میں عرض کرنی ہے کہ وہ اپنا نصاب تاریخ و دینیات قرآن کے موافق بنائیں۔

محترم قارئین! اصل بات تو یہ ہے کہ جناب ابراہیم علیہ السلام کو ایک ہی بیوی تھی جس کے بطن سے اسماعیل اور اسحاق دونوں بیٹے پیدا ہوئے ہیں قرآن حکیم میں یہ قصہ موجود ہے صرف غور سے پڑھنے کی ضرورت ہے میری اس دعویٰ کو اگر کوئی قرآن سے پیش کرنے کے باوجود نہیں سمجھ سکتا تو اسکا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ وہ کسی اہل علم سے بات کو سمجھنے کے بجاء خواہ مخواہ علم حدیث کی تبرائی روایات پر ایمان لے آئے میں قارئین کی خدمت میں علم روایات کی اس داستان میں تبراوالی خرافات کو پیش کرتا ہوں وہ کچھ اس طرح کہ امام بخاری نے اپنی کتاب کی روایات میں لکھاہے کہ ابراہیم اپنی بیوی سارہ کے ساتھ جارہا تھا کہ راستہ میں کسی بادشاہ کے علائقہ سے گذرا، بادشاہ بدکردار تھا اس کے مخبروں نے مسافر ابراہیم کے ساتھ کی عورت (اسکی بیوی) سارہ کے حسن وجمال کی بادشاہ کے ساتھ بڑی تعریف کی اسپر بادشاہ نے دونوں کو گرفتار کرایا۔ ابراہیم نے پوچھ گچھ کے دوران شاہی عملہ کو جھوٹ سے کہا کہ یہ عورت میری بہن ہے دوسری طرف بادشاہ کا جناب ابراہیم علیہ السلام کی اہلیہ کے ساتھ برائی کی خاطر چمٹنے کی متعدد حدیثیں لکھی ہیں ایک میں لکھاہے کہ جب بادشاہ نے سارہ کے ساتھ برائی کے لئے ہاتھ بڑھائے تو اسکو فالج ہوگیا اسپر خوف کے مارے بادشاہ کی نیت بدلی تو پھر وہیں

کے وہیں فالج ختم ہو گیا یعنی تندرست ہو گیا پھر سے بادشاہ کی نیت خراب ہوئی پھر سارہ کی طرف برائی کے لئے اس نے ہاتھ بڑھائے تو پھر سے اسے فالج ہو گیا پھر ڈر کے مارے اسکی نیت بدلی حدیث میں ہے کہ یہ کیفیت تین چار بار ہوئی ہے۔ ان حدیثوں کے باوجود بخاری نے ایک حدیث اس سلسلہ کی یہ بھی لکھی ہے جس میں سارہ کہتی ہے کہ فاجر آدمی نے اجرت میں دی مجھے ہاجرہ۔
محترم قارئین اس حدیث میں جناب ابراہیم علیہ السلام کو اسکی اہلیہ کے نام سے امام بخاری گالی دے گیا ہے یعنی فاجر بادشاہ نے مجھے اجرت میں لونڈی ہاجرہ دی یہاں سوال پیدا ہوا کہ اجرت کس چیز کی !!!؟ اس جواب میں گالی آجاتی ہے سو اصل بات یہ ہے کہ قرآن میں جن انبیاء کا ذکر ہے وہ سارے اٰل ابراہیم میں سے ہیں فارس کے آرین کو تعصب تھا کہ ہماری نسل کے نبی زردشت کا قراٰن میں ذکر کیوں نہیں کیا گیا جو ابراہیم سے اندازاً ایک ہزار سال بعد کا بھی ہے بہر حال قراٰن نے تو اٰل نوح کے جملہ نبیوں کا سواء ابراہیم کے ذکر نہیں کیا کرشن کنفیوشش زردشت گوتم بدھ ان سب کو جناب محمد الرسول اللہ کے مخاطب عرب لوگ نہیں پہچانتے تھے قراٰن حکیم کا یہ اصول ہے کہ وہ لوگوں کی علمی اپروچ کے مطابق ان کے ساتھ باتیں کرتا ہے کہ کلمو الناس علی قدر عقولھم سو جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کے مخاطبین لوگ اٰل نوح سے جارجیں آریائی نسل کے نبی زردشت کو نہیں پہچانتے تھے اس لئے امام بخاری اور فارس کے دیگر حدیث سازوں کو جناب ابراہیم علیہ السلام سے لیکر محمد علیہ السلام تک سب سے نفرت تھی کیونکہ سب لوگ جانتے ہیں کہ اہل فارس کے لوگ مسلمان کہلانے کے باوجود آج تک زردشت کا جشن پیدائش مناتے رہتے ہیں اگر یہ اعتراض نا بھی کریں پھر

بھی وحدت انسانیت بھی تو ایک نظریہ ہے جو قرآن حکیم نے دیا ہے کہ كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً (2-213) کی شروعاتی نسلی وحدت یاد دلا کر پھر آخری نبی کے ذریعے پھر سے وحدت انسانیت کو قائم کرنے کیلئے آخری نبی کو قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا (7-158) کے ذریعے پھر سے انسانوں کو اکٹھا کرنا چاہا ہے لیکن فارس کے آرین لوگ مسلمان ہونے کے باوجود قرآن سے اسلام سے عربوں کے بہانے نفرت کرتے ہیں اور خود کو بہتر سمجھتے ہیں ہٹلر خود کو آرین کہتا تھا پھر بھی عیسائی ہونے کے باوجود اس نے برطانیہ کے بھی عیسائی ہونے کے باوجود ہم ہندی لوگوں کی برطانیہ سے آزادی حاصل کرنے میں بڑی مدد کی مطلب ہٹلر آرین ہو کر بھی غلامی سے آزادی حاصل کرنے والے کالے غلاموں کا ساتھی بنا لیکن فارس کے آرین مسلمان ہونے کے بعد بھی خود کو سپیریئر بنانے کے لئے سید اور اٰل رسول کہلاتے رہتے ہیں۔ بخاری میں مناقب کے ابواب میں پڑھ کر دیکھیں کہ سلمان فارسی کے لئے انہوں نے ایک حدیث بنائی ہے کہ رسول فرماتے ہیں کہ سلمان میری اٰل میں سے ہیں اس حدیث سے قارئین لوگ سمجھ گئے ہوں گے کہ بقیہ اٰل رسول کے سارے اٰل والے نام بھی ان حدیثوں کی مہربانی سے میڈ ان فارس ہی ہوں گے۔

یہاں ہم یہ بھی یاد دلائیں کہ عباسی دور خلافت سے جب اسلام کی تعبیر یاایھاالناس کے وسیع دائرہ سے محدود ہو کر فرقوں میں بٹ گئی تو مسلم بھی وہ قرآن والا نہیں رہا پھر اہل کتاب کی طرح منکر علم وحی ہو گیا۔

محترم قارئین! علم حدیث کی روایات میں جناب ابراہیم علیہ السلام کی اہلیہ سارہ کو ایک بدکار بادشاہ کی طرف سے جو اجرت میں ہاجرہ نامی لونڈی دینے

میں گالی دی گئی ہے یہ گالی صرف اتنے تک محدود نہیں ہے اس گالی سے جس دوسری گالی نے جنم لیا ہے وہ یہ ہے کہ ابراہیم کو سارہ کے پیٹ سے اولاد نہ ہونے کی وجہ سے سارہ نے اپنے شوہر ابراہیم کو اسے اجرت میں ملی ہوئی لونڈی ہاجرہ ہدیہ میں دی پھر اسکے پیٹ سے اسے اسماعیل ہوا جو بیٹا اسماعیل آگے چل کر جناب خاتم الانبیاء محمد علیہ السلام کا جد امجد بنا اس حدیثی شجرہ سے حدیث ساز لوگ فن تبرا سے جناب خاتم الانبیاء کو یہ گالی دے گئے کہ ان کی بڑی دادی ہاجرہ لونڈی تھی اس لئے یہ آخری نبی لونڈی کا نسل قرار پایا مطلب کہ قرآن کے مطابق اللہ کی جانب سے ابراہیم کی جو نسلی رشتہ دار ایک بیوی سارہ کے پیٹ سے اسماعیل اور اسحاق کے ملنے کی خوشخبری دینے کے لئے ملائک ابراہیم کے گھر آئے تھے (14-39) علم حدیث نے گویا قرآن کے اس اطلاع کو رد کر دیا کہ اس آیت (14-39) میں جو اسماعیل اسحاق دونوں بیٹوں کا ذکر آیا ہے یہ غلط ہے سارہ کے پیٹ سے صرف اسحاق پیدا ہوا ہے۔

تاریخ نویسی میں دجل کا آخری مثال

جناب قارئین! انسان کی علم وحی کے ساتھ جنگ کی تاریخ بڑی لمبی ہے اس جنگ کا سبب خود قرآن حکیم نے بتایا ہے کہ انسان اپنے مفادات کی خاطر جو ہمارے دئے ہوئے نظام معاشی مساوات (41-10) کو پسند نہیں کرتا اور انفرادیت پسندی کی خاطر اپنے اقتدار اور دائمی خلود کی ہوس کی وجہ سے ہمارے دئے ہوئے معاشی قانون جو کمائے سو کھائے (53-39) کو بھی اسنے قبول نہیں کیا پھر اسنے انسان کا ایسا فیصلہ انبیاء آل نوح سے ہی انہوں نے شروع کیا ہے جو خود نوح علیہ السلام سے مترفین اور ملاء کلاس کے لوگوں

کی یاوہ گوئی کا قصہ خود قرآن حکیم میں تفصیل کے ساتھ آچکا ہے باقی علم وحی کے ساتھ جنگ کی تاریخ میں مقابل اور مخالف کیمپ نے جو با قائدہ مذہب کی شکل اختیار کی ہے جس کو صوفی ازم اور تصوف کہا گیا ہے اور اسکا مرکز یونان بتایا گیا ہے اگر ہم جغرافیہ کے تعین پر نہ جائیں تو نوح علیہ السلام اور جناب ابراہیم علیہ اسلام کے بیچ کا جو زمانہ ہے وہ قرآن کے مطابق ایک ہزار سال سے پچاس سال کم کا ہے مطلب کہ یہ یورپ افریقہ اور مشرق وسطی کا سنگم ثابت ہوتا ہے مشرق وسطی کی زمین صرف آل ابراہیم کے انبیاء کی مہبط وحی ہے بقیہ علائقہ ایشیاء میں مشرق بعید بر صغیر چین جارجیا کے علائقوں میں جو نبی بھیجے گئے ہیں (35-24) وہ بجاء آل ابراہیم کے سارے انبیاء قرآن کے مطابق آل نوح کہلائیں گے جن کا ذکر علامہ طارق جاوید نے اپنی کتاب غیر سامی انبیاء میں کیا ہے ان میں گوتم بدھ کرشن کنفوشش زرتشت سب کا ذکر کیا ہے مجھے یاد پڑتا ہے کہ گوتم بدھ کے نام کے ساتھ علامہ عنایت اللہ مشرقی اور ابوالکلام آزاد نے علیہ السلام بھی لکھا ہے ویسے ابتداء میں یہ فکر عبید اللہ سندھی کا ہے جو علامہ طارق جاوید صاحب سندھی صاحب کے شاگرد رہے ہیں۔

علامہ طارق جاوید صاحب نے کہیں لکھا بھی ہے اور مجھے روبرو بھی بتایا تھا کہ علم میں میرے تین لوگ آئیڈیل ہیں۔ کارل مارکس، علامہ علی شریعتی جسکے کتابوں پر امام خمینی نے ایران میں بندش لاگو کی تھی تیسرا عبید اللہ سندھی۔ علامہ طارق جاوید کی وفات تو لاہور میں ہوئی لیکن جوانی میں اس نے سندھ ہاری کمیٹی میں حیدر بخش جتوئی کے ساتھ کام کیا تھا اور وہ سندھ کے گاؤں گاؤں سے واقف تھا۔

سو علم وحی کے مقابلہ میں (ان الانسان لفی خسر) انسان نے جو علم تصوف ایجاد کیا اور اسکا بنیاد وحدت الوجود تجویز کیا اس تجویز میں صاف صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ متصوفین کی اللہ سے جنگ کا اعلان ہے اس لئے کہ اس سے انسان اللہ کا جز بن جاتا ہے، سو میں اس مضمون "علم تاریخ میں دجل" کے بعد تصوف اور صوفی ازم کے علمبرداروں کا اندرونی اور اصلی چہرہ کے نام سے مضمون پیش کروں گا جو کچھ سال کا ترکی کے شہر لستم پوخ میں صوفیا کی مخفی عالمی کانفرنس ہوئی تھی اور جو اس میں کانفرنس کے صدر نے تقریر کی ہے میں اس تقریر کو پہلے نقل کر کے اسکے بعد تجزیہ پیش کرونگا پھر فیصلہ آپ قارئین کے حوالے ہے۔

محترم قارئین! مضمون علم تاریخ میں دجل کے نام سے آپنے خاتم الانبیاء علیہ السلام کا جنم قرآن کے حوالہ سے علم قیاس کے اصول دلالۃ النص اور اشارۃ النص دونوں سے ثابت ہونا ہے کہ جناب رسول علیہ السلام مکہ اور کعبہ پر یمن کے بادشاہ ابرہ کے حملہ کے وقت عمر کے لحاظ سے اتنے جوان ہیں جو دشمن اصحاب الفیل لشکر کے مقابلہ میں اونٹ سواروں کا دستہ لیکر اپنی کمانڈ میں دشمن سے مقابلہ کیا ہے قرآن کہتا ہے اس جنگ میں آپکے پاس اور ہتھیار نہیں تھے اس لئے آپنے سنگ باری سے دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں سو قرآن دشمن تاریخ نویسوں نے جناب رسول کے لئے لکھا ہے کہ وہ اس جنگ کے وقت پیدا ہی نہیں ہوئے تھے لیکن آج قرآن لاوارث ہے اسلام لاوارث ہے نہ سعودی حکومت کو قرآن کا حیا ہے نہ پاکستان حکومت کو جس کے لئے ٹیلی ویزن پر علماء کہتے ہیں کہ پاکستان اسلام کا قلعہ ہے اور محافظ ہے میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہمارے مسلم ممالک قرآن کے ساتھ یہ جنگ

امریکا برطانیہ اور اسرائیل کے کہنے پر کر رہے ہیں۔ میری گذارش کا مطلب ہے کہ جن لوگوں نے جناب رسول کی عمر اور پیدائش کی تاریخ 570ع بتائی ہے قرآن کہتا ہے کہ جناب رسول اسوقت پچیس تیس سالہ کی عمر کو پہنچے ہوئے ہیں (4-105)۔

قرآن کہتا ہے کہ اسماعیل جوانی کو پہنچ کر کمانے کی عمر تک اپنے والد ابراہیم کے ساتھ اکٹھے رہا ہے (37-102) جبکہ علم حدیث نے اسے پیدا ہوتے ہی ایک فرضی اور جھوٹے نام کی ماں ہاجرہ دیکر اسے باپ ابراہیم سے جدا کر کے دکھایا ہے کیا یہ انبیاء کی تاریخ میں علم روایات بتانے والوں کا دجل نہیں ہے بہرحال میں دجل کے ان مثالوں کے بعد آتا ہوں قصہ پیدائش آدم پر۔
آدم انسان کا نوعی نام ہے یعنی سب انسان اُدم ہیں آدمی ہیں جس طرح لفظ انسان جملہ آدمیوں کا لوگوں کا نوعی نام ہے اس طرح اُدم بھی انسان میں انسیت کی معنی ہے جس سے یہ پتہ ملتا ہے کہ انسان حیوان ناطق یہ معاشروں میں رہنے والا اجتماعوں میں رہنے والا ہے وحشی نہیں جنگلی نہیں، اسطرح لفظ اُدم کے جو غیر قرآنی اشتقاقات ہیں ان میں سے ادام سالن کے شوربے کو کہا جاتا ہے جو کہ صرف پانی نہیں ہوتا بلکہ وہ مختلف اشیا سے ترکیب پاتا ہے جو مصالحے ہوتے ہیں اور گوشت مچھلی سبزی وغیرہ کا جو شوربہ بنتا ہے اس کے دوسرے اشتقاقات ادمۃ ادیم میں بھی کلر اور گہرائی کی معنائیں آئی ہیں اور سورت اٰل عمران میں جو آیا ہے کہ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَى آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ (3-33) یہاں اُدم کی معنی سائنس دان ہے اس اصطفاء میں یہاں اُدم کے لئے نبوت مراد نہیں البتہ نوح اٰل ابراہیم اور اٰل عمران کے اصطفاء میں نبوت مقصود ہے جن کی نبوت

کے جدا دلائل موجود ہیں نبوت کا اصطفاء جناب محمد علیہ السلام پر ختم ہے (33-40) سائنس دان کا علم چونکہ اجتہادی اور اکتسابی ہوتا ہے جس کے لئے تخلیقات اور ایجادات کی خاطر عقل سے اور تجربوں سے نتائج تک پہنچنا ہوتا ہے جو کوئی بھی چیز کم سے کم جوڑے کے بغیر کام نہیں دیتی تو سائنس کے علم میں بھی نگیٹو پازیٹو۔ ارتھ۔ فیز۔ ہائیڈروجن اور آکسیجن خود انسانوں میں اور حیوانوں میں بھی جوڑے ہیں مطلب کہ یہ سائنس کی مبادیات ہیں کسان ہل چلاتا ہے زمین میں بیج بوتا ہے پانی دیتا ہے پھر فصل پیدا ہو کر تیار ہوتی پھر کسان اور مشینیں دانوں کو بھوسے سے جدا کرتی ہیں یہ بھی ایک قسم کی سائنس ہے اگر کسان کھیتی کے ذریعے ہل چلا کر غلہ پیدا نہ کرے تو نبی بھی بھوکے مریں سو اللہ نے سائنسی لوگوں کی اہمیت کو اُدم کے نام سے اس آیت (3-33) میں انبیاء کے ذکر سے بھی اسلئے اولیت دی کہ سائنس دانوں کی تخلیقات پر مدار حیات ہے یہ بجا ہے کہ مرتبے میں انبیاء علیہم السلام سب سے بلند ہیں لیکن انبیاء کی مشن اور بلاغ کو خود ان کے وجود کو سائنسی تخلیقات کی ضرورت ہوتی ہے تبلیغ میں گھر بیٹھے کمپیوٹر کیمرائیں آپ کو دنیا بھر کے لوگوں سے ملا سکتی ہیں آپ کے مسیج کو عام کر کے ہر جگہ پہنچا سکتی ہیں۔ اس لئے اللہ نے سائنس دانوں کے شان میں فرمایا کہ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ وَاخْتِلاَفِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لآيَاتٍ لِّأُوْلِي الألْبَابِ۔ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىَ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذا بَاطِلاً سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (3-190-191) یہ اُیت کریمہ اللہ نے سائنس دانوں کے شان میں فرمائی ہے کیونکہ اولی الالباب یعنی یہ صاحب عقل و فراست لوگ ہیں اور یہ خاصیت سائنس دانوں میں ہے

اگرچہ انبیاء علیھم السلام سائنسدانوں سمیت جملہ انسانوں سے مرتبہ میں بلند وبالا ہیں کیوں کہ انبیاء کے علوم سے انسانوں کے شخصیت اور پرسنلٹی بنتی ہے اور سائنسدانوں کے علم سے صرف جسم حیوانی کی سہولیات اور آسائش وجود میں آئی ہیں اس لئے ابنیاء کا کام اعلی ہوا وہ اس لئے بھی کہ علم نبوت کے بغیر انسان مثل حیوان کے ہے پھر بھی یہاں سائنسدانوں کا ذکر پہلے لانے کا سبب یہ ہے کہ انکی تخلیقات ایجادات و مصنوعات پر مدار حیات ہے اس لئے پہلے ممد حیات اشیاء کے تخلیق کاروں کا ذکر کیا گیا جسطرح بادشاہ کے آنے سے پہلے شاہی عملے کے لوگ آتے ہیں بادشاہ بعد میں آتا ہے۔ میں یہاں تاریخ میں دجل کرنے والوں کی زٹلیات پر بات کررہا ہوں کہ انہوں نے جان بھوج کر بائیبل زنداویستائی علم حدیث بنانے والے قرآن دشمنوں کی یہ بات کہ اللہ نے پہلے مرد آدم نامی شخص کو پیدا کیا جسکی پسلی سے حوانامی عورت پیدا کی (جوکہ اصول پیدائش کے حساب سے اسکی بیٹی ہوئی) پھر ان علوم والوں نے اپنے اُدم کو اسکی پسلی سے نکلی ہوئی عورت کے ساتھ شادی کرائی۔ ان خرافاتی علوم والوں نے جو اپنے اُدم کو نبی بنایا تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ نبی کے لئے توامت چاہیے سو وہ کہاں تھی پھر ان فطرت کے دشمنوں نے اپنے بنائے ہوئے آدم اور حوا کو ہر روز دو بچے صبح کو بیٹا اور شام کو بیٹی دینی شروع کی اور ایک صبح کو پئدا شدہ بیٹے کو دوسرے دن شام کو پئدا شدہ بیٹی سے شادی کرائی اس طریق سے اُدم باپ حوا بیٹی سے شادی کرنے والا اور بھائی ہوئے بہنوں سے شادی کرنے والے۔

جناب قارئین! جب اسطرح کی پئدائش ہی غیر سائنسی اور محال ہے اور خود قرآن کے حکم کہ فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ

لِخَلْقِ اللَّهِ(30-30)یعنی قانون فطرت کے خلاف ہے تو حکمرانوں نے یعنی پاکستان اور حکومت سعودیہ نے جاہل جبہ پوش مولویوں کے ان خلاف قرآن علوم پر ان سے کیوں باز پرس نہیں کی۔ قرآن کائناتی کتاب ہے اس کے اوپر جہالت کی قرآن دشمن نصاب درس نظامی کی ڈگری یافتہ گینگ کا قبضہ کیوں تسلیم کیا جائے پاکستان اگر اسلامی مملکت کہلاتا ہے تو قرآن مخالف علوم کے علمبرداروں سے کیوں مواخذاہ نہیں کیا جاتا کہ أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ (39-3) اللہ کے دین خالص میں غیر اللہ کی روایات کو کیوں دین کا مأخذ تسلیم کیا گیا ہے۔

تخلیق آدم تخلیق انسانوں کے متعلق جب قرآن نے فرمایا کہ وَ اللَّهُ أَنبَتَكُم مِّنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا (71-17)اللہ نے آپ سب کو زمین میں سے اگایا اگانے کے بتائے ہوئے اسلوب(49-13) کے مطابق وہ اسلوب ہے نر و مادہ کے امتزاج سے پیدا ہونا پھر انکا والا اکیلا آدم بغیر نر و مادہ کے کس طرح پیدا ہوا۔ اور اکیلی حوا کسطرح ایک نر کے پیٹ سے پیدا ہوئی جبکہ قرآن نے بتایا بھی کہ خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ (4-1)آپ کو ایک مؤنث نفس سے پیدا کیا پھر نر مذکر سے حوا کا پیدا ہونا کیونکر۔ اللہ نے کالے لوگوں کے آدم کو افریقہ سے پیدا کیا گورے آدم کو یورپ سے پیدا کیا گندمی اور مکس کلر کے آدمیوں کو ایشیا کے علاقوں سے پیدا کیا، کیا یہ صورتحال سورت نوح کی آیت نمبر 17 سے ثابت نہیں ہو رہی؟ جو خواہ مخواہ مجوسیوں اور یہودیوں کے علوم سے غیر قرآنی غیر فطری اور غیر اخلاقی رشتوں کو اسلام کے نام مسلم امت کے منہ پر تھوپے رکھا گیا ہے رہا معاملہ فرشتوں کے آدم کو سجدہ کا وہ تو آج بھی ہو رہا ہے اور تا قیامت ہوتا رہے گا مگر صرف تخلیق کا رسائنس

دانوں کو ملائک سجدہ کرتے ہیں اگر کعبے کا امام بھی سائنسدان نہیں تو اسے بھی سجدہ نہیں کیا جائے گا کیا پاکستان کی علمی اداروں کے ارباب اختیار اتنے جاہل ہو گئے ہیں جو مدارس عربیہ کے اندر رائج نصاب درس نظامی کی دینیات کے اندر اسرائیلیات اور مجوسیات کی ملاوٹوں کو سمجھ نہ سکیں؟ اور انکی چھانٹی کر اکر قرآن کو دین کا مأخذ واحد (45-50) قرار دیتے ہوئے مروج درس نظامی کے نصاب کو ردی کی ٹوکری کے حوالے کرائیں مارکیٹ میں درس نظامی کی کتابوں کے مصنفین کی تاریخ اور تعارف لکھا ہوا موجود ہے جو وہ سب قرآن دشمن مجوسی ہیں۔ درس نظامی کی دینیات کی کتابوں سے متعلق میں چیلنج کرتا ہوں کہ ان میں جن جن اماموں کے نام کی دینیات پڑھائی جاتی ہے کسی ایک بھی امام نے پہلے قرآن کی اٰیات لکھ کر پھر ان سے مسئلہ دین کا استنباط کیا ہو؟ جب یہ امام لوگ قرآن کو دین کا مأخذ تسلیم نہیں کرتے تو ہم ان کو مسلم کیوں تسلیم کریں امام بخاری نے تو جناب رسول علیہ السلام کو بتوں کے نام پر انکی بلندی کے نعرہ پر اپنی حدیث میں ان کو سجدہ کرنے والا لکھا ہے!! امام بخاری نے جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کو آگ کے سامنے سجدہ کرنے کی حدیث لکھی ہے پھر ہم ایسے اماموں کو مسلم کیوں کر تسلیم کریں جنہوں نے ہمارے رسول کو آتش پرست کر کے پیش کیا ہے ایسی حدیثوں کے حوالہ جات میری فریاد نامی اپیل میں درج ہیں جو اس کتاب کے آخر میں شامل ہے پاکستان کے حکمران کیوں خاموش ہیں کیوں مذہبی پیشوائیت سے اسلامی نصاب تعلیم میں قرآن سے مسائل دین پڑھانے کا مطالبہ نہیں کرتے؟ حکومت پاکستان مذکور امامی خرافات کے پیش نظر ان کے ایسے نصاب کو کیوں ختم نہیں کراتی؟ پیدائش اٰدم کی غیر فطری تعبیرات میں

محرفین قرآن کو مغالطے ڈالنے کی گلی اس بات سے ملی ہے کہ انہوں لفظ آدم کو انسانوں کے نوعی نام کے بجاء اسے فرد واحد کا نام قرار دینے کی سازش کی ہے۔ قارئین لوگ قرآن میں لفظ آدم کے جتنے بھی استعمالات ہیں وہاں وہاں ان کی معنی جب کل انسان سمجھیں گے تو محرفین قرآن کے مغالطوں سے بچ جائیں گے اور قرآن میں جس جس جگہ بھی آدم مرد اور انکی زوج یعنی عورت کو تثنیہ کے صیغہ سے خطاب کیا گیا ہے جس طرح وَكُلاَ مِنْهَا رَغَداً حَيْثُ شِئْتُمَا(2-35)یعنی کھائیں اس جنت سے آپ دونوں تو یہاں ایک مرد اور ایک عورت تثنیہ کے صیغہ کی وجہ سے مراد نہیں لئے جائیں گے بلکہ معنی ہوگی کہ کھاؤ تم سب مرد اور کھاؤ تم سب عورتیں اس جنت سے مطلب کہ یہ خطاب دو فردوں کو نہیں بلکہ کئی مردوں اور کئی عورتوں کے دو قسموں کو ہے۔ اس طرح تثنیہ کے صیغے سے مغالطہ کی دوسری مثال جیسے قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَى(20-123)اس آیت کریمہ میں بھی تثنیہ کے صیغہ سے فرمایا کہ اے آدم تو مرد اور تیری زوجہ دونوں اس جنتی آسائش سے اتر جاؤ اب بظاہر پڑھنے والے لوگ یہی سمجھیں گے کہ شروع جنتی زندگی میں ایک آدم ایک عورت یعنی صرف دو فرد تھے لیکن اس آیت کریمہ نے تو مغالطہ صاف کر دیا جو اس کے اگلے سارے جملوں میں صاف صاف معنی کے صیغے لاکر مغالطہ کو صاف کر دیا گیا ایک جمیعا کے لفظ سے دوسرا بعضکم تیسرا یاتینکم ان سب کی معنی سے مغالطہ دور ہو گیا کہ جنت ارضی میں کئی سارے آدم مرد تھے اور کئی ساری عورتیں تھیں۔ رہا سوال کہ ہم نے کالے گورے اور کئی رنگدار لوگوں کی جدا جدا

علائقوں کے حوالہ سے بات کی ہے جبکہ قرآن کے قصہ سے مذکور دو آیات (35-2) اور (20-123) میں ایک علائقہ کی ایک جنت کی بات کی گئی ہے جو ابا عرض ہے کہ برابر مثال میں قرآن نے ایک ہی علائقہ کی ایک ہی جنت کا ذکر کیا ہے اور سب کے لئے ایک ہی مثال ہوتا ہے جو ایک ہی کافی ہے لیکن مجموعی طور انسان کی طبعی مزاج کا جو ذکر آپ نے قرآن کے حوالہ جات سے اس کتاب میں پڑھا اسپر غور کریں کہ وہ تعارف جملہ ایشیائی افریقی اور یورپی سب انسانوں کی مشترکہ مزاجوں سے تعلق رکھتا ہے مطلب کہ ہر علائقہ کے انسانوں میں ارتکاز دولت اور استحصالی سوچ موجود ہے صرف مثال کے لئے برابر ایک جنت کے ایک علائقہ کے لوگوں کی بات کی گئی ہے لیکن جو فرمایا گیا ہے کہ اب آپ کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے میری طرف سے ہدایت (بذریعہ انبیاء) آئے گی وہ تو آنیوالی تاریخ میں ثابت ہو گیا کہ وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خلَا فِيهَا نَذِيرٌ (35-24) یعنی دنیا کا کوئی بھی نسل نہیں چھوڑا گیا جس میں نبی نہ بھیجا گیا ہو۔ ہر قوم میں جدا جدا نبی بھیجنے سے یہی مقصد ثابت ہوا کہ ہر جگہ کا انسان محتاج ہے علم وحی کا۔ قصہ پیدائش آدم میں علم حدیث کے ذریعے ازدواجی رشتوں کے قانون کی کھل کر پائمالی کی گئی ہے (4-23) اسپر میں عمائدین مملکت سے سوال کرتا ہوں کہ کیا آپ بھی اس غیر فطری عمل کو درست قبول کرتے ہیں جو مرد کے پیٹ سے یا پسلی سے اسے بیٹی پیدا ہو جبکہ پسلی میں نہ مرد کو سوراخ ہوتا ہے نہ عورت کو پھر وہ اس کے ساتھ شادی بھی کرے اور آگے بھائیوں کی بہنوں سے شادی بھی ہوا کرے؟ تم حکمران لوگ ملک کی نسلوں کو کس قسم کا دین سکھا رہے ہو درس نظامی میں جو علم حدیث پڑھایا جا رہا ہے وہ ٹوٹل خلاف قرآن ہے۔

مصر کے مرحوم صدر جمال عبد الناصر حج کرنے مکہ کو آئے اور وہاں حجاج کی الٹ پلٹ رسومات حج کو دیکھ کر سعودیہ کے بادشاہ عبدالعزیز کو کہا کہ تم نے یہ کس طرح کا حج شروع کرایا ہوا ہے؟ تو جواب میں عبدالعزیز نے کہا کہ یہ کام مذہبی پیشوائیت کا ہے تمہاری صدارت میری بادشاہی کی سلامتی اسی میں ہے کہ ہم ان کے کاموں میں دخل نہ دیں۔ اس جواب سے صاف صاف یہ ثابت ہوا کہ ترکوں کے غدار شریف مکہ سے حکومت مکہ مدینہ چھین کر سعودی خاندان کو پس پردہ یہودیوں کی عالمی تنظیم فری میسن نے دلائی تھی تو جو بادشاہ عبدالعزیز نے مذہبی پیشوائیت کے اختیارات کی بات کی ہے تو وہ مذہبی پیشوائیت بھی جھنگل کی حویلیوں میں فری میسن کی مشنری پرزوں پر مشتمل ہوگی اس لئے تو سعودی حکومت میں آجکل قرآن کے اندر حرفی ملاوٹوں کے کئی سارے نسخے تیار کرائے گئے ہیں اور انکی شراکت اور قیادت میں لاہوری اہل حدیثوں نے بھی پاکستان کے اندر حرفی ملاوٹوں پر مشتمل قرآن حکیم کے سولہ عدد نسخے تیار کئے ہیں جن کے لئے ان کے رسالہ رشد کے ایک مضمون نگار نے لکھا ہے کہ یہ ملاوٹوں والے قرآن تیار کرنے کے بعد انکو لائبریریوں میں رکھوادو پھر مناسب عرصہ کے بعد ان کو باہر لاکر دنیا والوں کو کہو کہ یہ بھی اصل قرآن ہیں۔ میں بات پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ ان لاہوری اہل حدیثوں کو اس وقت کے گورنر سلمان تاثیر نے وزیر مذہبی امور پنجاب کی معرفت شوکاز نوٹیس دلایا تھا پھر آگے چل کر وہ گورنر بھی کسی اور بہانے سے شوٹ کرایا گیا۔ امریکا کے صدر بارک ابامہ نے کہا تھا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آسمان کا سورج بھی ہمارے تابع ہو یعنی ہماری مرضی سے اسکی روشنی کسی کو ملے کسی کو نہ ملے۔

تو محترم قارئین! قرآن حکیم بھی ہدایت کا ایک سورج ہے سو عالمی سامراج نے اپنے ملکوں میں قرآن سے اس لئے ملکی نظم و نسق سیکھنے کے خفیہ ادارے بنا رکھے ہیں جن میں ان کے ماہر خفیہ نمونی سے رہنمائی کے خفیہ تھیسز یعنی قرآن کے حوالہ جات کے بغیر انہیں لکھ کر دیتے ہیں جن سے وہ اپنا ملک چلاتے ہیں اور ہمارے لئے برطانوی سامراج نے 1875ع کی جنگ آزادی کے فوراً بعد انتقام لینے کے لئے اور مسلم امت کو دائمی غلام رکھنے کی خاطر سارے ہندستان کے اسلامی دینی مدارس کے درس نظامی نامی کے نصاب تعلیم میں علم اور رہنمائی کے سورج قرآن کے بجاء بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ حدیث کی کتابیں پڑھانے کا حکم دیا تھا جو 1857ع سے پہلے نہیں تھیں انہیں دلی کے انگریز حاکم نے مولویوں سے خفیہ بلیک میکنگ کے طور پر ایک معاہدہ کے تحت یہ کام کرایا اور پہلے اس کے لئے مدرسہ دارالعلوم دیوبند قائم کیا گیا جہاں سے اس کورس کے استاد پیدا کر کے سارے ہندستان میں سپلاء کئے گئے میرا مشورہ ہے کہ لوگ اگر ان حدیثوں کو سمجھنا چاہیں تو پہلے قرآن کو پڑھیں پھر ان حدیثوں کو پڑھ کر دیکھیں ورنہ اگر بغیر قرآن سیکھے حدیثیں پڑھیں تو پھر بھی خدا آپ کو توفیق دے ان سب حدیثوں کو قرآن سے میچ کر کے پھر انپر سوچیں کہ یہ کہاں لے جاتی ہیں۔ میں پہلے بھی یہ بات لکھ چکا ہوں کہ آئی ایم ایف کے ڈائریکٹرس نے حکومت پاکستان کو کہا ہوا ہے کہ اگر آپ نے اپنے مدارس دینیہ میں پرانے نصاب میں تبدیلی لائی یا مذہبی طالب علموں کو جدید علوم کی تعلیم دی تو ہم آپ کی امداد بند کر دیں گے۔

جناب قارئین! یہ بات ایک ٹی وی چینل پر یونیورسٹیوں کے دوعدد وائیس چانسلر ایک ساتھ انٹرویو دے رہے تھے انہوں نے بتائی اورر میں نے ان سے سنی، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہماری حکومت کو اپنی عوام کی اصلاح کے لئے اپنا کوئی نظریہ تعلیم نہیں ہے سامراج والے پئسوں کے عوض جس طرح حکم دیں گے ان کے کہے پر ہمارے حکمران ملک چلائیں گے۔

روحانیت اور ولایت

یہ دوعدد اصطلاحیں خانقاہی دنیاوالوں نے اپنے کاروبار کی خاطر گھڑی ہیں کہ روحانیت کے نام سے ان کی دعوی ہے کہ ہم اہل قبور کی نامور ہستیوں کے ساتھ مراقبوں کے ذریعے رابطے کرکے ان سے فیض حاصل کرتے ہیں سوال و جواب کرسکتے ہیں اب تو صوفی ازم کی دکانوں سے یہ بھی کہا جارہا ہے کہ ہم روحانیت کے کنیکشن سے جناب رسول سے بذریعہ مراقبہ نیا علم حدیث اخذ کرکے نئے ماڈل کا دین بھی تیار کرسکتے ہیں وغیرہ۔
جناب قارئین! میں اس مضمون میں اولا روح اور روحانیت پر قرآن حکیم کے حوالہ سے کچھ لکھتا ہوں اسکے بعد ولایت کے موضوع پر بھی قرآن حکیم کی روشنی میں مطلوبہ توجیہات عرض کروں گا۔
لفظ روح قرآن حکیم میں متعدد شکلوں اور معانی میں استعمال ہوا ہے۔ ویسے لفظ روح کی معنی قرآنی ڈکشنری کے مطابق کہ وہ طاقت عقل و شعور ہے جو قرآن کے ہم نام حوالہ سے بھی استعمال ہوا ہے ان سب کے مثال حاضر ہیں۔
ریح اور ریاح معنی ہوا کا مثال فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي أَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ (41-16) یعنی چلائی ہم نے ان کے اوپر تیز ہوا منحوس دنوں میں۔ ویسے لفظ ریاح جمع ہے ریح کا اسکی مثال وَمَن يُرْسِلُ

الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ (27-63) اور کون بھیجتا ہے ہواؤں کو خوشخبری دیتے ہوئے اپنی رحمت کی روح کے صیغہ ریحان کی معنی خوشبو جسکی مثال وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ (12-55) یعنی دانہ جو چھلکوں میں پیک شدہ اور خوشبو دار راحت بخش پھول۔

روح بمعنی علم وحی اور قرآن اس کا مثال ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَن يَشَاء مِنْ عِبَادِهِ لِيُنذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ (40-15) یعنی اللہ صاحب عرش القاء کرتا ہے نازل کرتا ہے روح کو (علم وحی کو) اپنے حکم سے جس پر چاہے اپنے بندوں میں سے تاکہ وہ ڈرائے قیامت کے دن سے روح بمعنی قرآن کی مثال وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا مَا كُنتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَكِن جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي بِهِ مَنْ نَّشَاء مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (42-52) اس آیت کریمہ میں بھی روح بمعنی کتاب قرآن مراد ہے اسی معنی کی مزید تیسری مثال تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ۔سَلَامٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ (97-4-6)

روح وجہ طاقت بنے اس سے طاقت حاصل ہو اسکی مثال اورأُوْلَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ (58-22) یعنی وہ لوگ ہیں جن کی دلوں میں ایمان لکھدیا ہے اور طاقت بخشی انہیں کے ساتھ اللہ نے روح بمعنی عقل وشعور کی مثال فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُواْ لَهُ سَاجِدِينَ (15-29) یہاں روح بمعنی عقل وشعور ہے اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ ملائک اتباع اور سجدہ عقل وشعور کو کرتے ہیں پاگلوں کی اتباع نہیں کی جاتی۔ ان معنائوں کے بعد آتے ہیں اصل مدعا کی طرف کہ روح ہے کیا چیز؟ جبکہ ایک بار روح بمعنی قرآن کا مثال آ بھی چکا ہے تو اب

اس بات کو مزید سمجھنے کے لئے پڑھیں سورۃ بنی اسرائیل سے وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُم مِّن الْعِلْمِ إِلاَّ قَلِيلاً (17-85)یعنی لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں روح کے بارے میں جواب میں کہدیجئے کہ روح میرے قانون میں سے ہے یہاں قارئین اوپر کی معانی کو ذہن میں رکھتے ہوئے غور کریں کہ روح جو باعث طاقت چیز ہے تو جو بھی شخص قانون پر چلنے والا ہو گا وہ کہیں بھی مار نہیں کھائے گا قراٰن قانون کی کتاب ہے اسلئے یہ کتاب روح کائنات بھی ہے اس لئے اللہ نے اپنے نبی کو فرمایا کہ وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا(42-52)یعنی ہماری یہ کتاب ہمارے قوانین کی وجہ سے کائنات کی روح ہے جو ریاستیں قانون کی پابند ہوتی ہیں وہ نہایت مستحکم ہوتی ہیں قانون میں طاقت ہوتی ہے جس معاشرہ میں جس ریاست میں قانون پر عمل نہیں ہو گا وہ ملک کھوکھلا اور بوگس ہو گا۔ سو جو اہل تصوف نے صوفیوں نے اپنی خصوصیت اور انفرادیت خود کو روحانی کہلانے سے مشہور کرائی ہوئی ہے وہ تو خود کو قانون کی حدوں سے بالاتر ماوراء اور مستثنیٰ قرار دینے کے لئے ان کے یہ حیلے اور بہانے ہیں ورنہ قراٰنی تشریحات میں جو بھی شخص روح اور روحانیت کے نام سے قانون کی لتاڑ کرے گا اور لاقانونیت کرے گا وہ بے روح ہے اسے روح اور روحانیت کی قاتل شخصیت قرار دیا جائے گا۔ ایسے قوانین جو حلال و حرام سے متعلق ہوں یا اخلاقیات سے متعلق ہوں ان سب کی پابندی کرنی ہو گی نذرانوں پر پلنے والے لوگ کبھی بھی وہ انکی روحانیت کی اپنی بنائی ہوئی معنی میں بھی خود کو روحانی نہیں کہلا سکتے اس لئے کہ انکی ایسی خود ساختہ اصطلاح روحانی کی معنی و مفہوم سے بھی برتر اور اعلیٰ مقام کی ہستی انبیاء کی ہوتی ہے

ان کے بارے میں قرآن بتاتا ہے کہ وَما أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ(25-20) ہمارے جتنے بھی رسول گذرے ان کے گھروں میں چولھا جب چلتا تھا وہ کھانا اس وقت کھا سکتے تھے جب وہ بازاروں کی پھیریوں سے مزدوری کمایا کرتے تھے یعنی اللہ کے نبیوں نے نہ خانقاہیں قائم کی نہ نذرانے وصول کئے اتنی حد تک جو خود محمد الرسول اللہ کو بھی دشمن کہتے تھے کہ اس رسول کی رسالت کی کیا حیثیت ہے جو اس کے ساتھ اللہ نے کوئی ملائک باڈی گارڈ ہٹو بچو کہہ کر ڈرانے والا ساتھ ملا کر نہیں بھیجا بلک اسکا تو یہ حال ہے کہ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ(25-7) اسے کھانے کی روٹی بھی جب میسر ہوتی ہے جب بازاروں میں پھیریاں دے کر مزدوری کرتا ہے سو تصوف کے دنیا کی روحانیت نامی اصطلاح پیٔسے کمانے کی خاطر ایک چالبازی ہے اپنی پوجا کرنے کا ڈھونگ ہے اور کچھ نہیں۔

امامت اور مہدویت

یہ اصطلاحیں بھی نبوت کی اصطلاح کے مقابلہ کے لئے گھڑی گئی ہیں اصل میں اللہ سے براہ راست تعلق صرف اور صرف نبوت کی معرفت ہوتا رہا ہے جو جناب خاتم الانبیاء محمد علیہ السلام کے بعد اللہ کی جانب سے ختم کیا گیا (33-40) آگے کے لئے اللہ عزوجل نے تا قیامت اپنے جملہ بندوں کے ساتھ اپنے ملنے ملاقات کرنے سوال و جواب کرنے کی راہ بتادی کہ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُواْ لِي وَلْيُؤْمِنُواْ بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ(2-186)یعنی اے میرے نبی آپ سے جب بھی کوئی میرے بندوں میں سے میرے

متعلق رابطوں مسائل اور حاجات کے لئے سوال کرے تو انہیں بتادیجئے کہ انی قریب میں اللہ بہت قریب ہوں اجیب دعوۃ الداع اتنا قریب جو تمہاری پکار کا میں اللہ خود بلاواسطہ جواب بھی دیتا ہوں جب بھی جس وقت بھی تم مجھے پکارو۔ اور لازم ہے تم پر کہ ضرور تم لوگ مجھ سے جواب طلبی بھی کرو اور میری اس پیش کش پر اور میری جوابوں کی کتاب پر بھروسہ بھی کرو یقین کے ساتھ ہدایت پاؤ گے۔ جناب قارئین! اللہ کی اس دعوت اور پیشکش پر اسکے ساتھ روبرو ملاقات اور سوال جواب کرنا بہت آسان ہے وہ اسطرح کہ آپ پچاس سوَ ایک ہزار سوالات ایک بک پر لکھیں پھر مسائل و مضامین قرآن کا کیٹلاگ بازار سے خرید کریں ساتھ میں الفاظ قرآن کا بھی کیٹلاگ خرید کریں پھر جتنے چاہیں سوالات پوچھتے جائیں ان سب کے جوابات قرآن دیتا جائے گا یہ ہے آپکی اللہ کے ساتھ تاقیامت روبرو بلاواسطہ ملاقات۔

فہم قرآنی کے لئے یاد رہے کہ اتنے حوصلے سے اس کتاب کی ہدایات پر غور کریں جو جب یہ کتاب آپ کو دنیا کے فرعونوں سے مقابلہ کا حکم دے تو آپ لبیک کہکر کود پڑیں تاریخ کھنگال کر دیکھیں اللہ نے ہمیشہ چڑیوں سے بازوں کو شکست دلائی ہے (2-249) سو فہم قرآن کے لئے اللہ نے دو نسخے بتائے ہیں ایک طاقت اور حوصلہ دوسرا افہام و تفہیم کے لئے آپس میں مذاکرات (7-171) قرآن حکیم نے اپنے حاملین کو حکم دیا ہے کہ (جب لیا جائے تجھ سے کام زمانہ کی امامت کا) توخُذُواْ مَا آتَيْنَاكُم بِقُوَّةٍ (7-171) ہمارے دئے ہوئے قرآن کو طاقت سے لینا ہو گا، تقیہ کرنے والے قرآن کے دوست نہیں ہوسکتے۔ امامت کی ڈیوٹی دینے کے لئے اللہ کا حکم ہے کہ فصل لربک وانحر یہ ڈیوٹی دیتے وقت خم ٹھونک دشمن کے سامنے سینہ تان

کر چھاتی کھولکر للکار کرنی ہے۔ امامت اور تقیہ میں تضاد ہے تمھارا امام قرآن ہے(12-46)

امام قرآن ہے

وہ امام جو آپ کو براہ راست اللہ سے ملائے وہ اللہ کے علم وحی والی کتاب ہے (12-46) قیامت کے دن بھی حساب کے لئے لوگوں کو انبیاء کی معرفت ملی ہوئی کتابوں کے ناموں سے پکارا جائے گا۔ 17-71)۔

مہدی قرآن ہے

وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاء الزَّكَاةِ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ (21-73)یعنی ہمنے ان انبیاء کو ضرور امام اور مہدی بنایا تھا لیکن انکی امامت اور مہدویت تابع تھی۔ "بامرنا" یعنی قوانین ربی کی وہ بھی کون سے قوانین؟ اللہ نے فرمایا کہ وہ قوانین بھی ہمارے علم وحی کی کتابوں سے منسلک تھے جن کے لئے فرمایا کہ ہم نے وحی کی انکی طرف بھلائی کے کاموں کی وہ کام جو اتباع علم وحی کی ڈیوٹیوں سے اور خلق خدا کو سامان پرورش دینے سے سرانجام پائیں گے اور یہ امام لوگ ہمارے ہی عابد اور بندے ہوں گے یعنی ہماری کتاب کے کہے پر چلیں گے اس لئے کہ اصل امام ہماری وحی والی کتابیں ہیں (21-73) (12-46)۔

ہدایت کی راہ دکھانا بتانا سمجھانا یہ سب ذمہ داریاں قرآن کے ذریعے آپ لوگوں کی ہیں اتنے سارے کام کے لئے آپ وارثین کتب انبیاء بھی ہو تم سب لوگوں کا ہادی اور مہدی قرآن ہے (2-185) اور (2-72) کسی بھی شخص کو ہدایت کی راہ بتانے کے بعد اسے قائل کرنے کے ساتھ راہ حق پر چلانا اور لے آنا یہ کام صرف اللہ کا ہے یہ بات کسی بھی نبی کے بس کی بات نہیں ہے إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاء وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ (28-56) یعنی آپ اپنی پسند اور چاہت والے محبوب لوگوں کو بھی ہدایت پر نہیں لا سکتے یہ کام صرف اللہ کا ہے۔

ہاں یہ ضروری بات ہے کہ إِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (52-42) یعنی تو صراط مستقیم کی راہ ضرور دکھاتا ہے تیری طرف سے راہ دکھانے کے بعد وَاللّهُ يَهْدِي مَن يَشَاء إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (2-213) یعنی اللہ کا قانون مشیت جسے چاہے راہ راست پر لے آئے۔ کیونکہ راہ راست پر لے آنے کی جو بات ہے اس کا تعلق صرف اللہ کے علم سے ہے جو دلوں کے بھید جانتا ہے اس کے لئے اللہ نے فرمایا کہ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَن يُنِيبُ (13-42) یعنی ہدایت انہیں ملتی ہے جن کے دلوں میں انابت قلبی ہو سو یہ دلوں کی باتیں اللہ کے سواء کسی کو معلوم نہیں ہوتی۔

مرشد صرف قرآن ہے

محترم قارئین! ابھی آپ نے آیت کریمہ (2-186) کے حوالہ سے پڑھا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ میرے سارے بندوں کے لئے اعلان ہے کہ وہ سارے کے سارے براہ راست مجھ سے سوال کریں مجھ سے جواب طلب کریں میں اللہ خود جواب دوں گا وہ بھی اس گارنٹی کے ساتھ کہ **لعلھم**

یرشدون سوال کرنے والے میرے جوابات سے (شد وہدایت حاصل کریں گے قرآن سے رشد حاصل کرنے کی شاہدی اور گارنٹی سورت الجن کی آیت نمبر2 قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا۔ يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ(72-1-2)یعنی اے نبی کہدیجئے کہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ سننے کا اہتمام کیا ایک صحرائی اور بدولوگوں کے وفد نے پھر واپسی پر جاکر اپنے لوگوں کو کہا کہ ہم نے ایک عجیب کتاب قرآن سنی ہے جو ہدایت کرتی ہے سیدھی راہ کی طرف پھر ہم ایسی کتاب کو سنکر اسپر ایمان بھی لے آئے ہیں۔ اس بات سے یہ ثابت ہوا کہ رشدو ہدایت کی باتیں قرآن سے ملتی ہیں اس لئے مرشد بھی قرآن ہوا۔

پیری مریدی جائز نہیں ہے

محترم قارئین! لفظ پیر فارسی زبان کاہے اسکی معنی ہے "بڑا" ویسے تو یہ معنوی بڑائی ہر قسم کی مراد ہے لیکن اس خانقاہی دنیا کے استعمال میں اسکی معنی تصوف کے لحاظ سے لوگوں سے بیعت لیکر ان کو مرید بنانے والی ہے اس کے بعد کوئی کوئی پیر کم سے کم ان کو اللہ کے اسماء گرامی کی گنتی اور تعداد کا ذکر بطور ورد و ظیفہ کے پڑھانے والا۔

اس پیری مریدی کے ماحول میں یا کہا جائے کہ ڈپارٹمنٹ میں یہ مشہور کیا گیاہے کہ مرشد حضرات یا پیر حضرات ذکر اذکار کی وجہ سے روحانیت کی بڑی منزلوں کو پہنچے ہوئے ہیں؟ یہ سب فراڈ ہے۔ ان کی خانقاہوں میں

جس ذکر کی پریکٹس کی جاتی ہے اس میں اللہ کے ناموں کی مالھائوں کے دانوں پر گنتی کی جاتی ہے بتایا جائے کہ اللہ نے کب کہا ہے کہاں کہا ہے کہ میرے ناموں کی گنتی کرو یہ خانقاہوں میں ہاہو ہو کے قسم کا ذکر یا مالھائوں کے دانوں پر اللہ اللہ کا نام یا لا الہ الا اللہ کا ورد اور ذکر ان عملیات کو قطعا اللہ کا ذکر نہیں کہا جا سکتا۔

حقیقت میں لفظ ذکر کی پہلی معنی تو ہے یاد کرنا۔ اسکے بعد اسکی معنی ہے وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ (16-44)یعنی نازل کیا ہم نے تیری طرف قرآن کو تاکہ کھول کر بیان کرے تو لوگوں کے لئے وہ علم جو نازل کیا گیا انکی طرف تاکہ وہ غور و فکر کریں۔

محترم قارئین! اس آیت کریمہ میں ذکر کی دو عدد معنائیں آگئی ہیں ایک قرآن دوسری غوروفکر۔ مذکور دوعدد معنی کا ایک ہی جگہ پر مثال فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُواْ لِي وَلاَ تَكْفُرُونِ (2-152)میں معزز قارئین کو اپیل کرتا ہوں کہ اس آیت کریمہ کے الفاظ پر گہرائی سے غور کریں تو اللہ کے نزدیک لفظ ذکر سے کیا معنی و مراد ثابت ہوتی ہے فرمایا کہ فَاذْكُرُونِي تم لوگ مجھے یاد کرو تو أَذْكُرْكُمْ یعنی میں اللہ بھی تمہیں یاد کروں تو کیا ذکر کی مروج معنی یہ کہ تم مالھائوں کے دانوں پر اللہ اللہ کرو تو میں بھی تمہیں مالھاؤں کے دانوں پر مثلاً جنید جنید کہہ کر کے تمہارا ذکر کروں قطعاً ذکر کی ایسی معنی نہیں ہو سکتی بلکہ صحیح معنی ہے کہ تم لوگ سفر حیات میں معاشرت میں میرے قوانین کی پاسداری کرو اسکے بعد میرا قانون بھی مشکل میں آپ کو کام آئے گا جو کوئی بھی آپکو عدالت میں اگر

جھوٹے مقدمہ میں کھینچ لائے گا تو تمھاری قانون کی پاسداری اس وقت تمہیں بچائے گی۔ ساتھ میں میرے قانون کی یاد اور ذکر کی یہ بھی معنی مطلب قرآن نے بتائی کہ وَاشْكُرُواْ لِي وَلاَ تَكْفُرُونِ میرے قانون میں ہے کہ اپنی کمائی اور آمدنی اپنے عیال کے خرچہ سے بچت کھولے رکھو (2-219) تاکہ محتاج معذور اپاہجوں مسکینوں کی بھی مدد ہو اور میرے دئے ہوئے اس قانون کو ذکر کو نہ بھلائو اور نہ ہی اس کے منکر بنو۔

محترم قارئین! قرآن حکیم میں لفظ ذکر کے جملہ استعمالات پر اگر لکھا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے جس سے افراد کی زندگی معاشروں اور ریاستوں کی بقا اور رہن سہن تابناک ہو سکتی ہے لیکن اللہ نے جو فرمایا ہے کہ إِنَّ الإِنسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ (14-34) انسان بڑا ظالم اور منکر ہے۔ جس نے میری قرآن جیسی نعمت کو کیا سے کیا بنا کر اپنے دکان چلا رہا ہے۔

میں اپنی اس کتاب بنام " قرآن کسوٹی ہے۔ اپنے علوم و نظریات کو اس سے درست بناؤ" کیلئے جو مقدمہ لکھنا چاہتا تھا، اس کے لئے مجھے خیال آیا کہ کیوں نہ یہ مقدمہ خود لکھنے کے بجاء اپنی سابقہ کتاب بنام "توہین رسالت نامی قوانین سے اسپین کی تاریخ دہرائی جارہی ہے" کے سرورق پر جو صوفیاء کی منعقدہ مخفی عالمی کانفرنس ملک ترکی کے شہر لستم پوخ میں چند سال پہلے ہوئی تھی اس کانفرنس کے اختتام پر صوفیاء کے عالمی صدر کی جو صدارتی تقریر ہوئی تھی اسے میں پیش کر چکا ہوں اس تقریر کو دوبارہ پڑھنے کی اپنے قارئین کو زحمت دوں اسکے بعد مجھے اپنی اس کتاب کی مقصدیت قطب الاقطاب کی تقریر کے خاص خاص نکات والے حوالوں سے قارئین کو سمجھانے میں آسانی ہو گی۔

علم وحی کے رد میں یونان کے حکماء نے قبل مسیح جو علم تصوف ایجاد کیا تھا (22-52) ان کے پیروکاروں نے جناب خاتم الانبیاء کے زمانہ نبوت سے ختم نبوت کو توڑنے کی خاطر رد قرآن کے لئے جو علم روایات ایجاد کیا تھا آج تک اسلام کا تعارف بجائے قرآن کے ان کی چھاپ سے چلایا جارہا ہے جس کی اختراعات میں سے آل رسول کا شعبدہ بھی ایک ہتھکنڈہ ہے ان صوفیاء کی مخفی عالمی کانفرنس ترکی شہر لستم پوخ مقام پر ہوئی جس میں صوفیاء کے قطب الاقطاب نے اپنی صدارتی تقریر میں اس جعل سازی کا فخریہ اعتراف کیا ہے

قارئین اسے ملاحظہ فرمائیں (بحوالہ کتاب لستم پوخ مرتب راشد شاز دیلی۔ یہ کتاب انٹرنیٹ پر موجود ہے)۔

کانفرنس کی آخری تقریر

اب باری تھی قطب الاقطاب کی۔ سلام وصلوٰۃ کے بعد وہ کچھ اس طرح گویا ہوئے"

عزیزان من اہل بیت اور سنت کا خادم آپ سے مخاطب ہے

ان کے اس پہلے ہی جملے پر تائید و اثبات کا وہ شور بلند ہوا کہ خدا کی پناہ۔ یا غوثاہ، یا غوثاہ، یا قطب الاقطاب کی صداؤں سے دیر تک مجلس گونجتی رہی یہ شور تھما تو انہوں نے باقاعدہ اپنے صدارتی خطبہ کا آغاز کیا۔ فرمایا لستم پوخ کے اس اجلاس میں آپ حضرات کی شرکت پر میں صمیم قلب سے آپ تمام لوگوں کا شکریہ ادا کرنا اپنا فریضہ منصبی جانتا ہوں۔ میں اپنے اقطاب واعوان کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے کمال صفائی اور بڑی بے تکلفی کے ساتھ کلیدی خطبے پر تصویب و تائید و تجزیہ کا اظہار فرمایا۔ ایک بڑی ہیکل تنظیمی میں اختلاف فکر و نظر کا پایا جانا ایک صحت مند علامت ہے۔ اس سے ہمیں مختلف تناظرات کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ امید ہے کل کے اطلاقی جلسوں میں آج کی یہ گفتگو مشعل راہ کا کام انجام دے گی۔ دل چھوٹا نہ کیجیے۔ اہل بیت کے خادموں کو چیلنجز تو ہر دور میں پیش آئے ہیں۔ سقوط قاہرہ ہو یا سقوط الموت، عباسی بغداد کا زوال ہو یا ملتان کی ولایت کا خاتمہ ہم نے بحران کے ہر لمحہ میں کام کا نیا میدان ڈھونڈ نکالا ہے۔ ذرا غور کیجیے! کیا کسی کے حاشیہ خیال میں بھی یہ بات آتی تھی کہ امویوں کی باجبروت حکومت کا تختہ الٹا جا سکتا ہے۔ ہم نے اس کام کے لیے ایک طرف تو آل عباس کے علم کو ایستادہ کیا اور دوسری

طرف شمالی افریقہ سے آل فاطمہ کے چاہنے والوں کو منظم کرکے قاہرہ میں لابٹھایا۔ عین عباسی سرپرستی میں آل بویہ کے پھلنے پھولنے کا موقع فراہم کیا۔ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ عباسی، فاطمی اور اموی تینوں متبادل خلافتیں بالآخر ہمارے افکار و نظریات اور عزائم کا توسیعہ بن گئیں۔ اور جب سیاسی نظام کو سنبھالنا ہمارے لیے ممکن نہ رہا تو ہم نے روحانی خلافت کے تاروپود تیار کیے۔ دیکھتے دیکھتے درپردہ ایک ایسی غیر محسوس ہیکل حاکمیت قائم کردی کہ اس کے اثر سے اب دنیا کا کوئی خطہ اور مشرق و مغرب کی کوئی حکومت پوری طرح آزاد نہیں۔

عزیزان من! قرآن مجید کی دعوت نسل پرستی کے سخت مغائر ہے یہاں تک کہ قرآن مجید رسول اللہ کی اولاد نرینہ کے وجود سے بھی انکاری ہے۔ اس کا موقف ہے کہ محمد تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن ہماری ہمت کی داد دیجیے کہ ہم نے نہ صرف یہ کہ آل رسول کا فلسفہ گھڑا، ذریت رسول کی فضیلت کا پرشور پروپیگنڈہ کیا بلکہ علی کی فاطمی اولاد کو رسول اللہ کے نسلی جانشین کی حیثیت سے پیش کردیا۔ ہمارا پروپیگنڈہ اتنا پرشور تھا کہ جمہور عوام نے آل علی کو آل رسول کی حیثیت سے قبول کرلیا۔ اب پنجتن تمام مسلمانوں کے مشترکہ عقیدے کا حصہ ہے۔ ہمارے شعراء وادباء نے قرآن کے بالمقابل بہت سے قرآن بناکر رکھ دیے۔ راحت القلوب سے لے کر حکمتِ اشراق، فصوص الحکم، کشف المحجوب، عوارف المعارف، احیاء العلوم، اورام الکتاب تک اور سب سے بڑھ کر مثنوی معنوی جسے قرآن بزبان پہلوی کے لقب سے شہرت حاصل

ہے، ہم نے ایسی کتابوں اور اور اوو وظائف کے مجموعوں کے انبار لگا دیے جس نے بالآخر دین کے ایک متبادل قالب کا ہیولا تیار کر ڈالا۔

عزیز دوستو! ہم نے خدا کے بالمقابل رسول کو تقدس کے اعلیٰ مقام پر پہنچایا، یہاں تک کہ مسجد کے محرابوں پر اللہ اور محمد ﷺ کے نام ایک دوسرے کے مقابل کندہ ہونے لگے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہم نے اس امت کو درود جیسا تحفہ عطاء کیا اور اسے رسول سے استعانت طلبی اور دعاؤں کے مستجاب ہونے کا نسخہ بتایا۔ اس مقصد کے لیے ہمیں رسول کو ان کی قبر میں زندہ کرنا پڑا۔ ہمارے پروپیگنڈے کا کمال دیکھئے کہ آج جمہور مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد اس بات کی قائل ہے کہ نبی اور ولی اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں جن سے ہم روحانیوں کو ایک خاص تعلق خاطر ہے۔ ہم نے رسول اللہ کی حیات قبری کے حوالے سے ملاقاتوں اور حدیثوں پر شہادت قائم کی۔ اور اس طرح حدیث رسول کی وصولیابی کا سلسلہ جاری رکھا۔ رسول اللہ سے راست فیض کا جاری سلسلہ ہمارا وہ طرۂ امتیاز ہے جس کے آگے علمائے ظاہر کے قیل و قال پھیکے پڑ جاتے ہیں۔ ہمارے ہاتھوں میں یہ ایک ایسا ہتھیار ہے کہ ہم جب چاہیں اس کی مدد سے ایک نئی شریعت ایجاد کر سکتے ہیں، تعبیر کی ایک نئی دنیا سجا سکتے ہیں۔

ہم نے خود کو اولیاء اللہ کی فہرست میں شامل کیا اور اپنے اکابرین کی قبروں کو فیوض و برکات کے کارخانے قرار دے کر انہیں فتوحات و نذرانے کا ذریعہ بنا دیا۔ دیکھتے دیکھتے قرآن کی اکتشافی تحریک قبوں اور قبرستانوں کی تہذیب بن گئی۔ دنیا کی کسی بھی تنظیم کے پاس اتنے بڑے پیمانے پر ایسے کارگر تنظیمی دفاتر نہیں ہیں جن پر معاشی طور پر بھی خود کفالت بلکہ مرفہ الحالی کا دور دورہ ہو۔ بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ مجموعی آمدنی اور Assets کی شکل میں جو کچھ

ہم درویشوں کے پاس ہے اس کا مقابلہ دنیا کی امیر ترین حکومتیں، نامی گرامی سرمایہ دار Billioniri club کے اراکین بھی نہیں کرسکتے۔

عزیز دوستو! ہماری کارگزاریوں کے اثرات مغرب کی غالب تہذیب نے بھی قبول کیے ہیں۔ گذشتہ چند دہائیوں میں غیر عقلی رویے اور توہم پرستی کا جو بول بالا مغرب میں ہوا ہے اس سے آپ ناواقف نہیں۔ صوفی سینٹرز، قبالہ مراکز، یوگا عاملین اور فال نکالنے والوں کو جو قبولیت عامہ ملی ہے اس میں ہمارے لیے امکانات کی ایک نئی دنیا پیدا ہوئی ہے۔ ہمیں ان امکانات سے حتی المقدور فائدہ اٹھانا ہے۔ آنے والے ایام پر ہنگام اور پر خطر ہوں گے لیکن ہمیں ان ہی خطرات میں اپنے کام کا میدان تلاش کرنا ہے۔ آج کی اس گفتگو میں صرف دو باتیں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ اولا یہ کہ آنے والے دنوں میں مشرق سے کہیں زیادہ مغرب میں ہماری کامیابی کے امکانات ہیں۔ ایک ایسے لمحۂ تاریخ میں جب معاشی اور سیاسی پنڈت مشرق کے عروج کی پیشن گوئی کر رہے ہیں، ہماری توجہ مشرق سے کہیں زیادہ مغرب پر ہونی چاہیے۔ ایسا اس لیے کہ ہر زوال پذیر معاشرے میں نفوذ اور کامیابی کے امکانات بدرجہا بڑھ جاتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ ہم مشرق سے پہلو تہی کریں گے۔ مشرق ہمارا وہ روایتی قلعہ ہے اسے تو ہر حال میں مستحکم رکھنا ہے۔

مغرب کی فتح کے لیے اور خود مشرقیوں میں اپنی گرفت مظبوط تر کرنے کے لیے پچھلے دنوں بین المذاہب ڈائیلاگ کی جو اسکیم تشکیل دی گئی تھی اس کے خاطر خواہ نتائج سامنے آرہے ہیں۔ آنے والے دنوں میں ویدانتی، سامی، مانوی، عیسائی اور یہودی رہبانیت کا ملغوبہ روحانیت کا ایک نیا مقبول عام

ایڈیشن تشکیل دے سکتا ہے۔ یہ بات آپ سے مخفی نہیں کہ ہم اہل تصوف، روحانیت کا مذہب سے ماوراء تصور رکھتے ہیں جب ہی ہمارے اکابرین کی قبریں مرجع خلائق بنی ہیں۔ ہاں البتہ یہ نکتہ نگاہوں سے اوجھل نہ ہو کہ ہم بین الادیان مکالمے کے تو پرجوش حامی ہیں لیکن خود مسلمانوں کے اندر کسی بین المسلکی مکالمے کی حمایت نہیں کرسکتے کہ Inter-faith مکالمہ ہمارے لیے سم قاتل ہے۔ ایسی کوئی کوشش ہمیں ہمارے اندرون سے منہدم کردے گی۔

جلسے میں بعض احباب نے تبلیغی نقشبندی سلسلہ پر اعتراض وارد کیے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ بیعت کی ہیکل تنظیمی کے بغیر ہم انہیں پوری طرح اپنا نہیں سمجھ سکتے۔ اس بارے میں میری ذاتی رائے یہ ہے کہ کوئی شخص مرید صرف بیعت کے سبب نہیں ہوتا بلکہ مرید ہونا تو ایک ذہنی سطح کا نام ہے، اگر کسی تنظیم سے وابستگان ذاتی طور پر اس کیفیت کے حامل ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ انہیں محض ضابطے کی کاروائی کا بہانہ بناکر مسترد کردیا جائے۔ بلکہ ہمارا کام تو دوسری تنظیموں کو بھی شیخ پرستی کی اسی سطح پر لانا ہے، انہیں اس بات کا یقین دلانا ہے کہ علم و حکمت کی فراوانی ان کے اکابرین اور بانیوں پر ختم ہوئیں۔ مشائخ پرستی جہاں بھی ہو جس شکل میں بھی ہو، ہمارے کام کی ہے۔ اور ہاں آخر میں بڑے قلق کے ساتھ ایک بات اور عرض کرنا چاہتا ہوں۔ گذشتہ سال بھی میں نے آپ حضرات کی توجہ اس طرف دلائی تھی کہ انٹرنیٹ کا استعمال جہاں ہمارے لیے نوعمروں میں پہنچنے کا ایک ذریعہ ہے وہیں بڑا صبر آزما امتحان بھی۔ ایسی سائیٹس کی تعداد روز بروز بڑھتی جارہی ہے جہاں ارادت میں داخلے اور فیوض و برکات کے حصول کے لیے رقوم کی طلبی کی

بھوک بڑھتی جاتی ہے۔ یہ چیزیں اہل صفا کے بارے میں کچھ اچھا تاثر قائم نہیں کرتیں۔ کاش ہم فتوح و نیاز کے روایتی سلسلے کو روایتی انداز سے ہی جاری رکھتے۔ لستم بوخ کا یہ اجلاس تمام تر طروق تصوف کے بانیوں کو نذرانہ عقیدت پیش کرتا ہے اور اس عزم کا اظہار کرتا ہے کہ وہ اہل بیت اطہار کا علم ہمیشہ بلند رکھے گا۔

قطب الاقطاب نے اپنی گفتگو کے بعد فضا میں ہاتھ لہرا کر یا علی کا نعرہ بلند کیا جس کے جواب میں پوری مجلس یا علی یا علی کے پر جوش نعروں سے گونج اٹھی۔

تبصـــرہ

جناب قارئین! آپ نے غور فرمایا کہ قطب الاقطاب کی تقریر کا ابتدائیہ ہی یہ ہے کہ "عزیزان من اہل بیت اور سنت کا خادم آپ سے مخاطب ہے" میں یہاں قارئین کی توجہ ان جملوں کی توجیہ کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ قطب الاقطاب صاحب خود کو اہل بیت کا خادم تو کہہ رہا ہے لیکن صاحب البیت جناب رسول علیہ السلام کا نام نہیں لے رہا اور ساتھ میں خود کو

سنت بمعنی علم الحدیث کا خادم تو خود کو کہہ رہا ہے لیکن اپنے کو قرآن کا خادم نہیں کہہ رہا، یہ صرف اس لئے کہ یہ قطب الاقطاب صاحب اچھی طرح سے جانتا ہے کہ اگر وہ جناب محمد علیہ السلام کا خود کو خادم کہلائے گا تو یہ بات عنقریب ان کے گلے میں پڑ جائے گی کہ محمد کا وکیل اور ترجمان کتاب بجاء انکی والی سنت کے تو صرف قرآن ہے جو انکی دعاوی کو رتی بھر بھی قبول نہیں کرتا اس لئے جب انکی جنگ ہی محمد علیہ السلام اور قرآن سے ہے تو انکا نام بھی کیوں لیا جائے سو مخدومیت کیلئے نام ہی ایسے لئے جائیں جو وہ پئدا اوار ہی خود ان کی اپنی ہوں، سو اگر اہل بیت سے مراد اٰل محمد ہے تو قرآن اٰل محمد کا بقول قطب الاقطاب کے بھی انکاری ہے اسلئے اگر یہ لوگ خود کو قرآن کا خادم ہونا قبول کریں گے تو ان کی ایسی دعوی بھی ان کے گلے میں پڑ جائے گی کیونکہ آپ نے ابھی قطب الاقطاب کی تقریر میں پڑھا کہ اس نے فرمایا کہ "عزیزان من قرآن مجید کی دعوت نسل پرستی کے سخت مغائر ہے یہاں تک کہ قرآن مجید رسول اللہ کی اولاد نرینہ کے وجود سے بھی انکاری ہے۔

قارئین لوگ یہاں اہل تصوف اور اٰل پرست لوگوں کے قطب الاقطاب کا اقراری بیان سن چکے اور پڑھ چکے کہ یہ لوگ نسل پرست اور اٰل پرست ہیں جبکہ قرآن نسل پرستی کو یکلخت اکھاڑ پھینکتا ہے قارئین لوگ جانتے ہیں کہ جب نوح علیہ السلام نے بیڑہ پر سوار ہونے کے بعد نیچے دیکھا کہ اسکا بیٹا عنقریب طوفان میں ڈوبنے والا ہے تو پکار اٹھا کہ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ(11-45)یعنی اے میرے رب یہ میرا بیٹا میرے اہل بیت میں سے ہے اور میرے اہل کے بچانے کا تیرا وعدہ بھی حق ہے تو حاکموں کا بھی حاکم ہے میرے بیٹے کو

بچالے؟ جواب میں اللہ نے فرمایا کہ قَالَ يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ(11-46) یعنی اے نوح خبر دار بیٹا اگر کافر بھی ہو تو اٰل تو ہو سکتا ہے لیکن اہل ہونا اور بات ہے تیرا اپنے بیٹے کیلئے اہل ہونے کا بیان دینا یہ تیری لاعلمی کی بنیاد پر ہے تیرا بیٹا تو غیر صالح اعمال کا مرتکب ہے، میں قارئین کو قرآن حکیم کی بجاء نسلی اور خاندان پرستی کے اصول پرستی کی تعلیم اور میرٹ پر مناصب اور عہدے دینے کی تعلیم بھی یاد دلاتا چلوں کہ جب رب تعالیٰ نے جناب ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا کہ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا(2-124) یعنی اے ابراہیم میں اللہ آپ کو دنیا بھر کے لوگوں کی قیادت امامت اور لیڈر شپ عطا کرتا ہوں۔ اسپر جناب ابراہیم نے گذارش کی کہ من ذریتی؟ یعنی یہ منصب میری اولاد کو بھی ملے تو جواب میں رب تعالیٰ نے فرمایا کہ لاَ يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ (2-124) میرے منصب اور عہدے ظالم لوگوں کو نہیں ملا کرتے (جاؤ اپنی اولاد کی بھی تربیت اچھی کرو لیاقت ہو گی تو عہدے بھی مل سکیں گے) محترم قارئین! آپ نے قطب الاقطاب کی تقریر میں اسکا یہ جملہ تو پڑھا کہ قرآن مجید کی دعوت نسل پرستی کے سخت مغائر ہے صوفیاء کے قطب الاقطاب کا نسل پرستی کی حمایت کا یہ جملہ صاف صاف بتا رہا ہے کہ یہ صوفی لوگ دنیا والوں کو میرٹ کے مقابلہ میں نسل پرستی کے بدبودار نظریہ کی طرف لے جانا چاہتے ہیں جس میں لوگوں کو خانقاہیت گدی نشینی اور پیر مریدی اور نسل پرستی کی زنجیروں میں جکڑ کر غلام بنانا چاہتے ہیں جبکہ ان کے نظریہ کے مقابلہ میں اللہ کا اپنے بندوں میں سے کسی مقام و مرتبہ کیلئے چناء بجاء نسلی نسبتوں کے میرٹ پر ہوتا ہے جس طرح رب پاک نے مریم

علیہا السلام کے شان میں فرمایا کہ یا مریم ِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلَى نِسَاءِ الْعَالَمِينَ(3-42) یعنی اے مریم ہم نے آپ کو میرٹ پر چنا ہے پاکدامن بنایا ہے مریم کی میرٹ یہ تھی کہ اس نے ہیکل کے قانون کہ ہیکل کی ننیں ہیکل کے مذہبی پیشواؤں پنڈتوں کے علاوہ باہر کے کسی شخص سے اپنی پسند کے بنیاد پر شادی نہیں کر سکتیں مریم نے اس قانون کو توڑا اس قانون سے بغاوت کرتے ہوئے ملاشاہی کو للکار کر کہا کہ میں اپنی شادی ہیکل کے باہر اپنی پسند کے آدمی سے کروں گی میں تمہارے قانون کو نہیں مانتی میں نے ہیکل کے اندر رہ کر تمہارا اندرونی چہرا دیکھ لیا ہے پھر دنیا نے دیکھا کہ اس دور کے ملاؤں نے مریم کو گالی دی کہ لقد جئت شيئا فريا(9-27) یعنی تو نے عجیب نسل کا بچہ لایا ہے یعنی وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا(4-156) یعنی ہیکل کی کافر مذہبی پیشوائیت نے مریم پر بہتان عظیم بھی باندھا مطلب کہ مریم کی اپنے دور کی مذہبی پیشوائیت سے بغاوت اللہ کے نزدیک یہ اسکی میرٹ تھی جس کو صوفیا کی مخفی کانفرنس کی صدارت کرنے والا قطب الاقطاب صاحب قبول نہیں کر رہا اس کے نزدیک برتری کے عہدے نسل پرستی کے بنیاد پر دینے چاہئیں دنیا میں قوموں کے زوال کی تاریخ کو کھنگالا جائے گا تو وہاں آپ کو میرٹ کے مقابلہ میں نسل پرستی اور اٰل پرستی ہی میں اس کے اسباب نظر آئیں گے۔ یہی بات اسلام میں امامت کے نام پر داخل شدہ بہروپیوں نے جو فقہیں تیار کیں انہیں نکاح اور شادی کیلئے انہوں نے کفو یعنی برابری کو ضروری قرار دیا۔ قرآن حکیم کی تعلیم اور فلاسفی پر اگر غور کیا جائے گا تو آپ کو اللہ کی ترجیحات ساری کی ساری میرٹ پر ہی نظر آئیں گی۔ غور فرمایا جائے

کہ موسیٰ کا اپنی قوم کو کہنا کہ پرندوں کے گوشت کے بجاء تمہارا زمین کی ترکاریوں لہسن ککڑی دال پیاز کا مطالبہ کرنا یہ تو میرٹ کا قتل ہے (61-2) اللہ کا فرمان کہ وَلأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ (2-221) یعنی اگر کوئی لونڈی نہایت حسین اور دل پسند ہو اگر وہ مشرکہ ہو تو اس کے مقابلہ میں مؤمنہ لونڈی بہتر ہے خواہ وہ اتنی حسینہ نا بھی ہو، اس طرح بندہ مرد بھی جو مؤمن ہو خواہ شکل و صورت میں سادہ کیوں نہ ہو وہ مقابل حسن والے بندہ کے جو اگر غیر مؤمن ہو تو مؤمن سادہ شکل زیادہ بہتر ہے اس لئے کہ سوال اقدار اور میرٹ کا ہے ترجیح شکل شباہت کے بجاء کسی کی امن و ایمان کے ساتھ صاحب خوش خصلت ہونے پر دیجائے گی۔

میں اس مقام پر ایک خاص نکتہ کی طرف قارئین کی توجہ مبذول کرائوں گا کہ اہل تصوف صوفی لوگ کوئی کم عقل اور بیوقوف لوگ نہیں ہیں جو وہ نسلی تفاخر کو خواہ مخواہ میرٹ کے مقابلہ میں بہتر سمجھتے ہیں اصل بات ان لوگوں کی اللہ کے علم وحی سے جنگ کی ہے علم وحی سے نفرت کی ہے ان اہل تصوف کو صرف اور صرف علم وحی کے نظریہ معاشی مساوات سے نفرت ہے اہل تصوف اور ان کے ان داتا عالمی استحصالی سامراج کی جنگ قرآن کے نظریہ وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَى (53-39) سے ہے یعنی محنت میں جو عظمت ہے نکمے لوگوں کو کمانے والے طبقہ کی اس پیداوار میں نسلی تفاخر پر نذر و نیاز لینے کا کوئی حق نہیں ہے یہ صوفی ازم کے نام پر لٹیرے لوگ اپنی ناجائز لوٹ کھسوٹ کو نسل پرستی میں چھپانا چاہتے ہیں ورنہ غور کیا جائے کہ پاکستان کی تاریخ میں جن دنوں چودھری شجاعت تین ماہ کیلئے وزیر اعظم ہوا

تھا ان دنوں اسلام آباد میں امریکی سفارت خانہ کے اخراجات سے عالمی صوفی کانفرنس منعقد کرائی گئی تھی کوئی بتائے کہ امریکہ کو کیا ضرورت پڑی ہے جو وہ اپنی نو آبادی قسم کی کالونیل قسم کی قوموں اور ان کے ملکوں میں تصوف کی کانفرنس کرا رہا ہے بعینہ امریکن طرز پر مملکت پاکستان بھی اپنی نو آبادی اور کالونی سندھ میں بھٹ شاہ شہر میں صوفی ازم کی تعلیم کی یونیورسیٹی قائم کر چکا ہے کون اس پسمنظر میں صوفی ازم کی ترقی کی مہم جو سندھ میں شروع کی گئی ہے اسکو نہیں جانتا یہ سارے ڈرامے فلسفہ استحصال کے مختلف چیپٹر ہیں صوفیا کی جانب سے نسل پرستی کی فضیلتوں کی آڑ میں حکومت پاکستان کی سیاسی تدبیرات کی تھنک ٹینک کی ترجیحات میں بالخصوص سندھ کے اندر وزیر اعلیٰ کی پوسٹ کیلئے کسی نہ کسی گلے سڑے سید کی تلاش میں ہوتی ہے ان کی اس ٹیکنالاجی سے ثابت ہوتا ہے کہ اس تھنک ٹینک کے نزدیک پاکستان میں میرٹ کی حوصلہ افزائی کے بجاء اہل تصوف کے ہتھیار نسل پرستی سے لوٹ کھسوٹ کو کامیاب بنانا ہے ان کا یہ عمل کھلم کھلا پاکستان کی ترقی اور استحکام کے رنگ میں بھنگ ملانے کے سواء کچھ بھی نہیں ہے تھنک ٹینک کی ایسی ٹرمنالاجی خود پاکستان کے وجود کو بھی مہنگی پڑے گی ساتھ ساتھ نسل پرستی کی آڑ میں ان صوفیا نے قرآنی تعلیم براء انسانی آزادی کو غلامی میں بدل کر پھر سے انہیں جعلی تقدس کے جبہ پوشوں کے آگے سر بسجود کر لیا ہے۔ معاف فرمایا جائے میں اس مضمون میں ملک ترکی کے شہر لستم پوخ کے اندر صوفیاء کی مخفی عالمی کانفرنس میں ان کے قطب الاقطاب کی صدارتی تقریر کی روشنی میں صوفی ازم یا تصوف کی خدا اور قرآن سے جنگ کے ثبوت پیش کر رہا ہوں۔ آپ نے تقریر میں پڑھا کہ قطب الاقطاب صاحب نے

فرمایا کہ اہل بیت کے خادموں کو چیلنجز تو ہر دور میں پیش آئے ہیں۔ سقوط قاہرہ ہو یا سقوط الموت، عباسی بغداد کا زوال ہو یا ملتان کی ولایت کا خاتمہ ہم نے بحران کے ہر لمحہ میں کام کا نیا میدان ڈھونڈ نکالا ہے۔ ذرا غور کیجئے! کیا کسی کے حاشیہ خیال میں بھی یہ بات آتی تھی کہ امویوں کی باجبروت حکومت کا تختہ الٹا جا سکتا ہے۔ ہم نے اس کام کے لئے ایک طرف تو آل عباس کے علم کو ایستادہ کیا اور دوسری طرف شمالی افریقہ سے آل فاطمہ کے چاہنے والوں کو منظم کر کے قاہرہ میں لا بٹھایا۔ عین عباسی سرپرستی میں آل بویہ کے پھلنے پھولنے کا موقعہ فراہم کیا۔ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ عباسی فاطمی اور اموی تینوں متبادل خلافتیں بالآخر ہمارے افکار و نظریات اور عزائم کا توسیعہ بن گئیں اور جب سیاسی نظام کو سنبھالنا ہمارے لئے ممکن نہ رہا تو ہم نے روحانی خلافت کے تار و پود تیار کیے۔ دیکھتے دیکھتے درپردہ ایک ایسی غیر محسوس ہیکل حاکمیت قائم کر دی کہ اس کے اثر سے اب دنیا کا کوئی خطہ اور مشرق و مغرب کی کوئی حکومت پوری طرح آزاد نہیں۔

قطب الاقطاب کی تقریر کا یہ جملہ کہ "اہل بیت کے خادموں کو چیلنج تو ہر دور میں پیش آتے ہیں۔ یہاں اصطلاح اہل بیت سے اسکی مراد جو بھی ہو، سو ہو لیکن بیت رسول میں کوئی بھی لڑکا کوئی بھی بیٹا کوئی بھی نرینہ ممبر نہیں ہے سواء اکیلے مرد خود رسول کے اور آیت میں اسکی وجہ سے عنکم جمع مذکر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ محمد علیہ السلام کے گھر میں صرف اسکی بیویاں ہی ہیں صرف انہیں کو ہی قرآن میں اہل بیت نبی کہا گیا ہے حوالہ ملاحظہ ہو (33-32-33) آیت کریمہ (33-33) میں چھ عدد جمع مؤنث کے صیغے استعمال کئے گئے ہیں جو سب کے سب ازواج رسول کے لئے ہی تعلیم و تربیت کی

خاطر استعمال ہوئے ہیں اس حقیقت کا ثبوت خود اسی آیت مین موجود ہے وہ یہ کہ لیذھب عنکم الرجس اہل بیت یعنی اے اہل بیت اللہ چاہتا ہے کہ آپ سے ناپاکی کو دور کرے وہ ناپاکی تو وہ ہے جو علم حدیث بنانے والوں نے اپنی روایات میں خود جناب رسول علیہ السلام کی ذات اقدس کے خلاف اور صرف ازواج رسول امہات الؤمنین کے خلاف گالیاں دی ہیں ان روایات کی تعداد تو بہت ہے لیکن میں صرف دو عدد حدیثوں کے حوالے لکھ رہاہوں ایک حدیث کتاب بخاری اندر کتاب الطلاق کی چوتھی حدیث جو نیہ والی دوسری حدیث کتاب الاٰثار سے جو تالیف ہے امام ابی حنیفہ نعمان بن ثابت کی بروایت قبلۃ الصائم ومباشرتہ۔ مطلب کہ قطب الاقطاب کے فرمائے ہوئے جملہ اہل بیت کے مفہوم اور معنی میں جناب رسول کی بیٹی فاطمہ اس کے دو بیٹے حسن و حسین اور جناب رسول کے داماد اگر مراد لئے جائیں گے تو سوال پڑتا ہے کہ جناب رسول کو قرآن حکیم کے بتانے کے مطابق (33-59) فاطمہ کے سواء اور بھی بیٹیاں ہیں اور، اور بھی داماد ہیں نیز ان کی بھی اولاد سو وہ سب کیوں اہل بیت میں شمار نہیں کئے جاتے۔ اس لئے اگر بقول قطب الاقطاب اہل بیت کے خادموں کو چیلنج تو ہر دور میں پیش آئے ہیں۔ یہاں میری صرف اتنی گذارش ہے کہ اگر اصطلاح اہل بیت کی غلط معنی کی جائے گی تو علمی لحاظ سے باز پرس اور چیلنج تو ہوں گی اگر صوفیا لوگوں کو خواہ مخواہ بھی اہل بیت کی معنی و مفہوم میں جنابہ فاطمہ اور اسکے شوہر اور دو بیٹے اہل بیت رسول میں شامل کرنے ہیں تو اس علمی معاملہ میں ہر ایک کو حق پہنچتاہے کہ امام یعقوب کلینی کی کتاب الکافی کی کتاب میلاد ائمہ باب میلاد فاطمہ کے اندر جو فاطمہ کا نو سال کی عمر میں نکاح اور دسویں سال

میں جو اسے دو عدد بیٹے حسن اور حسین دئے گئے یہ تو ہیں وہ قرآن حکیم کے قانون پیدائش (30-30) کے خلاف ثابت ہوتے ہیں اس لئے خدام اہل بیت کو قرآن حکیم کے فریم میں رہتے ہوئے اپنے علوم اور نظریات کو درست کرنا ہوگا۔ اور ایسی علمی چیلنجز پر واویلا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

قطب الاقطاب صاحب کی تقریر کے اگلے جملے

سقوط قاہرہ ہو یا سقوط الموت، عباسی بغداد کا زوال ہو یا ملتان کی ولایت کا خاتمہ ہمنے بحران کے ہر لمحہ میں کام کا نیا میدان ڈھونڈ نکالا ہے۔
معزز قارئین کی خدمت میں عرض ہے کہ قطب الاقطاب صاحب کھلم کھلا اعلان کر رہا ہے اعتراف کر رہا ہے کہ جناب رسول علیہ السلام کی جانب سے جس قرآنی انقلابی حکومت کا سنگ بنیاد ہجرت کے ساتھ ہی مدینۃ المنورہ میں قائم کیا گیا تھا بعد ازاں وہ قرآنی حکومت جاء نشین خلافت قریش خلفاء کے ماتحت سال 133 ہجری تک قائم اور جاری رہی جن قریش حکمرانوں کو قرآن مخالف اتحاد ثلاثہ یہود مجوس و نصاریٰ نے ازروء نفرت و تعصب اور جذبہ انتقام کے تحت تبرائی نام بنوامیہ علم تاریخ میں تھوپ دیا ہے ورنہ عربوں کے نسلی اور نسبی سلسلوں میں "بنوامیہ" کوئی نام اور خاندان نہیں ہے یہ صرف خلفاء رسول علیہ السلام جو جملہ اہل قریش میں سے تھے ان کو انقلاب دشمنوں نے جعلی سلسلہ انساب میں بطور گالی کے یہ نام دیا ہے جسطرح ایک خلیفہ اور صحابی رسول جو ان مخالفوں کی تاریخ کے مطابق جناب رسول کا رشتہ دار تھا اور جناب رسول اس کے بہنوئی بھی تھے اسکا نام انہوں نے معاویہ مشہور کیا ہوا ہے جس کی معنی ہے کتے کی بھونک سوچا جائے کہ ایسا نام

جو کوئی بھی باپ اپنے بیٹے پر نہیں رکھ سکتا سو لفظ بنو امیہ کی معنی ہے بن باپ کے صرف ماں کی اولاد، اس گالی کو ہر کوئی سمجھ سکتا ہے میری اس دعویٰ کا ثبوت یہ ہے کہ قریش جاء نشینان رسول کو امت کے ایک بڑے حصہ کا گالیاں دینے کا سلسلہ آج تک رکا نہیں ہے جو تاہنوز جاری ہے سو مخالفین انقلاب قرآن یعنی مخالفین انقلاب رسالت نے فلسفہ ختم نبوت کے تحت قائم شدہ حکومت کی جڑیں اکھیڑنے کیلئے خود قرآن سے یہ راز اچک لیا کہ سلسلہ نیابت و خلافت کو بجاء میرٹ کے، میراث کے استحقاق سے جو خلاف ہدایت قرآن ہے)(2-124) مشہور کرکے منوایا جائے پھر رسول کی جاء نشینی کیلئے جو قرآن میں اللہ نے فرمایا ہے کہ میں اللہ اعلان کر رہا ہوں کہ نبوت کی مشن کو آئندہ اہل لوگ خود چلائیں اور یہ مشن خواہ مخواہ موروثی بنیادوں پر نہ چل سکے گی اس لئے میں محمد علیہ السلام کو کوئی نرینہ اولاد نہیں دے رہا میرا محمد جو میری طرف سے آخری نبی ہے یہ کسی سے ڈرنے والا نہیں ہے ویسے بھی انبیاء اور رسل کیلئے ان کے انتخاب کیلئے میرے پاس ان کی میرٹ کا معیار آپ نے اگلی آیت میں بخوبی سمجھا کہ رسالت کے بلاغ کیلئے رسالت کی مشن کی میراث کے اہل اور مستحق وہ لوگ ہیں جو الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ وَكَفَى بِاللَّهِ حَسِيبًا (33-39) یعنی جو لوگ اللہ کے سواء کسی کا خوف نہ رکھتے ہوں، تقیہ کا عقیدہ نہ رکھتے ہوں تقیہ کا عقیدہ رکھنے والے لوگ محمد علیہ السلام کے وارث نبوت کے وارث آل اہل اور ساتھی نہیں ہوسکتے جناب محمد علیہ السلام کی وراثت اور معیت کا دم بھرنے کا اعزاز اور استحقاق اللہ نے صرف ان لوگوں کیلئے مخصوص بتایا ہے جو مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاء عَلَى

الْكُفَّارِ رُحَمَاء بَيْنَهُمْ (48-29) یعنی محمد علیہ السلام اور اس کا ساتھ دینے والے اصحاب کفار پر سخت ہوں گے اور آپس میں رحماء یعنی ایک دوسرے پر مہربان ہوں گے۔

مہربان قارئین! اس آیت کریمہ نے علم حدیث کی مشاجرات صحابہ سے متعلق جملہ روایات کو یکلخت ٹھکرادیا ہے بلکہ قرآن حکیم نے تو اصحاب رسول میں سے ہونے اور نہ ہونے کی کسوٹی بھی سمجھادی!!! ہر کوئی جا کر قرآن کے ان معیارات پر غور کرے۔

محترم قارئین! صدر جلسہ قطب الاقطاب کے خطاب میں اسکا یہ فرمانا کہ سقوط قاہرہ ہو یا سقوط الموت، عباسی بغداد کا زوال ہو یا ملتان کی ولایت کا خاتمہ ہم نے بحران کے ہر لمحہ میں کام کا نیا میدان ڈھونڈ نکالا ہے۔

اس سے ثابت ہو گیا کہ ان کی جو جنگ اللہ اور اسکی کتاب قرآن سے ہے وہ بھی اس لئے کہ قرآن کی دعوت نسل پرستی کے سخت خلاف ہے پھر ان لوگوں نے جو خلفاء قریش کے مقابلہ میں دوعدد جعلی نسل جعلی آل رسول کے نام سے تجویز کر کے خلافت کی مسند آل کے ورثہ کے طور پر قریش سے چھیننی چاہی ہے جس سے پھر یہ سازشی لوگ آرٹیفیشل آل رسول کی معرفت بجاء قرآن کے من گھڑت اور خلاف قرآن علم حدیث کے فلسفہ کی روشنی میں ایسی حکومت قائم کریں جس میں قبل از نبوت کی رسم غلام سازی کو پھر سے بحال کریں عورتوں کو پھر سے بازار کا سودا بنائیں جاگیر داری اور سرمایہ داری کو پھر سے رائج کریں مطلب کہ اس قسم کی استحصالی کلاسیفکیشن پر مبنی معاشرت قائم کرنے کے لئے انہوں نے قرآنی انقلابی حکومت کو قریش سے چھیننے کے لئے عباسی اور علوی ناموں کی آل رسول تیار کی پھر اس

فرضی اٰل رسول اہل بیت رسول کے استحقاق خلافت کی خاطر خاتم الانبیاء کی جاء نشینی کے لئے اصحاب رسول میں آپس کے اختلافات اور استحقاق کی جنگ کے کئی جھوٹے قصے گھڑے گئے وہ بھی اس حد تک جو اصحاب رسول پر کئی من گھڑت الزام لگائے گئے کہ وہ دولت اور اقتدار کی خاطر آپس میں لڑ پڑے اور جناب رسول کی میت کی تجہیز و تکفین و تدفین بھی بھول گئے یہ خرافات اتنی حد تک کیں جو رومی نے بھی الزام لگایا کہ

چوں صحابہ حب دنیا داشتند
پیغمبر خود را بے گور و کفن اند اختند

اس قسم کے جھوٹے قصوں اور جعلی فضیلت اٰل رسول کے فلسفہ کو عام کرنے کیلئے پھر ایسی آر ٹیفیشل اٰل کے ساتھ فرضی لڑائیاں کرنے کے خلاف قراٰن جھوٹے قصے بھی بنائے گئے جن میں اٰل رسول کا قاتل جناب رسول کی تیار کردہ ساری انقلابی جماعت کو قرار دیا گیا پھر مظلومیت اٰل رسول کے قصے مرثیے نوحے گھڑے گئے جو اٰل، رسول کو اللہ نے دی بھی نہیں تھی یہ سب تعزیے عزاداریاں سویم چہلم عاشورے اور سال بسال خلاف قراٰن ماتم (3-153)(57-23) ٹوٹل اس خاطر ایجاد کئے گئے جو، ان سے شکست فارس کے انتقام کی آگ کے آتش کدہ کو ہر وقت ایندھن ملتا رہے سندھ میں تصوف اور نسل سادات کی عظمت کا علمبردار مشہور سندھی لیڈر جی ایم سید تھا میں نے اس سے پوچھا کہ آپ شیعہ و سنی تصادم کو کس نظر سے دیکھتے ہیں جواب میں انہوں نے بتایا ان دونوں فرقوں کو مذہب کے نام سے مشہور تو کیا گیا ہے لیکن ان کی اصلی حقیقت یہ ہے کہ فارس اور عرب کی جو آپس کی سیاسی رقابت اور کشمکش تھی اور ہے اسے مذہبی نام دیکر اس

سے لڑا جارہا ہے یعنی اس کے علاوہ ان دونوں محاذوں کی کوئی مذہبی حیثیت نہیں ہے۔

لیکن جی ایم سید کے اس نظریہ کے مقابلہ میں اس قطب الاقطاب کی فکری رینج کے ڈانڈے یونان کے پہلے تصوف ساز دانشوروں سے بھی ملتے ہیں جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کو ملے ہوئے علم وحی کے مقابلہ میں صوفی ازم تیار کیا تھا جس کا علم وحی کے بتائے ہوئے نظریہ ذاتی ملکیت کی نفی (219-2) اور معاشی مساوات کے نظریہ (41-10) سے صرف فارس تک محدود تصادم کے بجاء قرآن کا عالمی سامراج سے مقابلہ ہے۔

سو قطب الاقطاب کا جو یہ کہنا ہے کہ سقوط قاہرہ، سقوط الموت، سقوط بغداد، سقوط ولایت ملتان کے بعد بھی ہم نے ان بحرانوں کے ہر لمحہ میں کام کا نیا میدان ڈھونڈ نکالا ہے۔

اس سے صاف صاف یہ ثابت ہوا کہ عالمی صیہونیت عالمی استعمار۔ فری میسن یہ سب انڈر گرائونڈ یا اوپن تحریکیں علم وحی کے ہدف کان الناس امۃ واحدۃ (2-213) یعنی وحدت انسانیت کے خلاف ان کے محاذ ہیں ان کے مورچے ہیں بظاہر یہ بقول ان کے قاتلین آل رسول بنو امیہ سے لڑنے کے لئے ان کے یہ محاذ تھے ورنہ حقیقت میں ان کی اصلی جنگ تو قرآن کے فکری اور نظریاتی منشور سے تھی اور ہے قرآن کی انقلابی حکومت سے تھی جس کو اصحاب رسول اور ان کے تابعین قریش لوگ 133 ھجری تک قائم کرتے آرہے تھے۔ ورنہ آل تو ایک تصوراتی چیز ہے جس کی حقیقت کا قرآن نے انکار کیا ہے۔ ان قریش کی لڑھی میں صرف ایک خلیفہ عمر بن عبدالعزیز غدار پیدا ہوا جس نے قرآنی نصاب تعلیم کے منشور کی وحدت کو توڑ کر اس

میں علم حدیث کو شامل کرنا چاہا دویم اسنے بصرہ کی فوجی چھاونی جو خلیفہ دوم نے قائم کی تھی اس نظریہ کے تحت کہ عربوں پر اگر فارس حملہ آور ہو تو ہمارا دفاعی مورچہ پہلے سے موجود ہو ویسے خلیفہ دوم کا یہ نظریہ مصر کے حسین ہیکل نے اپنی کتاب میں جو اس نے خلفاء کی سیریز کے سلسلہ میں خلیفہ دوم پر لکھی ہے اس میں لکھا ہے کہ فارس کی تخت گاہ قادسیہ کے فتح کے وقت فاتح جنرل سعد بن ابی وقاص نے عمر کو خط لکھا کہ میں نے شاہ فارس کے تخت پر قبضہ کر لیا ہے وہ اپنے خاندان سمیت اپنے ملک کے مشرقی علائقوں کی طرف بھاگ گیا ہے میرے لئے آپ کا کیا حکم ہے شاہ فارس کا پیچھا کروں یا یہیں رک جاؤں یا واپس آجاؤں؟ حسین ہیکل نے عمر کا جوابی خط کچھ اس طرح کا لکھا ہے کہ ہم کسی ملک و قوم کی زمین پر قبضہ کرنا نہیں چاہتے ہم یہ چاہتے ہیں کہ خدا ہم عربوں اور فارس کے درمیان کوئی آگ کا بند باندھ دے جو نہ وہ ہماری طرف آسکیں نہ ہم ان کی طرف جا سکیں ہم صرف عرب قبائل کی حدود تک اپنی سرحد کو محفوظ بنانا چاہتے ہیں۔ بہر حال اس مقصد کیلئے جو چھاونی خلیفہ دوم نے بصرہ میں قائم کی تھی عمر بن عبدالعزیز نے اسے ختم کر دیا جو اس میں بھی عربوں کا نقصان اور مستقبل میں فارس کا فائدہ تھا۔ میرے خیال کے مطابق مسلم تاریخ نویسوں نے جو جملہ خلفاء قریش یا بقول ان کے خلفاء بنو امیہ کے خلاف بہت کچھ مذمت میں لکھا ہے اور ان میں سے صرف ایک عمر بن عبدالعزیز کو پارسا اور فرشتہ بنا کر پیش کیا ہے اس سے قارئین لوگ لکھاریوں کے اپنے نقطہ نظر اور مسلک کو بھی سمجھ گئے ہوں گے اور عمر بن عبدالعزیز کی تعریفوں کی اصل وجوہات کو بھی سمجھ گئے ہوں گے۔

مطلب کہ قطب الاقطاب کی تقریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کی قائم کردہ قرآنی انقلابی حکومت جس کو مؤسسین انقلاب جن کو قرآن حکیم نے محمد الرسول اللہ والذین معہ سے تعبیر فرمایا ہے یعنی جناب رسول اور اس کے ساتھی اور ان کے تابعین۔ (48-29) وہ سنبھالے ہوئے چل رہے تھے ان کو میں نے قریش اس لئے قرار دیا ہے کہ علم روایات نے ان کو بہت گالیاں دی ہیں اس لئے ان کی گالیوں سے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہ قریش ہی ہو سکتے ہیں جو کہ حاملین قرآن لوگ ہیں انقلاب دشمنوں کی آنکھوں میں ہمیشہ چبھتے رہتے ہیں۔ ان کی قائم کردہ قرآنی حکومت کو توڑنے کیلئے قطب الاقطاب فرماتا ہے کہ سقوط قاہرہ یعنی باطنی فاطمیوں کی حکومت جن کی باقیات حسن بن صباح تھا جس نے فارس کے جنوب مغرب میں قلعہ الموت کے اندر جنت بنائی تھی اور بھنگ بوٹی کی دریافت سے عشق میں ناکام لوگوں کو تلاش کر کے انہیں بھنگ پلا کر انکی محبوباؤں کو جو پہلے سے اغوا کر کے جنت میں سجا کر بٹھائی ہوتی تھیں ان کے ساتھ عاشقوں کو ملایا جاتا تھا پھر ان کی یہ ملاقات ایک پلاننگ سے ناتمام اور ادھوری ہوتی تھی جو انکی محبوبائیں خفیہ حکم سے عاشقوں کو نشہ آور مشروب پلاتی تھیں اور دوران غشی کے عاشق کو باہر دور لے جایا جاتا تھا پھر جب وہ ہوش میں آتا تھا تو اسے کہا جاتا تھا کہ یہ ہمارے حضرت کی برکت سے دعا سے آپ جنت میں گئے تھے جس جگہ آپکی محبوبہ حور بنکر رہائش پذیر ہے جسے تو خود اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آیا اور ملاقات بھی کر کے آیا ہے اب بھی حضرت جی (حسن بن صباح) کی دعا سے آپ اپنی محبوبہ سے دائمی وصال کے لئے جنت میں پہنچ سکتے ہیں یہ سب اس صورت میں ہو سکے گا جب تو

حضرت امام کے احکام کی تعمیل کرے گا۔ پھر یہ بانیء بہشت بمقام قلعہ الموت حسن بن صباح ایسے عاشق لوگوں کو کئی فلسفیانہ باتوں سے اپنا تابع بناتا تھا اور جب اسے اپنا مکمل مطیع سمجھتا تھا تو اسے کسی مسلم فوجی سپہ سالار کو قتل کرنے کی ڈیوٹی لگاتا تھا جس کے لئے اسے وہ مطلوبہ ساری سہولتیں بھی فراہم کرتا تھا اس طرح حسن بن صباح نے جو کہ خود مجوسی اور یہودی فلاسفی کا ملغوبہ نظریہ امامت رکھتا تھا جس کے اصل مقاصد عام لوگوں سے مخفی رکھے جاتے تھے مطلب کہ یہ باطنی فرقہ کا ایک پیر اور امام مشہور ہے جس نے اپنے خود کش فدائین کے ہاتھوں اسلامی تاریخ کے کئی نامور فوجی جرنیل حکمران اور علماء قتل کرائے تھے۔

قطب الاقطاب اپنے اس صدارتی تقریر میں بڑے لطیف پیرایہ میں ہمدردی کے لئے بنائی ہوئی تعزیتی اصطلاح "سقوط" کا لفظ استعمال کر گیا ہے یہی صدمہ اسے جسطرح فاطمی حکومت کے زوال کا ہے اس طرح الموت کے بانی حسن بن صباح کے زوال و سقوط کا بھی ہے نیز ساتھ میں اسے عباسی حکومت کے زوال کا بھی صدمہ ہے اور ساتھ میں اسے اللہ کی جانب سے نبوت کی قائم کردہ مشن کو ناکام بنانے کیلئے ان صوفیاء نے ولایت اور اولیاء کی جو تحریک چلائی تھی جس کے لئے پیری مریدی اور خانقاہیت کے ہتھکنڈوں سے نسل پرستی اٰل پرستی کے سلسلہ سے اسکی آبیاری کرنی تھی جو یہ ہنر بھی حسن بن صباح کے فلسفہ کی ایجادات میں شامل تھا اس کے مرکز قلعہ الموت کے زوال اور سقوط کا بھی صدمہ ہے اسلام کے اندر جو شروع میں یونانی تصوف کو نیاماڈل دیکر حسن بصری اور امام طبری اور امام زہری نے مجوسیت کو اسلام میں مرج کر کے اسلام کا چہرہ ہی مسخ کر دیا اس پراسیس میں دو کام کئے

گئے جن کے ذریعے نبوت کی تحریک اور مشن کو ملیامیٹ کر دیا۔ ایک امامت کے نام سے دوم ولایت کے نام سے امام کیلئے جناب رسول کو نسلی حوالے سے فرضی آل دی گئی جس کا قرآن حکیم نے صاف صاف انکار کیا ہے (33-40) جس کے لئے قرآن نے قانون سمجھایا کہ آل باپ دادوں کی ددھیال کے نسب سے بنتی ہے ننھیال سے نہیں بنتی (33-5) قرآن کی اس وضاحت کے باوجود صوفی ازم کی تحریک نے ڈٹ کر قرآن کا مقابلہ کر کے جھوٹی حدیثوں سے جناب رسول کو فرضی نواسگانی آل چمٹادی ہے جس کے نام سے چہار امامی اہل سنت کے نام سے شیعے لوگ اور دوازدہ امامی جعفری شیعے لوگ مجوسیت سے آگ کی پوجا والی نماز کو اسلامی کیمپ میں امپورٹ کر کے لے آئے اس میں قعدہ کے وقت خلاف قرآنی التحیات کے بعد خلاف قرآن درود آل محمد کو متفقہ طور پر سنی شیعہ لوگ پڑھتے رہتے ہیں باوجود اس کے کہ شیعہ سنی آپس میں بھی اتنے تو ٹکرے ہوئے ہیں جو عالمی سامراج اپنے اسلحہ کو کھپانے کیلئے ان دونوں فرقوں کی عداوت سے اسلحہ سازی کی صنعت کو حصول دولت کا ذریعہ بنا کر امیر ہو گیا ہے۔ اس فتح کا بھی قطب الا قطاب نے اپنی صدارتی تقریر میں فخریہ اعلان کیا ہے کہ انہوں نے گویا قرآن کو بھی شکست دی ہے سو جناب قارئین! حدیث ساز امامی مشن نے تصوف اور صوفی ازم کا جو پلیٹ فارم بھی سامنے لایا ہے بلکہ آپ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ صوفی ازم نے جو حدیث سازی کے ذریعے امامت اور ولایت کے دو اسکول، انسانی فلاح کیلئے نبوت کی خداوندی تحریک اور مشن کے مقابلہ میں لائے تھے ان کے ان اداروں نے قرآن کے آگے جو بند باندھے ہیں وہ اس میں بھی کامیاب ہو گئے ہیں جو مدینۃ الرسول کی مسجد نبوی کے ستونوں پر بھی آجکل آل محمد کے نام

لکھوائے گئے ہیں جو اُل نبی کو اللہ کی جانب سے دی ہی نہیں گئی تھی قارئین لوگ اگر کتاب فری میسنری اسلام دشمن خفیہ تنظیم "تصنیف بشیر احمد تاریخ اشاعت 2001ع ناشر عبدالرشید اسلامک اسٹڈی فورم راولپنڈی پڑھکر دیکھیں جس میں خلافت ترکیہ کے زوال میں ملک ترکی میں رقاص بکتاشی صوفیوں کی فری میسن سے ملی بھگت اور روابط کے کئی حوالے ملیں گے جس کتاب میں ان ناچو صوفیوں کے عقائد پر لکھا ہے کہ یہ لوگ ایک خاص طرز کی امامت کا تصور پیش کرتے تھے اس فرقے کا بانی حاجی بکتاش ولی تھا جو 1281ع میں خراسان سے اناطولیہ آیا تھا ڈاکٹر جے۔کے برج لکھتا ہے کہ بکتاشیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت محمد علیہ السلام اور حضرت علی دونوں اللہ کے مظاہر خاص تھے اور حضرت محمد اور حضرت علی در حقیقت ایک ہیں اور ایک ہی ہستی کے دونام ہیں انہوں نے 1906ع میں یورپی طاقتوں کے ایماء پر البانیہ میں ایک بکتاشی اسٹیٹ بنانے کی بھی کوشش کی تھی لیکن کامیاب نہ ہوئی۔

جناب قارئین! آپ نے قطب الاقطاب کی تقریر کے ان جملوں پر غور کیا؟ جن میں وہ سقوط قاہرہ سقوط الموت، سقوط عباسی بغداد اور سقوط ملتانی ولایت پر بڑی ہوشیاری سے عزاداری کرتے ہوئے اپنے نئے محاذوں پر اپنی تحریک جاری رکھنے کا حوصلہ دیتا جا رہا ہے، مجھے قارئین کی توجہ اسطرف مبذول کرانی ہے کہ قطب الاقطاب کی ان باتوں سے ثابت ہو گیا کہ فاطمی خلافت، عباسی خلافت، حسن بن صباح کی قائم کردہ بیعت کے ذریعہ پیری مریدی کی خانقاہوں کے ذریعے لوگوں کو ذہنی غلام بنا کر علم وحی سے باغی بنانا مقصود تھا وہ بھی نسل پرستی کے حربوں سے اور اس کے اس بہشتی قلعہ

الموت سے خانقاہیت کے حربوں کی پیداوار ولی سازی، اولیاء سازی پھر ولایت کے اسکول کی باطنی علوم کی باطنی خلافت کے تیار کردہ خلاف قرآن اولیاء اور ولیوں کی گینگ کو برصغیر میں بھیج کر انکا مرکز ملتان میں بنا کر پھر دلی لاہور ڈھاکہ مطلب کہ ساری مشرق بعید میں قرآنی اسلام کی جگہ خانقاہی، باطنی، روایاتی امامی اسلام کو علم وحی کا متبادل اسلام دنیا کے سامنے پیش کرنے کی سازش کا قطب الاقطاب کی تقریر میں مکمل اعتراف ملتا ہے۔

روح اسلام

جناب قارئین! باطنی اسلام تو ایک فراڈ ہے دھوکہ ہے بلکہ روحانیت کے نام سے بے علم لوگوں کو پیری مریدی کے جھانسوں میں پھنسانے کی ایک سازش ہے یہ باطنی علم تو امامی روایات کی پیداوار ہے باطنی اور روحانی فیض کے انہوں نے دو عدد اسکول بتائے ہیں ایک خانقاہیت دوسرا، اویسیت، خانقاہی سلسلہ میں جو کہ حسن بن صباح نے شروع کیا تھا اس میں باطنیت کے روٹ سے جو تعلیم دی جاتی تھی وہ ذکر اذکار و وضائف کی آڑ میں لوگوں کو قرآن سے دور کرنا ہوتا تھا اس باطنی تعلیم کے بھی کئی جدا جدا اسکول بن گئے جن میں سے قادری، چشتی، نقشبندی، سہر وردی، وغیرہ وغیرہ میں نے عزیز احمد صدیقی مرحوم کو کہا کہ آپ نے لکھا ہے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نے اپنی نوے سالہ ضعیف العمری اور پیرانہ سالی کی عمر میں گورنر اجمیر کو کہا کہ مجھے خواب میں جناب رسول اللہ نے آپ کے لئے پیغام دیا ہے کہ تو اپنی چھوٹی بیٹی میرے نکاح میں دے دے (جبکہ گورنر کی بیٹی کی عمر اسوقت تیرہ چودہ سال تھی) گورنر صاحب خواجہ اجمیری پر ایسے جھوٹے خواب پر کیوں غضبناک نہیں ہوا؟ تو جواب میں اس نے کہا کہ یہ جو حسن بن صباح سے

خانقاہی اور پیری مریدی کا سلسلہ چلا ہے یہ اصل میں اندرونی طور پر مکمل سیاسی تحریک ہے جو شروع انبیاء سے لیکر تاہنوز علم وحی کے خلاف جاری ہے اس جنگ کو عالمی صیہونیت نے جنم دیا ہوا ہے اس لئے اجمیر کا گورنر خواجہ معین الدین کی اہمیت کو سمجھتا تھا حسن بن صباح مذہب کے لیبل میں مکمل سیاسی پسمنظر رکھنے والا آدمی تھا جس نے فاطمی خلافت کے زوال کا بدلہ لینا چاہا ہے یہ درست ہے کہ اسکی مخالف عباسی حکومت بھی کوئی اللہ کے قرآن کی نمائندہ حکومت نہیں تھی لیکن خاندانی اور قبائلی فاصلے بھی آڑے آجاتے ہیں آپنے غور نہیں کیا کہ اموی نامی قریش کی خلافت کے خلاف جعلی آل رسول کے استحقاق کے نام سے جو تحریک چلائی گئی تھی اس کی کامیابی کے بعد تحریک چلانے والے مدعیان آل رسول عباسی اور ہاشمی خود بھی آپس میں ٹکر پڑے تھے اور اقتدار میں بنو ہاشم کو کوئی حصہ نہیں ملا چہ جائیکہ ان کے شجرہ نسب میں جناب رسول کے نوسگان میں سے ہونے کی دعوی بھی شامل کی گئی تھی اور عباسیوں کی آل رسول میں سے ہونے کی دعوی میں ان کے جد اعلیٰ عباس کے رسول کا چاچا بتائے جانے کے ساتھ اسکا اسلام لے آنا بھی وجہ فضیلت میں شمار کیا گیا تھا۔ پھر جو آل رسول نامی تحریک کے فکری اور علمی رہنما اور پشتیبان امام جعفر اور امام ابو حنیفہ تھے اموی نامی قریش خلفاء کی شکست کے بعد اقتدار پر جو غلبہ عباسی آل رسول کو ملگیا ان کی حمایت میں ابو حنیفہ تھے جس کا عقیدہ اور نظریہ آل رسول میں ہونے اور کہلانے کے لئے عباسیوں کیلئے یہ تھا کہ علی الاعلان اور برملا خود کو آل رسول کہلاؤ جو آپ کے ایسے اعلان کے خلاف آڑے آئے اسے تلوار کی کاٹ سے سر تن سے جدا کیا جائے پھر مارکیٹ کی جملہ تاریخوں نے متفقہ طور پر یہ لکھا ہے کہ

عباسیوں نے اقتدار پر قبضہ کرتے ہی اموی خلفاء کے خاندانوں کے خاندان تہے تیغ کرکے ان کی نسل کشی کی پھر اس حنفی شیعت کے نسخہ پر عمل کرنے سے عباسیوں کے پہلے خلیفہ کا لقب سفاح قرار پایا یعنی خون بہانے والا جبکہ انقلاب لانے میں مدعی اٰل رسول کی ہاشمی ونگ کا بھی بڑا نام تھا اور اسکا علمدار اسوقت امام جعفر تھا جو امام ابو حنیفہ کا بھی استاد بتایا جاتا ہے اس نے اپنے شاگرد ابو حنیفہ کے نسخہ کے بجاء دعویٰ اٰل رسول کی علانیہ اظہار سے پہلو تہی کرکے اپنے سلسلہ نسب کو خاص معتمد علیہ ساتھیوں کے سواء عام لوگوں سے چھپائے رکھنے اور تقیہ کے نام سے غلط بیانی اور جھوٹے تعارف سے تحریک چلانے کی حکمت عملی اختیار کی تھی اس وجہ سے اسکے پاس انقلاب کی کامیابی کے وقت اتنا مین پاور اور رجال کار نہیں مل سکے تھے جتنا کہ مدعیان اٰل رسول عباسیوں کو نفری ملی تھی پھر مدعی اٰل رسول کی عباسی ونگ نے اقتدار پر قبضہ کرتے ہی ہاشمی ونگ کو ذرہ برابر بھی حصہ نہیں دیا اسپر ہاشمی ونگ کے سربراہ امام جعفر نے اپنی محرومی پر اعلان کیا کہ ہم دنیاوی ظاہری خلافت کو اہمیت نہیں دیتے ہمیں اللہ نے باطنی خلافت دی ہے جو امامت کے نام سے ہم بجاء اسلامی سلطنت کی حدود کے ہم روء زمین یعنی ساری دنیا کی وسعتوں تک اپنی روحانی امامت چلائیں گے۔ امام جعفر کے اسی نظریہ کی طرف قطب الاقطاب نے لستم پوخ کی مخفی عالمی کانفرنس کی صدارتی تقریر میں اشارہ کرتے ہوئے ایک جگہ فرمایاہے کہ ہم نے بحران کے ہر لمحہ میں کام کا نیا میدان ڈھونڈھ نکالا ہے۔ ذرا غور کیجئے! کیا کسی کے حاشیہ خیال میں بھی یہ بات آتی تھی کہ امویوں کی باجبروت حکومت کا تختہ الٹا جا سکتا ہے ہم نے اس کام کے لئے ایک طرف تو اٰل عباسی کے علم کو

ایستادہ کیا دوسری طرف شمالی افریقہ سے آل فاطمہ کے چاہنے والوں کو منظم کر کے قاہرہ میں لا بٹھایا عین عباسی سرپرستی میں آل بویہ کے پھلنے پھولنے کا موقعہ فراہم کیا۔ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ عباسی فاطمی اور اموی تینوں متبادل خلافتیں بالآخر ہمارے افکار و نظریات اور عزائم کا توسیعہ بن گئیں۔

جناب قارئین! قطب الاقطاب کی تقریر میں جو اموی خلافت کو بھی اسنے اپنے عزائم کے توسیعہ کا معاون بتلایا ہے یہ کلی طور پر تو ایسے نہیں ہوا البتہ اموی خلیفہ عمر بن عبدالعزیز جس کو سامراجی تاریخ نویسوں نے عمر ثانی تک مشہور کیا ہوا ہے یہ آدمی قریش خلفاء میں سے غدار بن کر حکومت کے اندر قرآن کے مقابلہ میں علم حدیث کو نصاب تعلیم میں لانا چاہتا تھا دوم اس نے فارس اور عربستان کے بیچ میں بصرہ کے مقام پر جو خلیفہ ثانی عمر بن الخطاب نے فوج کی چھاونی قائم کی تھی اسے اس غدار خلیفہ نے ختم کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ قطب الاقطاب کی تقریر میں اموی حاکموں کو اپنی مشن کے توسیعہ میں معاون بتانے کی جو اس نے بات سنائی ہے اس سے اسکا اشارہ اسپین میں امویوں کی حکومت 990 ہجری تک چلی تھی اس کے اندر آخری عرصہ تک انکو نصاب تعلیم میں جو خالص قرآن کی تعلیم جاری رہی ہے اس کے آخری سالوں میں کوئی ایک دو صدی یا کم و بیش فقہ شافعی اور مالکی کو قرآن کے مقابلہ میں داخل نصاب کیا گیا تھا جس کی وجہ سے وہاں کی نسل جب امامی علوم کی حامل ہوئی تو وہ فوراً سوشلزم نیشنلزم اور سیکیولرازم کی فطری تعلیم قرآن سے (41-10)-13-49)(12-105) ہٹ کر نیست و نابود ہو گئی۔

میں یہاں قارئین کی خدمت میں قطب الاقطاب کی تقریر میں سے مسلم تاریخ کو اسلام کی تاریخ میں تبدیل کرنے کی حرفتوں سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں نیز اس مسلم امت میں داخل شدہ ان بہروپیوں کی اندر آنے کے بعد ان کی طرف سے جو اسلامی فلاسفی میں مجوسیت یہودیت اور نصرانیت کی پیوند کاریاں کی گئیں ہیں ان کے ایسے اعترافات بھی پیش کرنا چاہتا ہوں ویسے تو ان کے ہاتھوں خلافت قریش جس کو یہ لوگ بطور تبرا کے اور گالی دینے کے حساب سے بنو امیہ لکھتے اور کہتے آرہے ہیں جس کی معنی ہے بن باپ کے پیدا شدہ۔ میرے پاس اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ ان اتحاد ثلاثہ یہود مجوس و نصاریٰ کے حدیث ساز دانشوروں نے جناب رسول علیہ السلام کے ہم قوم اور ہم نسل قریش کو تو انہوں نے بنو امیہ کہا لیکن دشمن رسول واسلام رئیس المنافقین کو اپنی حدیثوں میں انہوں نے عبداللہ بن ابیّ کہا جو نسلا یہودی بھی تھا یعنی اپنے باپ سے پیدا شدہ بیٹا۔

قطب الاقطاب کا دوسرا انکشاف اور اعتراف کہ عین عباسی سرپرستی میں اٰل بویہ کے پھلنے پھولنے کا موقع فراہم کیا۔ اس انکشاف کو تاریخ کے طالب علم سمجھ سکتے ہیں لیکن ایک اور بات بھی ہے جس کو قرآن حکیم کی علمی کسوٹی کے بغیر سمجھنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے وہ یہ ہے کہ عباس نام کا جناب رسول کا کوئی بھی عم اور چچا نہیں ہے وہ اس لئے کہ لفظ عباس عربی لغت میں مبالغہ کا صیغہ ہے لفظ عبس کا اور عبس کی معنی ہے کہ جب اونٹ کا پیشاب اور لید اس کے دم کو لگ جائے پھر وہ دم سوکھ جائے تو اسے عبس کہا جاتا ہے اس لحاظ سے عباس کی معنی ہو گی اونٹ کی لید اور پیشاب سے آلودہ سوکھا چہرہ پھر ایسے نام کیلئے قرآن فرماتا ہے کہ

بِئْسَ الاِسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (49-11) یعنی ایمان لانے کے بعد برے مفاہیم کے نام رکھنا بہت برا ہے (اگر کسی کا ایسا نام اسلام ایمان قبول کرنے سے پہلے کا ہے) تو اس کے لئے بھی حکم ہے کہ وہ اس نام کو بدل کر اچھی معنی و مطلب کا نام رکھے اگر ایسے نہیں کیا جائے گا تو اس طرح کے سارے لوگ یقیناً ظالم ہوں گے۔

ہمارا یہ ایمان ہے کہ جناب رسول علیہ السلام نے قرآن حکیم کے اس حکم پر عمل کرتے ہوئے اپنی جماعت کے سارے ایسے بری معنائوں والے نام تبدیل کر دئے ہوں گے۔ سو اس سے یہ ثابت ہوا کہ اموی نامی خلافت قریش کے خلاف جو آل رسول کے نام سے دو خاندان میدان میں لائے گئے تھے ان دونوں خاندانوں کو عجمی فارس کے ہی بعض قبیلوں کو عباسی ہاشمی کے لیبل سے آل رسول کا خلاف قرآنی شجرہ دیکر قطب الاقطاب کے بڑوں نے انہیں میدان میں لایا ہے۔ اس لئے تو علم حدیث کی روایت سازوں نے منبع آل رسول جناب علیؑ کی سوانح میں لکھا ہے کہ وہ فارسی زبان بولنا جانتے تھے۔ شاید اس لئے کہ وہ ملک فارس کے صوبہ افغانستان میں بھی رہے ہیں اور افغانستان کا شہر مزار شریف بھی جناب علی کی مزار کے حوالہ سے منسوب ہے جو اس کے نام کی اٹھائیس اور بی بی فاطمۃ الزہرا کی چالیس قبریں مشہور کی گئی ہیں میں تو اپنی کئی ساری کتابوں میں ایسے علم حدیث کی روایات پر بندش کا مطالبہ کرتا رہا ہوں۔

میں یہاں قارئین لوگوں کا توجہ قطب الاقطاب کی صدارتی تقریر کے اس اقتباس کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں جس میں وہ فرماتا ہے کہ

"اور جب سیاسی نظام کو سنبھالنا ہمارے لئے ممکن نہ رہا تو ہم نے روحانی خلافت کے تارو پود تیار کئے دیکھتے دیکھتے درپردہ ایک ایسی غیر محسوس ہیکل حاکمیت قائم کردی کہ اس کے اثر سے اب دنیا کا کوئی خطہ اور مشرق و مغرب کی کوئی حکومت پوری طرح آزاد نہیں"۔

جناب قارئین! آپ نے قطب الاقطاب کے ان جملوں پر غور کیا کہ وہ قبول کرتا ہے کہ جب سیاسی نظام کو سنبھالنا ہمارے لئے ممکن نہ رہا۔ مطلب یہ کہ صوفی ازم سے کسی کی حکومت چھینی تو جاسکتی ہے لیکن اس تصوف کے بل بوتے کوئی حکومت قائم نہیں کی جاسکتی اسی خاطر تو عالمی سرمایہ داروں کے کرایوں پر پلنے والے دانشوروں کو صوفی ازم میں لاکر اسے اتنا تو نچائیں اور پلائیں جو وہ اپنی دھرتی کی مالکی اپنے نیشنلزم کو اپنے سوشلزم کو بھول جائیں نہ صرف بھول جائیں بلکہ اسے سنبھال بھی نہ سکیں یعنی ان کی ریاستیں خود بخود عالمی استعمار کی بنجائیں اس کے بعد دھرتی کے اصل مالکوں کا گذارہ دنبورہ اور سارنگی پر دردر پر بھیک مانگنے اور ناچنے سے ہو سکے۔ بعینہ انہیں کیلئے علامہ اقبال نے کہا ہے کہ:

آ تجھ کو بتاؤں میں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر وسناں اول طاؤس ورباب آخر

امریکا نے جو سویت یونین سے آبی گذر گاہوں پر قبضہ کیلئے اپنی جہازرانی کی خاطر جنگ لڑی اس میں پاکستان کا سپاہ اور ملا اور سعودی کی اسامہ کی شکل میں قیادت امریکہ کو کام آئی اب گرم پانی پر قبضہ کے بعد ان کو یہ سوجھی کہ ہالا مٹیاری کے بیچ میں شاہ عبدالطیف کی مزار اور شہر میں صوفی یونیورسٹی قائم کی جائے جس کے لئے ابھی تک وائیس چانسلر بھی مقرر ہو چکی ہے سندھی

قوم ویسے بھی بھنگ پینے کی عادی ہے وہ تو سارنگی کی دھنوں میں کبھی سے مست بھی ہے یہاں تو پہلے بھی کراچی کے منہوڑہ بندر، پر 1843ع میں پہلی بار سر چارلس نیپئر اپنے بحری تجارتی آگبوٹ سے کنارہ پر اتر کر آیا تو استقبال کیلئے آئے ہوئے سندھی لوگوں کو کہا کہ میں انگلنڈ سے یہاں اس لئے آیا ہوں کہ وہاں میرے گھر میں میری کنواری بیٹی کپڑوں سے ننگی بیٹھی ہے میں اسکی شادی کرنا چاہتا ہوں سو اسکے لئے یہاں تجارت کرکے جو کماؤں گا وہ اپنی بیٹی کو جہیز میں دوں گا میں جہیز کے برابر کما کر واپس چلا جاؤں گا۔ تاریخ کی آنکھوں نے دیکھا کہ ایک صدی سے بھی زیادہ انہوں نے ہمیں غلام بنا کر ہماری دھرتی کے وسائل لوٹے جو ان سے آبی جہاز بھر بھر انگلینڈ بھیجتے رہے لیکن آج تک اس کی بیٹی ننگی ہے جس کو ہر روز ہم ٹی وی پر دیکھتے ہیں اس لئے سر چارلس نیپیئر کی قوم کی لوٹ کھسوٹ بھی اب تک جاری وساری ہے اور اس لوٹ کھسوٹ کو مزید سہل بنانے کیلئے تصوف کی روحانی خلافت قائم کرنے کیلئے برگ حشیش (بھنگ) کی دریافت کرنے والے حسن بن صباح جو خود کش رضاکار تیار کرنے کا تاریخ میں پہلا ماہر تھا اس نے ولایت اور اولیاء کی خانقاہیں قائم کی تھیں اس کی سنت پر مسلم امت ترکی پاکستان اور دیگر کئی ملکوں میں صوفی ازم کی تعلیم بذریعہ مراقبہ عام کر رہی ہے اس ساری ٹرمنالاجی کے پیچھے گورے انگریزوں کے غلام کالے انگریز اسکی نوکری کر رہے ہیں مسلم امت کے ملکوں کی زیر زمین خزائن واملاک لوٹنے کیلئے گورے سامراج کو آج بھی اپنی دھرتی کے جنگی ہوائی اڈے کے لئے دے رہے ہیں۔

ایک افریقی شاعر نے اپنی قوم کی غلامی کا رونا رویا ہے کہ ہم پہلے بڑے خوش تھے ہمارے پاس اپنی زرعی زمین تھی اس میں کھیت اگا کر بڑی خوشحالی سے اپنا وقت بسر کر رہے تھے ہمارے پاس ان دنوں گورے انگریز آئے ان کے ساتھ ان کے مذہبی پادری تھے ان کے ہاتھوں میں بائیبل تھا انہوں نے ہمیں وعظ و نصیحت کی کہ آپ کو ہم اس بائیبل کی تعلیم اور وضائف سے اللہ کے ساتھ ملاتے ہیں یہ کتاب لو یہ وضائف یاد کرو اور مراقبہ کرو گردن نیچے کر کے ذکر اذکار میں مصروف رہو ادھر ادھر کی باتوں کی طرف توجہ نہ کرو ہر طرف سے آنکھیں بند کر کے مراقبوں میں مصروف رہو پھر کیا ہوا جو ہم نے اللہ سے ملنے کیلئے مراقبوں میں وضائف پڑھنے میں آنکھیں بند رکھیں پھر جو آخر میں کچھ سالوں بعد گردن اٹھائی اور ادھر ادھر دیکھا تو ہمارے ہاتھوں میں صرف بائیبل اور وضائف وذکرواذکار کی مالھائیں تھیں اور گوروں کے ہاتھوں میں ہماری زمینیں چلی گئی تھیں ہمارے کھیت ان کے ہو گئے تھے پھر ہمارے کنگلے بن جانے پر انگریزوں نے ہمارے چھ کروڑ لوگوں کے ریوڑ لے جا کر آمریکہ میں انہیں غلام بنا کر رکھا اور جانوروں سے بھی بدتر حالت میں قیدوں میں رکھا۔

علامہ اقبال نے شاید تصوف کے ان مشاغل پر ہی بولا ہو کہ

مست رکھو ذکر و فکر و صبحگاہی میں انہیں

پختہ تر کردو مزاج خانقاہی میں انہیں۔

لستم پوخ کی اس صوفی ازم کی عالمی مخفی کانفرنس میں صدر جلسہ قطب الاقطاب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ: "عزیزان من ! قرآن مجید کی

دعوت نسل پرستی کے سخت مغائر ہے یہاں تک کہ قرآن مجید رسول اللہ کی اولاد نرینہ کے وجود سے بھی انکاری ہے۔ اس کا موقف ہے کہ محمد تم مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں لیکن ہماری ہمت کی داد دیجئے کہ ہم نے نہ صرف یہ کہ آل رسول کا فلسفہ گھڑا ذریت رسول کی فضیلت کا پرشور پروپگنڈہ کیا بلکہ علی کی فاطمی اولاد کو رسول اللہ کے نسلی جانشین کی حیثیت سے پیش کر دیا ہمارا پروپگنڈہ اتنا پرشور تھا کہ جمہور عوام نے آل علی کو آل رسول کی حیثیت سے قبول کر لیا۔ اب پنجتن تمام مسلمانوں کے مشترکہ عقیدہ کا حصہ ہے۔

محترم قارئین! قطب الاقطاب کے خطاب کے اس حصہ میں کھلم کھلا اعتراف موجود ہے کہ قرآن جناب رسول کیلئے نرینہ اولاد کا انکاری ہے اس کے باوجود ہم نے جمہور عوام سے آل علی کو آل رسول کی حیثیت سے قبول کرالیا ہے (جو کہ قانون فطرت کے بھی خلاف ہے (33-5) نیز قطب الاقطاب کا یہ اعتراف کہ قرآن کی دعوت نسل پرستی کے خلاف ہونے کے باوجود ہماری ہمت کی داد دیجئے کہ ہم نے نہ صرف یہ کہ آل رسول کا فلسفہ گھڑا، اور اسکی فضیلت کا پرشور پروپگنڈا کیا۔ محترم قارئین! اس خفیہ اجلاس میں صدر اجلاس نے باقائدہ فلسفہ قرآن کے خلاف اپنی جملہ سازشوں کا گویا کہ اعتراف کیا ہے۔ میں عزیز اللہ ان کی کامیابی کو تسلیم کرتا ہوں کہ کمال کی بات ہے جو ان شیعہ صوفیوں کے مخالف جو ان کو قتل کرنے کو بھی جائز سمجھنے والے فرقے جو خود کو اہل سنت کے طور پر متعارف کراتے ہیں وہ بھی بعینہ انکی طرح آل رسول کے وجود کو تسلیم کرتے ہیں اور حکم قرآن کے خلاف اپنی نمازوں میں آل محمد نامی درود بھی بڑھتے ہیں مطلب عرض کرنے کا کہ ان کے قاتل بھی قرآن کے قانون فطرت کے خلاف ان کے ساتھ قرآن

دشمنی میں متفق ہیں تو وجہ اختلاف کیا ہوا؟ اگر کوئی بتائے کہ مسئلہ اصحاب رسول کی عزت اور عظمت کا ہے جسکی وجہ سے سپاہ صحابہ کے نام کسے لوگ شیعوں کے مخالف ہیں سو یہ بات بھی سمجھ سے بالاتر ہے وہ اس وجہ سے کہ شیعہ لوگ اصحاب رسول کے مخالف تو اسوجہ سے ہیں کہ اصحاب رسول نظریہ اٰل محمد کے معاملہ میں قراٰن کا ساتھ دیتے تھے جو آپ نے ابھی پڑھا کہ کہ قطب الاقطاب اپنی صدارتی تقریر میں بھی برملا کہہ رہاہے کہ قراٰن مجید کی دعوت نسل پرستی کے سخت مغائر ہے یہاں تک کہ قراٰن مجید رسول اللہ کی اولاد نرینہ کے وجود سے بھی انکاری ہے اسکا موقف ہے کہ محمد تم مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں۔

اگر خود کو اہل سنت کہلانے والے لوگ خود کو جناب محمد الرسول اللہ کا شیدائی کہتے ہیں قراٰن کا شیدائی کہتے ہیں اصحاب رسول کا شیدائی کہتے ہیں تو یہ تینوں اتھارٹیاں اٰل محمد کا انکار کرتی ہیں پھر انکی محبت وعقیدت کا دم بھرنے والے ان کے دوست کس طرح ہوئے یعنی اٰل محمد نامی درود کا ورد کرنے والے اور اسے نمازوں میں پڑھنے والے تو بجاء اصحاب رسول سے موافقت کے وہ شیعہ لوگوں کے موافق اور ہم مشرب ہوئے میں عزیز اللہ یہاں اہل تصوف کے صوفیاء اور اہل سنت نامی مسلک کے لوگوں کی خدمت میں قطب الاقطاب کی صدارتی تقریر کے اس حصہ کی طرف بھی توجہ مبذول کراؤں گا۔ جس میں وہ کہتاہے کہ:-

"ہمارے شعراء و ادباء نے قراٰن کے بالمقابل بہت سے قراٰن بناکر رکھ دیئے۔ راحت القلوب سے لے کر حکمت اشراق، فصوص الحکم، کشف المحجوب، عوارف المعارف، احیاء العلوم اور ام الکتاب تک اور سب سے بڑھ

کر مثنوی معنوی جسے قرآن بزبان پہلوی کے لقب سے شہرت حاصل ہے ہم نے ایسی کتابوں اور اوراد ووضائف کے مجموعوں کے انبار لگادئے جس نے بالآخر دین کے ایک متبادل قالب کا ہیولا تیار کرڈالا ہے۔

قارئین لوگو! دیکھا اور پڑھا آپ نے کہ صوفیا کا صدر صاحب متبادل قرآن کا ذکر کر رہا ہے اور قرآن کے مقابل جن کتابوں کو دین کے متبادل قالب کا ہیولا قرار دے رہا ہے ان سب کا ماخذ تو علم حدیث ہے کس کو معلوم نہیں ہے کہ زہری اور طبری وغیرہ ان سب کے سلف صالحین میں سے ہیں جنہوں نے انکے تصوف کیلئے اپنی روایات سے قرآن کو بھی کئی مسائل میں منسوخ کرڈالا ہے اور خود جناب رسول کو کئی احادیث کے مطابق قرآن کی مخالفت میں عمل کرنے والا بھی ثابت کرکے دکھایا ہے جس طرح قرآن نے فرمایا کہ نکاح کیلئے جو بلوغت شرط ہے وہ بلوغت صرف جسمانی پختگی ہی کافی نہیں ہے (17-34) بلکہ شادی کے لئے ذہنی بلوغت کو بھی قرآن نے لازم کیا ہے (4-6) جو ذہنی بلوغت سماجیات کی معاشرت میں کئی بالغ لوگوں کو بھی میسر نہیں ہوتی یعنی پاگل سے شادی کرنا جائز نہیں ہے۔ تو علم حدیث کے نام چڑھے امام بخاری نے ایک فرضی اور تبرائی نام کے اشتباہ والی چھ سالہ عائشہ نامی لڑکی سے جناب رسول کی منگنی کرائی ہے اور نو سال کی عمر میں شادی کرائی ہے یہ کام علم حدیث والوں نے صرف اس لئے کیا ہے کہ لوگوں سے فاطمہ بنت رسول کا نکاح علی کے ساتھ اسکی نو سال کی عمر میں منوایا جائے جو کہ یہ بات امام کلینی کی کتاب اصول کافی کے حوالہ سے ثابت ہوتی ہے۔

علاوہ ازین خیبر کی جنگ جو قرآن کے مطابق اہل کتاب کے ساتھ لڑی ہی نہیں گئی یعنی اسکا سرے سے وجود ہی نہیں ہے (59-6) پھر بھی جھوٹی اور

وضعی حدیثوں سے کاغذی جنگ بھی کرائی گئی ہے اور اس میں اہل کتاب کا ایک فرضی سردار قتل بھی کیا گیا ہے اور اسکی ایک نئی دلہن فرضی نام کی صفیہ خلاف قرآن جنگی قیدی بنائی گئی ہے (8-67) پھر اسے ایک فرضی اور تبرائی نام کا صحابی دحیہ کلبی جناب رسول کی اجازت سے اپنے لئے لے جاتا ہے اس کے بعد اس عورت کے حسن کی تعریف سن کر جناب رسول اس صحابی سے یہ عورت اپنے لئے واپس لیکر اس کے ساتھ مدینہ پہنچنے سے پہلے راستہ میں خود ہی شادی کرتے ہیں اس تفصیل سے بھی زیادہ احوال پڑھنے والوں کو امام بخاری کی کتاب میں احادیث کی شکل میں ملیں گے۔ جبکہ قرآن کے مطابق سرے سے یہ جنگ ہی نہیں لگی سورۃ الحشر 59 (آیت نمبر 2 تا 6) اس مقام پر غور کرنے کی بات ہے کہ جب فرضی جنگ خیبر میں اہل کتاب کا ایک فرضی سردار مارا جاتا ہے اور اسکی فرضی دلہن صفیہ نامی بتائی گئی ہے تو اس فرضی جنگ کے کردار علی کے وجود پر سوالیہ نشان نہیں آسکتا؟!! اس سے منسوب فرضی کارنامہ پر سوالیہ نشان نہیں آسکتا؟ اس لئے کیوں نہ ایسے علم حدیث کو ہی الوداع کی جائے جس سے خلاف قرآن (48-29) اصحاب رسول میں جنگیں دکھائی گئی ہیں۔ یہ حکومت کے ہی ہیں جو خود کو اسلامیہ بھی کہلائے۔

جناب قارئین! علم حدیث کی روایات میں جناب رسول کو نبوت ملنے سے پہلے اسے غاروں میں بٹھانا یہ ساری سازش ہے جو اہل تصوف کی خاطر کی گئی ہے اس مقصد کے لئے کہ نبوت کے منصب کو ایک طرف ارتقائی اور کسبی بنایا جائے جو کہ نمازوں کے اندر مختلف مراقبوں اور چلوں سے وہ کسی کو مل

سکے اور دوسری جانب اہل تصوف کے مراقبوں کی خاطر نبی کے عمل سے جواز کا استدلال حاصل کیا جاسکے۔
محترم قارئین! صوفیا کی مخفی عالمی کانفرنس واقع لستم پوخ ترکی میں صدارتی خطبہ دینے والے قطب الاقطاب نے جو ایک قرآن کے مقابل بہت سے قرآن بتانے کی بات کی ہے جن سے دین کا ایک متبادل قالب کا ہیولی مل جائے، آپ کو بتادیا اس کے بعد قطب الاقطاب فرماتا ہے کہ:
عزیزم دوستو! ہم نے خدا کے بالمقابل رسول کو تقدس کے اعلیٰ مقام پر پہنچایا، یہاں تک کہ مسجد کے محرابوں پر اللہ اور محمد کے نام ایک دوسرے کے مقابل کندہ ہونے لگے اور سب سے بڑھکر یہ کہ ہمنے اس امت کو درود جیسا تحفہ عطا کیا اور اسے رسول سے استعانۃ طلبی اور دعاؤں کے مستجاب ہونے کا نسخہ بتایا۔ اس مقصد کیلئے ہمیں رسول کو ان کی قبر میں زندہ کرنا پڑا۔
اب خطبہ کے ان جملوں اور انکشافات پر سوچیں جو ہم لوگ تو مسجد کے محرابوں میں اللہ اور محمد کے ناموں کے لکھنے لکھانے سے صرف مجرد قسم کی عقیدت کی حد تک یہ عمل سمجھتے تھے لیکن قطب الاقطاب کے اس انکشاف سے ثابت ہوا کہ یہ بھی ایک ایسا ارتقائی فارمولا ہے جس سے یہ پسمنظر میں رہنے والے لوگ اتنی سی چھوٹی چھوٹی چیزوں سے آگے بڑھکر کیا کیا نتائج لینے والے ہیں وہ بھی غور کریں کہ قطب الاقطاب خود ہی کہتے ہیں کہ ہم نے امت کو درود کا تحفہ دیا جس سے براہ راست رسول سے دعا طلبی اور مدد لینے میں پڑھنے کیلئے کہا پھر کہتا ہے کہ اس مقصد کیلئے ہمیں رسول کو انکی قبر میں زندہ کرنا پڑا۔ اب بتایا جائے کہ صوفیاء کی یہ تنظیم علمی دنیا میں کیا کیا تو مسائل اپنی جانب سے پھینک رہی ہے بعض کہتے ہیں کہ قبر میں جناب رسول

زندہ ہیں اور دعائیں سنتے اور جواب دیتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ زندہ نہیں ان خیالوں کے مستقل فرقے وجود میں آئے ہوئے ہیں بہرحال قطب الاقطاب کی یہ تقریر صاف صاف بتارہی ہے کہ ان معاملات کی پیچھے سے ڈوری ان کے ہاتھ میں ہے ایسے مسائل کوئی مشکل الحل تو نہیں ہیں لیکن یہ کثیر المقاصد فتنے ہیں جن کے ذریعے جبہ پوش علم وحی کے دشمن صوفیاء لوگ دنیامیں اپنے لائے ہوئے متبادل قرآن اور متبادل ادیان کے ذریعہ سے حقیقی قرآن اور دین حقہ کو دنیاوالوں کی آنکھوں سے اوجھل رکھنا چاہتے ہیں ملاحظہ فرمائیں کہ قطب الاقطاب آگے کیا فرماتا ہے۔

ہمارے پروپگنڈے کا کمال دیکھئے کہ آج جمہور مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد اس بات کی قائل ہے کہ نبی اور ولی اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں جن سے ہم روحانیوں کو ایک خاص تعلق خاطر ہے۔

میں قطب الاقطاب صاحب کے اس اعترافی دعوی پر بھی قارئین کی توجہ مبذول کراؤں گا کہ دیکھیں غور کریں کہ جو وہ خود بتارہے ہیں کہ یہ سب ہماری پروپگنڈہ ہے یعنی یہ تو ان کی فنکاری ہوئی سو یہ سب کسواسطے فرماتا ہے کہ:

ہم نے رسول اللہ کی حیات قبری کے حوالہ سے ملاقاتوں اور حدیثوں پر شہادت قائم کی۔ اور اس طرح حدیث رسول کی وصول یابی کا سلسلہ جاری رکھا۔ رسول اللہ سے راست فیض کا جاری سلسلہ ہمارا طرۂ امتیاز ہے جس کے آگے علماء ظاہر کے قیل و قال پھیکے پڑ جاتے ہیں۔ ہمارے ہاتھوں میں یہ ایک ایسا ہتھیار ہے کہ ہم جب چاہیں اس کی مدد سے ایک نئ شریعت ایجاد کرسکتے ہیں، تعبیر کی ایک نئ دنیا سجا سکتے ہیں۔

محترم قارئین! اس صوفی ازم کی باطنیت آپ کے سامنے کھل کر ظاہر ہو چکی ہے جس میں اس نے ہمالیہ جبل سے بھی بڑا اعتراف کیا ہے کہ انہوں نے جناب رسول کی حیات قبری کے منوانے سے اسکے ساتھ ملاقاتوں اور حدیثوں پر بھی شہادت قائم کی۔ اسکی معنی یہ ہوئی جو خود آگے قطب الاقطاب بتاتا ہے کہ اور اس طرح حدیث رسول کی وصولیابی کا سلسلہ جاری رکھا۔ یہ اسکا اعتراف بھی قرون اولیٰ کی حدیثوں کے بارے میں بھی ایک قسم کا اعتراف ہے کہ وہ بھی انکے بڑے اماموں نے اپنی بیٹھکوں میں باہمی مشاورت کے ساتھ تیار کرکے پھر ان کے راویوں کی سندیں اور شان نزول بھی وہیں کے وہیں گھڑے جنمیں اولین راوی اصحاب رسول کے نام بھی ان کیلئے غلاظت بھری گالیوں کے خود ہی تجویز کئے آگے ان کے ناموں سے اپنی گھڑی ہوئی باتیں حدیث رسول کے نام سے جناب رسول کی طرف منسوب کرتے گئے جس طرح یہ قطب الاقطاب صاحب خود بتارہا ہے کہ رسول اللہ سے راست فیض کا جاری سلسلہ ہمارا وہ طرہ امتیاز ہے جس کے آگے علماء ظاہر کے قیل و قال پھیکے پڑ جاتے ہیں۔

میں یہاں قطب الاقطاب کی علماء ظاہر کی شکایت کا رد کرتا ہوں ویسے تو علماء ظاہر کی اس نے وضاحت نہیں کی لیکن میں کہتا ہوں کہ قطب الاقطاب کوئی غم نہ کرے سارے حدیث پرست علماء اسکی نئے ماڈل کی حدیثوں کو ضرور قبول کریں گے کیونکہ فرقہ اہل حدیث فرقہ دیوبندی فرقہ بریلوی یا شیعہ سنی فرقے جب انہوں قرآن حکیم کے منع کرنے کہ اللہ نے محمد علیہ السلام کو اُل نہیں دی پھر بھی ان سب نے قرآن کو چھوڑ

کر حدیثوں کی پراڈکٹ آل محمد کو مانا ہوا ہے تو آپ کی بنائی ہوئی حدیثوں کو بھی مان لیں گے۔
اور قرآن حکیم میں اللہ نے جو اعلان فرمایا کہ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ(29-50)میرے فیصلے بدلا نہیں کرتے تو قطب الاقطاب جن علماء کو ظاہری علماء کہکر انکی بات کررہاہے وہ سارے مولوی قرآن کی کئی آیات اور اسکے فیصلوں کو علم حدیث کی روایات کے ذریعے منسوخ مانے بیٹھے ہیں سو جو بھی عالم مولوی مولانا علم حدیث کی روایات سے قرآن کو کینسل اور منسوخ قرار دینے سے نہیں ہچکچاتا تو ایسے مولوی لوگ خود صوفیاء کے ممبر ہیں۔ صوفی لوگوں کی مخالفت کیوں کریں گے۔
قطب الاقطاب صاحب آپ نے جو دعوی کی ہے کہ رسول سے راست فیض کا جاری سلسلہ ہمارا طرۂ امتیاز ہے!! سو آپ نے یہ کوئی نئ بات نہیں کی جو آپ کل کو لوگوں کو بتائیں گے کہ میں نے بذریعہ مراقبہ جناب رسول سے ملاقات کی اور انہوں نے یہ یہ فرمایا، آپ کی پھر ایسی مراقبہ والی حدیثوں پر کوئی مولوی عالم بدک اٹھے آپ کی ایسی پراڈکشن پر رائج الوقت فرقے کیونکر آڑے آئیں گے جبکہ امام بخاری کے سوانح نگاروں نے بھی اسکی شان میں لکھا ہے کہ اس نے اپنی کتاب میں ایک ایک حدیث کے بارے میں مزار اقدس رسول پر بذریعہ مراقبہ کے جناب رسول اللہ سے ملاقات کرکے حدیثوں کی صحت معلوم کی پھر انہیں اپنی کتاب میں شامل کیا سو آپ کا جناب رسول سے بذریعہ مراقبہ کوئی حدیث معلوم کرنا نئ بات نہیں ہے شاید کہ آپ امام بخاری کی احادیث کے مقابلہ میں قدرے محتاط اور مہذب بھی ہوں کیونکہ آپ کا مقصود تو امام بخاری کی طرح صرف رد قرآن کی خاطر احادیث

پوچھ کر لوگوں کو بتانا ہے امام بخاری کی طرح کسی کال گرل بنام جونیہ ملکہ اور رانی سے جناب رسول کا اسے یہ کہنا کہ ھبی نفسک لی تو خود کو ہبہ میں میرے حوالے کر پھر امام بخاری نے اس جونیہ نامی عورت سے جواب میں جناب رسول پر روبرو تبرا کرائی ہے جو معاذ اللہ وہ میں یہاں کہہ بھی نہیں سکتا جو بخاری کی حدیث میں موجود ہے، سو آپ صوفی لوگوں کا مقصود بقول آپ کے نئے قرآن اور نئے دین بنانے کا ہے آپ کا یہ مشن وہی زہری طبری بخاری مسلم کی طرح کا سا ہے جب مولوی عالم لوگوں نے زہری بخاری مسلم کی تبراؤں کو سر آنکھوں پر رکھا ہے تو آپ کو بھی کوئی کیا کرے گا۔ اللہ بڑا حلیم اور بردبار ہے آپ جب وہاں پہنچیں گے تو حساب ہو گا۔

جناب قطب الاقطاب صاحب! آپ نے جو اپنی تقریر میں نئے قرآن نئے دین کے ماڈل بنانے کیلئے کہا ہے کہ رسول اللہ سے راست فیض کا جاری سلسلہ ہمارا طرۂ امتیاز ہے آپ کی ایسی ڈینگیں مارنا کہ آپ دنیا والوں کو بیوقوف بنائیں گے کہ ہمیں ابھی ابھی بذریعے مراقبہ جناب رسول اللہ نے یہ یہ نئے فرمان بتائے ہیں یہ کام تو شہر کوٹ ڈیجی ضلع خیرپور میرس سندھ کے مولوی منظور نے آپ سے کافی عرصہ پہلے کئی لوگوں کو بیوقوف بنایا تھا کہ میں آپ کے معاملات کے بارے میں جناب رسول اللہ سے بذریعہ مراقبہ ملاقات کر کے ان کے مشورے اور احکام آپ کو بتاتا ہوں جناب قطب الاقطاب آپ تو نیا دین اور نیا قرآن جناب رسول اللہ سے بذریعہ مراقبہ لے کر موجودہ قرآن کو مٹانے کی پیش گوئی کر رہے ہیں آپ کی ایسی لاف زنی سے بھی زیادہ تو امام خمینی کے انقلاب کے شروع دنوں میں اس کے ساتھیوں نے یہ کہنا شروع کیا تھا کہ امام خمینی آیت اللہ ہونے کے ساتھ روح اللہ بھی ہے اس لئے

اب وہ جو بھی کچھ فرماتا ہے وہ براہ راست اللہ سے پوچھ کر ہمیں ہدایات دے رہا ہے جبکہ آپ بجاء اللہ کے اس کے رسول سے اسکی نئے ماڈل کی حدیثیں لے کر دنیا والوں کو الو بنانے کی سوچے ہوئے ہیں آپ کی ایسی سازش کہ جناب رسول سے آپ ان کی وفات کے تقریباً ساڑھے چودہ سو سال بعد بھی بذریعہ مراقبہ نیاماڈل حدیثیں لے کر نیا دین بنائیں گے جبکہ قرآن تو فرماتا ہے کہ جناب رسول علیہ السلام جب حال حیات دنیا میں جلوہ افروز تھے تو اسے اس وقت بھی اللہ نے حکم دیا تھا کہ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ۔لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ۔ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ (69-45-44)یعنی اگر یہ (محمد علیہ السلام) ہمارے معاملہ میں کوئی سا ایک بھی قول جاری کریگا تو ہم اسے طاقت سے پکڑ کر اسکی رگ حیات ہی کاٹ لیں گے۔ تو قرآن کے مطابق جناب رسول کی انکی حیاتی کے وقت کی قیل قال دین کے بارے میں خارج از قرآن ممنوع تھیں تو آپ اب جو نیاماڈل حدیثوں کا پیش کریں گے تو ان کی کیا اہمیت ہو گی۔

قطب الاقطاب صاحب ! آپ جانتے ہوں گے کہ جرمن کے کسی علمی تحقیقاتی ادارے نے جناب رسول کی موجود رائج الوقت لاکھوں متداول (رولو) حدیثوں میں جناب رسول کے فیصلے جناب رسول کے سفر، نمازیں، لڑائیاں تقریریں سب کمپیوٹر میں ڈالکر کمپیوٹر سے ان سب پروگراموں اقوال احوال کا وقت معلوم کیا کہ ایسی شخصیت نے یہ سب کام کتنے عرصہ میں سر انجام دئے ہوں گے جواب میں کمپیوٹر نے بتایا کہ اتنے سارے اقوال معاملات سر انجام دینے والے کی سو اسات سؤسال عمر ہو گی تو پھر یہ سب کام اس نے کئے ہوں گے۔ اب بتایا جائے کہ جناب رسول اللہ کے

عرصہ نبوت کے تو کل تیئیس سال ہیں۔ اور کمپیوٹر تو قرآن کی طرح یا میری طرح کوئی منکر حدیث نہیں ہے۔

منکرین قرآن حدیث پرست اور قطب الاقطاب جیسے صوفی لوگو! کچھ تو شرم کرو! جو اللہ اپنے نبی کو اس کی دنیاوی حیاتی میں کہتا ہے کہ تو نے اگر دین کے لئے قرآن سے باہر کوئی ایک بھی اپنی حدیث سنائی تو تیری رگ حیات کاٹ کر تیری زندگی ختم کی جائیگی اور اللہ نے اپنے نبی کو یہ بھی حکم دیا کہ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِن قَبْلِ أَن يُقْضَى إِلَيْكَ وَحْيُهُ (20-114) جبتک علم وحی کی جانب سے آپکو لوگوں کے سوالات کا جواب نہ ملا ہو تو اسکے ملنے سے پہلے اپنی جانب سے جواب دینے میں عجلت نہ کریں بلکہ چپ رہیں اگر کوئی ایمر جنسی ہو تو ایمر جنسی کال کر کے اللہ سے مطالبہ کریں کہ رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا (20-114) اے اللہ! مقدمہ کے سوالی کھڑے ہیں میرے پاس آپ کے دئے ہوئے پہلے ذخیرہ علم وحی میں ان کے سوالات کا جواب نہیں ہے مجھ پر بھی آپ کی بندش ہے کہ اگر میں نے مسائل حیات میں لوگوں کو آپ کے قرآن کے بغیر اپنی طرف سے کوئی جواب دیا تو میری رگ حیات کاٹ کر آپ مجھے دنیا سے اٹھالیں گے (69-45) اس لئے میں چپ ہوں آپ کی ایسی وارننگ کی وجہ سے سو عرض ہے کہ رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا (20-114) تو میرا علم اپنے وحی کے ذریعہ بڑھا تو میں ججمنٹ جاری کروں سو نام نہاد ولی غوث قطب ابدال صوفی لوگو! جس نبی پر اسکی حیاتی میں قرآن سے باہر مسائل دین بتانے پر اللہ کی جانب سے بندش ہے تو اسکی وفات کے بعد آپ کے کشف القبور اور مراقبوں کے ڈھکوسلوں سے اگر بالفرض والمحال نبی کے ساتھ آپکی ملاقات ہو بھی جائے تو اس ملاقات میں آپ جب

اس سے کوئی سا بھی سوال کریں گے تو ہمارا ایمان ہے کہ وہ آپ کو اپنی عرصہ زندگی کی طرح قرآن سے جوابات دے گا اور آپ کو قرآن سے دین سیکھنے کی سفارش کرے گا اگر آپنے جناب رسول سے اپنے مراقبہ میں یا خواب میں اسے اصرار کیا کہ آپ قرآن سے باہر قرآن سے علاوہ کوئی وظیفہ جواب میں مرحمت فرمائیں تو یقین جان لیں کہ جناب رسول وہیں کے وہیں آپ جیسے ولیوں غوثوں اور قطبوں کو داڑھی سے پکڑ کر جوتے ماریگا اس لئے کہ جب خود رسول علیہ السلام کو اللہ کا جو فرمان ہے کہ آپ نے اگر اپنی حیاتی میں اپنا کوئی قول خارج از قرآن جاری کیا تو آپ کی حیاتی ختم کی جائے گی۔ (45-69-44) سو جناب رسول آپ جیسے ولی غوث قطب اور ابدالوں کو ایسے سولات پر اللہ کی طرح آپ کی حیاتی ختم نا بھی کر سکے تو چھتروں سے تو ضرور آپ کے سوالات کے جوابات عنایت فرمائے گا۔ اس لئے کہ کوئی بھی نام نہاد ولی، غوث قطب ابدال نبی کے مقابلہ میں ایک کوڑی کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتا پھر جب نبی کو اللہ کی وارننگ ہے کہ اپنا کوئی بھی قول قرآن کے مقابل جاری نہ کریں تو ولی غوث قطب ابدال کون ہوتے ہیں غیر قرآنی باتیں کرنے والے۔ شارع یعنی صاحب شریعت شریعت کا جاری کرنے والا سو وہ تو اللہ وحدہ لاشریک خود ہے اور انبیاء علیہم السلام متبعین شریعت ہیں (45-18) شریعت کے مالک تو نبی بھی نہیں ہوتے وہ تو اپنی زندگی میں بھی اللہ سے پوچھ کر شریعت بتاتے تھے قرآن کے بارے میں اللہ نے اعلان کر دیا ہے کہ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلاً (6-115) یعنی قرآنی دین کمپلیٹ ہو چکا نبی زندہ ہو کر بھی قرآن سے باہر بات نہیں کر سکتا سو قبر سے قرآن کو کیسے باءپاس کر سکتا ہے۔ شریعت صرف قرآن میں ہے تو قرآن

کے ہوتے ہوئے دین کی خاطر کاہے کے مراقبے اور کاہے کے مکاشفے۔
قطب الاقطاب نے جو اپنی صدارتی تقریر میں بکواس کی ہے اور بَڑ ماری ہے کہ ہمارے ہاتھ میں جناب رسول سے راست فیض حاصل کرنے کا ایسا ہتھیار ہے جو ہم جب چاہیں اسکی مدد سے ایک نئی شریعت ایجاد کرسکتے ہیں تعبیر کی ایک نئی دنیا سجاسکتے ہیں۔ ان کی ایسی شریعت صرف فراڈی لوگوں کے لئے ہوگی۔

قطب الاقطاب کی یہ ہرزہ سرائی اسوقت قبول کی جاسکتی ہے جب دنیا میں قراٰن موجود نہ ہو۔ قراٰن میں ملاوٹ کے مصری سعودی اور لاہوری اہل حدیثوں کے حیلے تو ناکام ہوچکے ہیں اور قطب الاقطاب کے قرون اولیٰ کے اسلاف کی حدیث سازی کا پول بھی کمپیوٹر کی ٹیکنالاجی نے کھول دیا ہے۔

آگے قطب الاقطاب کا تقریر میں یہ کہنا کہ ہم نے خود کو اولیاء کی فہرست میں شامل کیا اور اپنے اکابرین کی قبروں کو فیوض وبرکات کے کارخانے قرار دے کر انہیں فتوحات ونذرانے کا ذریعہ بنایا۔ دیکھتے دیکھتے قراٰن کی اکتشافی تحریک قبوں اور قبرستانوں کی تہذیب بن گئی۔

میں جناب قطب الاقطاب صاحب کی خدمت میں عرض گذار ہوں جو غالباً اب تک زندہ بھی ہوں گے کہ آپ کے اولیاء کی قبروں کے سجادہ نشینوں کو میں نے بھی دیکھا ہے ایک دن اسلام آباد سیکریٹریٹ کے ایک افسر کے ساتھ اسکی آفیس میں بیٹھا تھا علاقہ کی ایک بڑی خانقاہ کے سجادہ نشین اپنے مخصوص اور منفرد لباس میں تشریف لائے اور بڑے لچکدار لہجوں میں ادھر ادھر کی باتیں کرکے رخصت پذیر ہوگئے افسر صاحب نے اس کے جانے کے بعد تعارف کرایا کہ یہ مدظلہ صاحب یہاں کے اعلیٰ حکام کیلئے رات کو ان

کے بستر گرم کرنے کیلئے سپلائی کا کام کرتا ہے پھر خبر نہیں کو وہ خانقاہ کی مرید
نیاں ہیں یا اس کی اپنی حویلی میں سے ہیں۔ ضیاء الحق کے شروع ایام حکومت
میں اسکا وزیر صحت میرا دوست تھا میری رہائش اس کے بنگلہ میں ہوتی تھی
ایک دن ملک کی ایک بڑی عالم دین شخصیت جو پیشہ کے لحاظ سے یونانی حکیم
بھی تھے اور اسکی دواسازی کی بڑی لئبارٹری بھی تھی وزیر صاحب سے ملنے
کیلئے تشریف لے آئے تو ساتھ میں قوت باہ کی چیدہ چیدہ معجونیں بھی ساتھ
لاکر ہدیہ میں پیش کیں۔ امریکن ریاست فلوریڈا کے ڈاکٹر شبیر احمد نے اپنی
جگ مشہور کتاب "اسلام کے مجرم" میں لکھا ہے کہ پیران پیر عبدالقادر
جیلانی جب وفات پا گئے تو بغداد کے گورنر عبید اللہ نے اسکی قبر کھدوا کر لاش
کو کاٹ کاٹ کر ذرے ذرے کر کے دریاء دجلہ میں پھینکوادئے خانقاہیت
اور فرقہ باطنیہ میں پیری مریدی کی ریت و رسم کے بانی حسن بن صباح اور
عبدالقادر جیلانی ہم عصر اور ہم علائقہ ہیں حسن بن صباح کے بنائے ہوئے
بہشت اور اس میں حوروں کی بھی عجیب داستان لٹریچر میں موجود ہیں۔
قطب الاقطاب صاحب اپنے اولیاء کی قبروں کو فیوض وبرکات کے کارخانوں
پر عورتوں کے آنے جانے پر بندش لگائیں پھر دیکھ گے یں کہ ان کے اولیاء
میں روحانیت کی کتنی کشش ہے۔ قطب الاقطاب صاحب اپنے خطاب میں یہ
واہیات بات کر گئے ہیں کہ دیکھتے دیکھتے قرآن کی اکتشافی تحریک قبوں اور
قبرستانوں کی تہذیب بن گئی ہے۔ قطب الاقطاب صاحب! آپنے یہ جج ماری
ہے۔ قرآن کی اکتشافی تحریک کی تہذیب اور مظاہر امریکہ روس چین اور
جرمن کی سائنسی لئبارٹریوں میں موجزن ہے تمہارے اولیا کے مقابر پر جو
اکتشافات معلوم ہوئے ہیں وہ یہ ہیں کہ صبح کو مریدنی کی سلوار مرشد پہنے

ہوئے پایا گیا۔ تمہارے اولیاء کی اصلیت حسن بصری سے لیکر ملتان اور دلی کے اولیاء تک کی حقیقت عالم آشکار ہے کہ وہ عالمی استعمار کے جاسوس بن کر جبوں قبوں میں چھپ کر قوموں کو غلام بنانے اور وطن اور علائقے سامراج کو دلانے کیلئے بڑے بڑے کردار ادا کرتے رہے ہیں اور قوموں کے افراد میں فراڈ سے مرید بنا کر ان کو اپنی جھوٹی کرامتوں سے ذہنی قیدی بنایا ہے پھر ان سے اپنے وطن اور قوم سے غداریاں کرائی ہیں ان کے احوال سے تاریخ کے اوراق ٹمٹار ہیں۔ قطب الاقطاب صاحب! آپ کے اولیاء اور انکے مقابر کی تشبیہ اور تمثیل جناب عیسیٰ علیہ السلام کی تقریر سے واضح ہوتی ہے جو تفصیلی طور پر توانجیل کے باب 23 اور آیات (36-1) میں موجود ہے جو فرماتا ہے کہ اے ریاکار فقیہو! اور فریسیو! افسوس ہے کہ تم سفیدی پھری قبروں کی مانند ہو۔ جو اوپر سے تو خوبصورت دکھائی دیتی ہیں مگر اندر مردوں کی ہڈیوں اور ہر قسم کی نجاست سے بھری ہوئی ہیں اس طرح تم بھی ظاہر میں تو لوگوں کو راست باز دکھائی دیتے ہو مگر باطن میں ریاکاری اور بے دینی سے بھرے ہوئے ہو۔ اے سانپو! اے اژدہا کے بچو! تم جہنم کی سزا سے کیونکر بچو گے ؟۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے اس خطاب میں قبرستانوں اور اہل قبور کی وہ تو اندرونی کیفیت سمجھادی جس سے آپکی والی دعوی کہ اہل قبور اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں کی قلعی کھل گئی۔

قطب الاقطاب صاحب آگے اپنی تقریر میں فرماتا ہے کہ: "دنیا کی کسی بھی تنظیم کے پاس اتنے بڑے پیمانے پر ایسے کارگر تنظیمی دفاتر نہیں جن پر معاشی طور پر بھی خود کفالت بلکہ مرفہ الحالی کا دور دورہ ہو۔ بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ مجموعی آمدنی اور ASSETS کی شکل میں جو کچھ درویشوں کے پاس ہے

اس کا مقابلہ دنیا کی امیر ترین حکومتیں، نامی گرامی سرمایہ دار اور Milliner Club کے اراکین بھی نہیں کرسکتے۔

محترم قارئین! قطب الاقطاب کے اس اعتراف کے بعد جو ہمنے دعوی کی ہے کہ شروع زمانہ سے انبیاء علیھم السلام نے دنیا کے مترفین ذخیرہ اندوز دولتمندوں کے خلاف جو تحریک چلائی علم وحی کی روشنی میں ہر نبی نے اپنے اپنے زمانہ نبوت میں جنگیں لڑی ہیں تو مقابل میں مفت خور پرائی کمائیوں پر پلنے والی جاگیر دار اور سرمایہ دار مافیا نے جو تصوف اور دیگر کئی ناموں سے جنگیں لڑی ہیں جن کے محرکین کو قرآن حکیم نے مترفین اور ملاء سے تعبیر فرمایاہے یہ قطب الاقطاب اپنی تقریر میں اپنی تنظیم کی مرفہ الحالی دولتمندی عالمی بلینیئر کلب کے سرمایہ داروں سے بھی بڑھ چڑھ کر بتارہاہے کیا یہ سوچنے کی بات نہیں ہے کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہو رہا کہ علم وحی سے یہ صوفیاء کی جو جنگ ہے یہ خفیہ سرمایہ پر ہے میں مانتاہوں کہ قبروں کی کمائی اور آمدنی سے بھی پیئسے بنتے ہیں لیکن وہ سجادہ نشینوں کے لنگر خانوں وغیرہ پر صرف ہونے کیلئے کفایت کی خاطر ہوں گے بلینیئر کلب کے ممبروں کی آمدنی سے بھی زائد کمائیاں یہ سب ذہن خرید کرنے اور علم وحی کی مخالف کیمپوں کے لٹریچر و کلچرل تقریبات پر خرچ کرنے پر صرف ہوتے ہوں گے۔ سننے میں آیاہے کہ ایران میں امام علی رضا کی قبر پر نذرو نیاز کی ملنے والی رقومات اتنی تو وافر ہیں جو گورنمنٹ ایران کبھی کبھی مزار کے فنڈ سے قرضہ لیتی ہے۔

ویسے سوویت یونین کے ساتھ جنگ کے دنوں میں نیٹو ممالک کے بلینیئر ممبروں کے مشترکہ فنڈ سے مذہبی قائدین اور ان کے طالبان پر ڈالروں کی

عنایات بھی بڑھ چڑھ کر خرچ ہوئیں اور جو سعودی حکومت نے سوویت کے سوشلسٹ ہونے کے خلاف اور معاشی مساوات کے قرآنی نظریہ کے مطابق ہونے کے جرم میں اسے ختم کرنے اور امریکہ کو مضبوط کرنے کیلئے لڑنے والوں کو جو مالی امدادیں دی وہ بھی کعبہ اور قبر رسول کی زیارات کرنے والوں کی آمدنی سے اس کے پاس جو دولت بنی ہے بن رہی ہے وہ اس ساری دولت سے رد قرآن کی خاطر بنائے ہوئے امامی علوم روایات اور ان کے پڑھنے پڑھانے والی مذہبی مافیا پر خرچ کر رہا ہے۔

میری ان گزارشات سے قارئین کی خدمت میں یہ عرض کرنا مقصود ہے کہ وہ قطب الاقطاب کی تقریر کو غور سے پڑھیں اور سمجھیں کہ یہ صوفی ازم کے علمبردار یا تصوف کا علم اور نظریہ سیاسی طور پر کس کیمپ کے کام آرہا ہے میں دعوی کرتا ہوں کہ قرآن حکیم کا نظریہ معیشت یا جملہ انبیاء کی تعلیم کا نظریہ معیشت جو کہ اپنے جوہر میں ایک ہے یہ دنیا کے اندر معاشی مساوات اور ذاتی ملکیت کی نفی سے اقوام عالم ملکی ریاستوں کو مظبوط بنانے کا نظریہ دیتا ہے جبکہ ذاتی ملکیت کی حمایت کا کیپیٹلزم ریاست کے افراد کو انفرادی طور پر نو لمٹ حد تک مظبوط کرنے کا نظریہ دیتا ہے علم وحی کے تخلیق کار اللہ کی تعلیم کا مقصد اور خلاصہ یہ ہے کہ ریاست اپنے افراد کو سنبھالے (22-41) اور کیپیٹل ازم کے خالقوں کا یہ نظریہ ہے کہ ریاست خود ان کی محتاج ہو۔
پھر قارئین نے دیکھا کہ سرمایہ داروں کی مثالی ریاست امریکہ کے صدر ٹرمپ کو بھیجا گیا کہ جاؤ مسلم ممالک کے مخصوص ممبروں کو انکی مذہبی پیشوا حکومت سعودیہ میں اکٹھے کر کے حکم دو کہ دنیا کے مسلم بلاک کے فلاں فلاں ملک گندے اور گمراہ ہیں آپ اس میٹنگ میں آئے ہوئے سب ممبر

اچھے لوگ ہو اس لئے آپ کے اوپر لازم ہے کہ آپ ان کے ساتھ جنگ کریں۔ اور جنگی ضرورت کا مطلوبہ سارا اسلحہ ہم سے خرید کرو۔ ساتھ میں میڈیا نے یہ بھی بتایا کہ جن ملکوں کو ڈونل ٹرمپ نے اپنا دوست اور گڈ لسٹ میں سے ہونے کا شرف دیا پھر جن کے ساتھ انہیں جنگ کرنے کا حکم دیا تو ان بیڈ لسٹ ممالک کو بھی جنگ کی خاطر اسلحہ امریکہ نے خود اپنے ہاں سے دینا کیا ہے۔ یہ سب کچھ اسوجہ سے ہو رہا ہے جو لوگ جب نولمٹ دولت رکھنے کے مجاز تسلیم کئے گئے تو ان سرمایہ داروں نے اسلحہ تو تیار کیا لیکن دنیا کی حکومتوں کو بھی خرید کیا اقوام عالم کی قیادتوں کو بھی اپنی فنکاریوں سے خرید کر کے وجود عنایت کیا پھر بعض کو بعض سے لڑانے کی بھی پالیسیاں بنائیں جن میں علائقائی زمینی خطہ جات پر قبضوں کے معاملات سے لیکر مذاہب اور علمی نظریات کے فرقوں کو بھی جنم دیکر انکے بنیاد پر بھی دنیا میں مثلاً شیعہ سنی وغیرہ قسم کے اختلافات پر لڑائیاں کرائیں اور کرا رہا ہے۔ ملکوں کی اندرونی حاکمیتیں اتنی تو انسانیت دشمن فاشسٹ اور کرپٹ بنائیں جو ان کے ہاں معاشرہ ایسا بن گیا ہے جو:-

کم ظرف لئے پھرتے ہیں اعزاز کے پرچم
وہ لوگ ہیں چپ جن کے کھرے نام و نسب ہیں
کیا دور ہے جاسوس کھڑے پوچھ رہے ہیں
کس جرم میں لوگوں کو گرفتار کیا جائے

دوسری طرف

ہم لوگ ہیں تہذیب و شرافت کے گنہگار
ارشاد ہو کس جرم کا اقرار کیا جائے

مطلب کہ سامراج اقوام عالم کو غلام بنانے کے لئے خود اپنے ہاں سے ولد نامعلوم قسم کے منشی اور کلرک بھیج کر ہمارا حکمران بناتا ہے جن کو سلوار کا ناڑا باندھنے کی بھی تمیز نہیں ہوتی جن کی پالیسیوں سے قومی املاک کا دیوالیہ ہو جاتا ہے پھر انکے مقابل دیسی لوگ دھرتی کے مالک لوگ چپ رہ جاتے ہیں جن کے کھرے نام و نسب ہیں۔

محترم قارئین! میں نے صوفیاء کی مخفی عالمی کانفرنس کی صدارتی تقریر کو جو موضوع بحث بنایا ہے وہ اس لئے کہ قطب الاقطاب کے اس انکشاف کہ ہم نے قبور کے اندر اولیاء کو زندہ کیا رسول کو زندہ کیا رسول سے نئے ماڈل کی حدیث کی وصولیابی کا سلسلہ جاری کیا۔ ان جملہ حرفتوں کا لب لباب صرف یہ ہے کہ قرآن کو منسوخ بنایا جائے پھر قبروں سے لئے ہوئے نئے علم کو عالمی سامراج کے استحصالی ہنر سے دنیا کو چلایا جائے لیکن اس پر ٹھپہ اسلام اور قرآن کا بھی ہو اس کے بعد قطب الاقطاب فرماتا ہے کہ: "عزیز دوستو! ہماری کارگذاریوں کے اثرات مغرب کی غالب تہذیب نے بھی قبول کئے ہیں"۔

پھر اس دعوی کے ثبوت میں قطب الاقطاب صاحب فرماتا ہے کہ: "گذشتہ چند دہائیوں میں غیر عقلی رویے اور توہم پرستی کا جو بول بالا مغرب میں ہوا ہے اس سے آپ ناواقف نہیں صوفی سینٹرز، قبالہ مراکز، یوگا عاملین اور فال نکالنے والوں کو جو قبولیت عامہ ملی ہے اس میں ہمارے لیے امکانات کی ایک نئی دنیا پیدا ہوئی ہے۔ ہمیں ان امکانات سے حتی المقدور فائدہ اٹھانا ہے۔

محترم قارئین! آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ صوفی ازم اور تصوف کی ترقی اور مقبولیت کا مدار کیا ہے؟ یہ جو قطب الاقطاب نے اعتراف جرم کرلیا کہ ان کی افزائش کے امکانات غیر عقلی رویے اور توہم پرستی قبالہ مراکز، یوگا

عاملین اور فال نکالنے کے عمل پر موقوف ہیں تو اس حقیقت کو سمجھا جائے کہ جملہ غیر عقلی ڈھکوسلے جسطرح کہ امت مسلمہ کے علم حدیث کے سر پر ستوں کا کہنا ہے کہ دین میں عقل کا استعمال کرنا ناجائز ہے اس سے ثابت ہو گیا کہ جو صوفیاء لوگ جناب رسول کی قبر سے اپنے رابطے کر کے نئ حدیثیں معلوم کریں گے تو پہلے دور والوں نے بھی کم و بیش اسی طرح غیر عقلی حدیثیں حاصل کی ہوں گی ساتھ میں علم الاسناد والرجال بھی ایجاد کر دیا مطلب کہ قطب الاقطاب کی تقریر میں یہ اعتراف کہ ان کی ترقی کا مدار غیر عقلی اور توہم پرستی فال نکالنے اور یوگا کی مشقوں پر ہے اب کوئی بتائے کہ یہ لوگ مشرق کے انسانوں کو ذہنی طور پر مفلوج بنانے کے بعد اب چلے ہیں مغرب کے انسانوں کو توہم پرست بنانے۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ یہ صوفی ازم تو انسانیت کی دشمن تحریک ہے قطب الاقطاب کو معلوم ہو چکا ہو گا کہ ہندستان کے توہم پرست ہندو مذہب والے P.K فلم کے اندر جملہ خدائوں کو رانگ نمبر قرار دیکر صوفی ازم کو طلاق دے چکے ہیں مطلب کہ جب مشرق کا توہم پرست ہندو کئ سارے خدائوں کو الوداع کہتا جا رہا ہے تو دنیا میں اسلام کا ٹھیکہ دار اور قلعہ ملک کہلانے والے پاکستان میں غیر قرآنی مذہبیت کو بچانے کیلئے ساتھ میں بچے کھچے مسلم لوگوں کو اسلام سے نکالنے کیلئے بلاسفیمی لا پر عمل کرنے کیلئے ان کو لامذہبیت یا عیسائی بننے پر مجبور کیا جا رہا ہے اور قرآن میں ملاوٹیں کر کے ایک قرآن سے کئ قرآن بنانے والے لاہوری اہل حدیثوں کو ملکی ایجنسیوں کی چھتری تلے حفاظت میں رکھا جا رہا ہے اور جو سعودی حکومت نے ملاوٹی قرآن تیار کرنے اور چھاپنے کی جو ذمہ داری اٹھانے کی ڈیوٹی قبول کی ہوئی ہے تو اسکی مذہبی جمعداری کو بچانے کیلئے

پاکستانی فوج کی نفری ایک جنرل سمیت مناسب تنخواہ پر اسے دی گئی ہے یہ گذارش میں نے اسلئے کی ہے کہ پاکستان کے لاوارث صوبہ سندھ کے فکری مرکز بھٹ شاہ میں صوفی ازم کی خاطر ایک مستقل یونیورسٹی قائم کرنااور ملک کے لوگوں کو خلاف قرآن بلاسفیمی لا کے آرڈیننس کے ذریعے ان کو اسلام سے بیزار کرنے کی حیلہ بازی کرنا جس سے دنیاوالوں کو یہ بھی تاثر ملے کہ اسلام میں اپنی کوئی سچائی اور حقانیت نہیں ہے یہ صرف اسٹیٹ کے ڈنڈے سے دنیا میں بچ سکتا ہے یہ آرڈینس فلسفہ قرآن کے خلاف ہے اور اسلام دشمنوں کی سوچ کی پیداوار ہے۔ میں اس موضوع پر تفصیلی مقالہ بنام "غیرت ایمانی کے اظہار کا وہ طریقہ جو قرآن نے سکھایا" لکھ کر شائع کیا ہوا ہے جو میرے نام سے فیس بک کے پیج پر موجود ہے۔ اور قبور پرستی کی سرپرستی یہ سب معاملے عالمی سامراج کی ایجنڈا پر سعودی حکومت، ترکی حکومت، پاکستان حکومت اور ایرانی حکومت یکساں طور پر سرانجام دے رہی ہیں میں ایک پاکستانی کی حیثیت سے عالمی فکری سازشوں میں ملک پاکستان کی جانب سے ان کے ساتھ جو تعاون کیا جارہا ہے یہ سب انکا اسلام دشمنی اور قرآن دشمنی کا کھلا ہوا ثبوت قرار دیتا ہوں۔

جناب قارئین! قطب الاقطاب کی تقریر کی آخری تہائی بھی نہایت اہم ہے جس میں مغرب کی فتح کیلئے وہ ویدانتی، سامی، مانوی، عیسائی، اور یہودی رہبانیت کے ملغوبہ سے روحانیت کے نئے مقبول عام ایڈیشن تیار کرنے کی ٹھانے ہوئے ہے، یہ اسکا فارمولہ مغرب میں صوفی ازم لے جانے کیلئے ہے مزید یہ کہ صوفی ازم کو دنیا میں رائج کرنے کے یہ علمبردار لوگ مغرب کو فتح کرنے کے بعد بھی انہیں اپنے اکابرین کی قبروں کا پوجاری بنائے رکھنا ضروری قرار دیتے ہیں۔

صوفی ازم کی قبر پرستی کیلئے اتنی اہمیت بتارہی ہے کہ یہ لوگ انسان ذات کو واپس پتھروں کے دور کی طرف لے جانا چاہتے ہیں جہاں تک قبروں کے تقدس اور ان کی پوجا کرنے اور ان سے فیوضات لینے کی بات ہے اس سے پہلے ان کی حقیقی حیثیت پر علم تاریخ کی روشنی میں بھی تحقیق کرنا اولین فرض ہے اس تحقیق کی ابتدا اہم جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کی تاریخ وفات سے کرتے ہیں جو آیت کریمہ إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَى مَعَادٍ (28-85) یعنی جس اللہ نے آپ کے اوپر کتاب قرآن کے جملہ احکامات کو بحیثیت فرض کے نازل کیا ہے وہ اللہ ضرور آپ کو مکہ کی طرف لوٹائے گا۔ میں نے جو یہ دعوی کی ہوئی ہے کہ قرآن حکیم اپنے الفاظ کی معنی یا مضامین کا مفہوم خود بتاتا ہے پڑھنے والے کو غیر اللہ کا محتاج نہیں بناتا۔ سو اس آیت کریمہ میں جناب رسول علیہ السلام کا مکہ میں بحیثیت فاتح ہو کر مدینۃ المنورہ سے آنے کا ذکر ہے مکہ مملکت حجاز کا جناب ابراہیم علیہ السلام سے لیکر دار الحکومت رہا ہے اور آخری نبی کے انقلاب لانے کی شروعات بھی وہاں سے ہوئی ہے قرآن حکیم کے نزول کا مقدار بھی آدھے سے زیادہ مکہ میں ہوا ہے سو انقلاب رسول انقلاب قرآن میں اقتدار رسول میں اغیار کی شرکت اللہ کو گوارا نہیں تھی اس لئے بلاشرکت غیرے حکمرانی کی خاطر جناب رسول کو ہجرت کا حکم ہوا۔ اس وعدہ کے ساتھ کہ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا (2-144) یعنی تجھے تیرے پسندیدہ مرکز اور ہیڈ کوارٹر کا ضرور والی بنائیں گے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَى مَعَادٍ (28-85) یہاں آیت کریمہ (2-144) تائید کر رہی ہے کہ (آیت (28-85) میں معاد کی معنی و مفہوم جناب

رسول کی ہجرت کا شروعاتی شہر مکہ ہے تو بتایا جائے کہ جب علم روایات کی تاریخ کے مطابق جناب رسول کے فاتح مکہ بن کر آنے کے ڈھائی ماہ بعد ان کی وفات حسرت آیات ہوئی ہے تو جناب رسول کو مکہ کے گرد و نواح میں قرآنی حاکمیت کی فرضیت جمانے اور نافذ کرنے کیلئے مناسب مدت درکار نہیں ہوئی ہو گی؟ تو اس سے علم روایات کا جناب رسول کی فتح مکہ سے فوراً واپسی اللہ کے حکم قرآن کی فرضیت کو مفتوح شہر اور علائقہ مکہ میں وہاں رہ کر احکامات انقلاب قرآن کے لئے یہ ڈھائی ماہ درکار نہیں ہوئے ہوں گے؟۔ اور پیدائشی وطن مالوف مکہ جس کیلئے قرآن بھی کہتاہے کہ اے نبی یہ شہر تیرا پسندیدہ بھی ہے (2-144) پھر کیا جناب رسول اپنے اس من پسند سیاسی ہیڈکوارٹر کو چھوڑ کر چلے گئے ہوں گے۔ اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے لازم ہے کہ پہلے فتح مکہ کے فلسفہ کو سمجھا جائے پھر اسکی روشنی میں غور کیا جائے کہ اس ابراہیمی دارالحکومت کو حاصل کرنے کے بعد بغیر انقلابی اصلاحات کے نفاذ کے ویسے ہی وہاں سے بغیر کسی کو قائم مقام یا مستقل گورنر مقرر کرنے کے واپس چلے جانا ایک سیاسی حکمران کے شان کے خلاف ہے۔ لیکن روایات والی واپسی یہ تو ایسے ہوئی جسطرح آج کل حاجی لوگ دس ذوالحج کو جہازوں میں چڑھکر اپنے ٹھکانوں پر واپس چلے جاتے ہیں۔

جناب قارئین! علم حدیث میں جناب رسول کی اسکی زندگی کے آخری حج اور فتح مکہ سے فی الفور واپسی انکی حدیثوں میں اسطرح دکھائی گئی جو گویا کہ انہوں نے جناب رسول کو سیاسی حکمران اور فاتح تسلیم ہی نہیں کیا جو فاتح مستقل طور پر وہاں اپنی حاکمیت جما کر مستقل رہائش پذیر ہو جاتے ہیں بلکہ شہر مکہ کو اب مشرکین مکہ سے آزاد کرانے کے بعد جیسے کہ انکی بنائی ہوئی تاریخ کے

مطابق اپنے سیاسی ہیڈ کوارٹر کو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ یہ باتیں میں یہاں اسلئے لکھ رہا ہوں جو علم حدیث بنانے والوں نے ایک یہ بھی حدیث بنائی ہے کہ دین میں اپنی عقل استعمال نہ کرو اور ایک یہ بھی حدیث میں نے پڑھی ہے کہ اہل الجنتہ بلہ یعنی جنت والے لوگ بیوقوف ہوں گے سو ان حدیثوں نے ہی مجھے مجبور کیا کہ میں سوچوں کہ جب انہوں نے پیدائش رسول کی تاریخ میں قرآن کے بتانے کے مطابق پچیس تیس سال کا گھپلہ کیا ہے تو وفات رسول سے متعلق مطلوبہ لوازمات میں انہوں نے کوئی کسر کیوں کر چھوڑی ہو گی۔ کئی قبریں صاحب قبور کی نسبتوں سے لازمی نہیں ہے کہ انکی وہ نسبت یقینی بھی ہو۔ جناب علی رضی اللہ عنہ کے نام کی قبریں میں نے نہج البلاغہ کے ایک شرح میں اٹھائیس عدد پڑھی ہیں بی بی فاطمہ کی قبروں کی تعداد چالیس پڑھی ہے پیران پیر عبدالقادر جیلانی کے متعلق اس کے ایک مرید نورالدین شمس اپنے ملفوظات 593 میں لکھتے ہیں کہ میں آج تک حیران ہوں کہ بغداد کے وزیر عبید اللہ یونس کو یہ توفیق اور قوت کیسے حاصل ہوئی کہ اس نے پیروں کے پیر کا گھر مسمار کیا ان کی اولاد کو دربدر کیا شیخ عبدالقادر کی قبر کھود ڈالی اور ان کی ہڈیاں دریائے دجلہ کے لہروں میں پھینک دیں۔ بحوالہ (النجوم الزہرانی جلد نمبر 6 صفحہ 142) پاکستان کے ادارہ اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمی اور ڈی جی جناب ڈاکٹر عبدالواحد ہالے پوتا مرحوم نے مجھے اپنے ادارہ کے سبجیکٹ اسپیشلسٹ مولانا عبدالقدوس ہاشمی سے اپنی آفیس اسلام آباد میں ملایا اور اس کی علمیت کی بڑی تعریف کی میں نے ہاشمی صاحب سے کچھ تفصیلی ملاقات کی اس نے بتایا کہ محمد عثمان مروندی قلندر لال شہباز کی مزار اندر سے خالی ہے یہ ہندوؤں کی زیارت گاہ ہے یہ راجہ

بھرتری کی آستان ہے عثمان مروندی کا ملتان تک آنا ثابت ہے وہ سیوہن شہر نہیں گئے یہ بحث نے میں پیر حسام الدین راشدی صاحب کے ساتھ بھی کیا وہ جواب میں مروندی کا سیوہن تک آنا ثابت نہیں کرسکے۔ میرے گاؤں خیر محمد بوہیو کے قبرستان کا نام جیون فقیر کے نام سے ہے جس کی قبر شروع سے ہے ہی نہیں تھی ایک دن ہماری گاؤں کے ایک کسان جلال بوہیو نے اسکی قبر بنادی اور کہا کہ یہ قبر جیون فقیر کی ہے میں نے جلال سے پوچھا کہ تیرا والد بھی کہتا تھا کہ جیون قبرستان کا نام ضرور ہے لیکن اس نام کا آدمی بوہیوں میں کوئی نہیں گذرا تو بتاؤ تجھے کیسے خبر ہوئی کہ اس جگہ جیون مدفون ہے اس نے کہا کہ فقیر جیون رات کو مجھے خواب میں ملا اور بتایا کہ اس درخت کے نیچے میں مدفون ہوں تو میری قبر بنا!!! سندھ میں ایک مشہور صوفی بزرگ صاحب کرامات اولیاء اور صوفیاء میں اس کا شمار ہوتا ہے جو جھوک شہر کے شہید شاہ عنایت کے نام سے مشہور ہیں اور اس شہید صوفی بزرگ کی تاریخ اور سوانح میں ہے کہ وہ نظریاتی طور پر سندھ میں کسانوں کی تحریک کا اپنے دور میں بانی اور لیڈر رہا ہے جس نے سندھ کے کلھوڑا خاندان کے دور حکومت میں جاگیرداریت کے خلاف بڑی جنگ لڑی تھی یہ بزرگ سندھ میں سوشلسٹ تحریک کا بانی تھا اور لیفٹ پالیٹیشن کے کامریڈوں میں بڑا مقبول صوفی بزرگ ہے۔

مجھے سندھ کی تاریخ میں راجا داہر اور محمد بن قاسم کی جنگ سے متعلق کچھ حقائق جاننے کی ضرورت تھی اس لئے سندھ یونیورسٹی جام شورو کے ہسٹری ڈپارٹمنٹ کے رٹائر پروفیسر ڈاکٹر غلام محمد لاکھو صاحب سے ملاقات کیلئے وقت مانگا جو تاریخ 7 جولاء 2017ع صبح دس بجے کو طئے ہوا میں مقرر وقت

پر ان کے گھر پہنچا گفتگو ہوئی مزید ایجنڈا کے سواء بھی تاریخ پر باتیں ہوئیں برسبیل تذکرہ انہوں نے بتایا کہ سندھ کے بڑے نامور دانشور محمد ابراہیم جویو نے مجھے بتایا کہ پاکستان نیا نیا بنا تھا ہم کمیونسٹوں کو لیفٹ کی سیاسی ہلچل کرنے میں بڑی دشواریاں پیش آرہی تھیں ہم نے سوچا کہ کیوں نہ ہم اپنے نظریہ کمیونزم اور سوشلزم کو کسی مرے ہوئے خانقاہی پیر کی ہسٹری سے جعلی کہانیوں اور کارناموں کو اسکے ساتھ نتھی کرکے اسے اپنے زمانہ کے جاگیرداروں کے خلاف ذاتی ملکیت کی نفی کی سیاست کرنے والا بناکر پیش کریں اور اس کے کھاتہ میں یہ بھی اس کا نعرہ مشہور کیا کہ جو کسان کھیتی بوئے وہی کھائے بٹائی پر زمین کرانا حرام وغیرہ سو اس کام کیلئے ہمیں شہر جھوک شریف کے صوفی شہید شاہ عنایت مناسب نظر آئے پھر ہمنے اس کے نام کے ساتھ تاریخ کے بڑے قصے منسوب کرکے اسے سندھ کا پہلا سوشلسٹ پیر بنادیا۔ مین نے لاکھو صاحب سے کہا کہ پھر اصل حقیقت تو ظاہر ہونی چاہیے جواب میں ڈاکٹر لاکھو صاحب نے کہا کہ یہ بات بھی دوستوں کے ساتھ بحث میں آئی تھی تو وہاں یونیورسٹی کے سندھی ڈپارٹمنٹ کے پروفیسر آزاد قاضی نے کہا کہ اس انکشاف کو جلدی آؤٹ نہ کرو محمد ابراہیم جویو ابھی زندہ ہے یہ بات اس کے متعلق کروگے تو کوئی نہ کوئی مافیا اٹھے گی جو جویو صاحب سے تردید نامہ لکھ کر اس سے دستخط کرادیگی۔ لیکن میرے پاس ایسی ڈراؤنی باتوں کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی معاشی مساوات کا نظریہ ذاتی ملکیت کی نفی کا نظریہ دنیاوالوں کو قرآن نے دیا ہوا ہے (2-219)(41-10) اس لئے جناب ابراہیم جویو کو مجبور کرواکر کوئی دستخط لے لے یا کسی پیر کو قبر سے اٹھاکر بھی تردید کرائے ایسی چیزوں کی کوئی اہمیت نہیں ہے میرے اس بیان

کا مقصد یہ ہے کہ دنیا میں قبروں میں مدفون لوگوں سے منسوب قصوں کی صحیح تاریخ لکھنی چاہیے بالخصوص جس کے بارے میں قرآنی شواہد بھی موجود ہوں اور اصل اہمیت دلائل کی ہونی چاہیے دلائل کی پختگی کی ہونی چاہیے قبریں قبریں ہوتی ہیں درسگاہیں نہیں ہوتیں۔

صوفیاء کی اس خفیہ عالمی کانفرنس کے صدارتی خطاب کے دوران بعض احباب نے تبلیغی نقشبندی سلسلہ پر اعتراض وارد کئے ہیں انکا کہنا ہے کہ بیعت کے ہیکل تنظیمی کے بغیر ہم انہیں پوری طرح اپنا نہیں سمجھ سکتے۔

میں یہاں قارئین لوگوں کو اپیل کرتا ہوں کہ وہ خود اس اعتراض پر سوچیں کہ شروع زمانہ سے یعنی حسن بصری سے لیکر سوچیں کہ مسلم امت میں جو پیری مریدی کا سلسلہ بیعت کے ذریعے تجویز کیا گیا تھا اسکی براہ راست معنی یہ ہے کہ مرید لوگ قرآن سے دست بردار ہو جائیں میں نے یہ معنی بھی خود قطب الاقطاب کے ان جملوں سے لی ہے جو اس نے جواب میں بولے ہیں فرماتا ہے کہ کسی سے بیعت لینا یہ تو محض ضابطہ کی کارروائی ہے کوئی شخص مرید صرف بیعت کے سبب نہیں ہوتا بلکہ مرید ہونا تو ایک ذہنی سطح کا نام ہے اگر کسی تنظیم سے وابستگان (تبلیغی جماعت یا نقشبندی وغیرہ سلسلوں کے لوگ) ذہنی طور پر اس کیفیت کے حامل ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ انہیں محض ضابطہ کی کارروائی کا بہانہ بناکر مسترد کردیا جائے بلکہ ہمارا کام تو دوسری تنظیموں کو بھی شیخ پرستی کی ایسی سطح پر لانا ہے انہیں اس بات کا یقین دلانا ہے کہ علم وحکمت کی فراوانی ان کے اکابرین اور بانیوں پر ختم ہوئیں، مشائخ پرستی جہاں بھی ہو جس شکل میں بھی ہو ہمارے کام کی ہے۔

دیکھا قارئین ساتھیو! کسطرح تو قطب صاحب پیری مریدی کی تعبیر و تشریح کر گیا یعنی کسی نے اگر ہمارے سلسلہ کی بیعت نہیں کی لیکن اس کے صرف تبلیغی جماعت سے ہونے اور تصوف کے ہمارے سواء دیگر سلسلوں میں سے ہونے کو کافی سمجھو یعنی اگر کوئی آدمی ہمارا بیعت کے ذریعے ممبر نہیں بھی ہو کوئی پرواہ نہیں یعنی کیا تبلیغیوں اور تصوف کے دیگر سلسلوں کا اسٹرکچر ہمارا والا نہیں ہے؟ تنگ نظر نہ بنو اگر کوئی پیری مریدی کو درست سمجھتا ہے یا تبلیغی جماعت کی طرح دین کو بجاء قراٰن کے ان کے والے بزرگوں سے لینا مانتا ہے تو بس یہی ہی کافی ہے اس لئے کہ ان کی مشن تو لوگوں کو قراٰن سے ہٹانے کی ہے پھر وہ کسی بھی ٹریڈ مارک سے ہو۔ میرے اس الزام کا ثبوت خود قطب الاقطاب کے خطاب کے آخری جملوں میں موجود ہے غور و فکر کے ساتھ ہر کوئی پڑھ سکتا ہے۔

محترم قارئین! ہم نے جب بھی کسی صوفی اور تصوف کے حامی فرد کے ساتھ اس قطب الاقطاب کے خطاب کے کسی اقتباس کے حوالہ سے بات کی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اس سے جدا قسم کا تصوف مانتے ہیں قطب صاحب اور قسم کے صوفی ہیں لیکن قطب الاقطاب اپنے خطاب کے الوداعی جملوں میں وحدت المتصوفین اور اتحاد طرائق صوفیاء کو دیکھیں کہ کسطرح تو ایک لڑھی میں لاتا ہے جس سے کسی دیوبندی بریلوی شیعہ سنی نقشبندی قادری چشتی سہروردی کسی کو بھی اختلاف نہیں اس کے وہ الوداعی جملے یہ ہیں۔ لستم پوخ کا یہ اجلاس تمام تر طروق تصوف کے بانیوں کو نذرانہ عقیدت پیش کرتا ہے اور اس عزم کا اظہار کرتا ہے کہ وہ اہل بیت اطہار کا علم ہمیشہ بلند رکھے گا۔

اب ہر کوئی اپنے آپ سے سوال کرے کہ کیاوہ اپنی نمازوں میں درود اٰل محمد نہیں پڑھتا؟ یہی توسب کا کامن جھنڈا ہے!!!

اسلام کے نام کی تاریخ کو قرآن کی کسوٹی سے درست کرو

اسلام کے نام سے منسوب لٹریچر علم حدیث، تفسیر القرآن بالروایات امامی فقہیں اور تاریخی واقعات یہ جملہ موضاعات اس وقت اور اس حالت میں تسلیم کئے جائیں گے جب وہ قرآن سے ماخوذ ہوں گے اور اس کے موافق ہوں گے کوئی اگر یہ سوال کرے کہ تاریخ کے موضوع میں زمانہ نزول قرآن کے بعد کے واقعات کو کسطرح قرآن کی کسوٹی سے پرکھ سکیں گے؟ سو یہ سوال تو قرآن کے آگے کوئی بھی بڑی بات نہیں ہے قرآن کی دعویٰ ہے اعلان ہے کہ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ (38-88) زمانہ گذرنے دو حقائق قرآنی کھلتے جائیں گے اب تک کی مسلم تاریخ کو کھنگال کر دیکھا جائے تو اسکا ٹوٹل بنیاد اور مأخذ علم حدیث پر ہے اور موجود جملہ علم حدیث دشمنان قرآن کا تیار کردہ ہے وہ اس دلیل کے ساتھ کہ جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کے بارے میں اللہ کا اعلان ہے کہ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ـلَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ـثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ـفَمَا مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ (47تا44-69) یعنی اگر بالفرض والمحال ہمارا یہ نبی کوئی سا بھی اپنی اپنی طرف سے قول گھڑلے ہمارے اوپر تو ہم ضرور اسے طاقت سے پکڑ لیتے پھر کاٹ دیتے ہم اسکی رگ حیات کو پھر کوئی نہیں ہو گا تم میں سے (ہمیں) روکنے والا۔ ہمارا مکمل ایمان ہے کہ جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام اپنی پوری حیاتی میں قرآن حکیم کے فریم سے ایک بال کے برابر بھی

ادھر ادھر نہیں ہوا گفتہ اے او گفتہ اے اللہ بود وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَى- إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى (53-3-4) یعنی معاملات دین میں جناب رسالت مآب علیہ السلام ایک چلتے پھرتے قرآن تھے۔ رہا معاملہ کہ امت کے پاس جو صدیوں سے لاکھوں حدیثوں پر مشتمل میراث علم جناب رسول علیہ السلام کے اسم گرامی سے منسوب چلا آرہا ہے یہ کہاں سے اور کن کی طرف سے آیا؟ سو اس بات کا جواب نہایت آسان ہے، اس ذخیرہ احادیث کو ایجاد کرنے والوں کا تعارف قرآن حکیم نے ایک دونی دونی دو دینی چار کی طرح منٹوں میں دنیا جہان والوں کے سامنے گویا کہ ایسے لوگوں کے پیدا ہونے سے پہلے ہی تعارف کرادیا ہے وہ یہ کہ فاسق قسم کے لوگ ہی اپنے مخالفوں کیلئے برے ناموں اور بری معناؤں کے القاب اور نام تجویز کرتے ہیں اس لئے اے امن عالم کے ذمہ دارو! کوئی قوم کسی دوسری قوم کی مذاق نہ اڑائے ممکن ہے کہ وہ ان سے بھلے ہوں اور عورتیں بھی ایک دوسریوں کی مذاق نہ اڑائیں ممکن ہے کہ فریق ثانی کی عورتیں ان سے بھلی ہوں ایک دوسرے پر ناموں کے حوالہ سے یا القاب کے حوالوں سے بھی مذاق نہ کریں ایمان لانے کے بعد برے نام رکھنا تو نہایت ہی برا ہے سو اب اگر جاہلیت کے زمانے میں ایسے نام رکھے بھی گئے تھے تو لوٹ کر اب نئے نام اچھی معنائوں والے رکھو اگر کوئی ایسے برے نام تبدیل نہ کرے گا تو وہ ظالموں میں سے ہو گا۔ (49-11)

محترم قارئین! اب غور فرمائیں کہ جناب رسول علیہ السلام کے اصحاب کرام کی پہلی صف کے اکابرین اسلام کے ناموں پر جو صرف علم حدیث کے حوالوں سے ہی ملے ہیں اور سواء احادیث کے ان ناموں کا اور کوئی بھی حوالہ

اور ماخذ نہیں ہے لفظ ابو بکر کی معنی کنواری لڑکی کا باپ دوسرے خلیفہ عمر کے لقب فاروق کی ایک معنی بحوالہ قرآن بزدل اور ڈرپوک (9-56) عثمان کی معنی سانپ کا بچہ معاویہ کی معنی بھونکنے والا۔ دحیہ کلبی جس کیلئے مشہور ہے کہ یہ صحابی جناب رسول کی جانب سے سفیر اور وزیر خارجہ کے ڈیوٹیوں پر فائز تھا جس کے نام کی معنی سویا ہوا کتا بنتی ہے عباس کی معنی گندہ چہرہ عائشہ کی ایک معنی عیاشی کرنے والی بھی بنتی ہے خدیجہ کی معنی ڈاچی کا کچی حالت میں گرا ہوا بچہ۔ فاطمہ کی معنی شیعوں کی کتاب اصول کافی کے باب مولد فاطمہ کے حوالہ سے ہے کاٹنے والی۔ اصول کافی والے نے اس نام کی معنی میں یہ بھی لکھا ہے کہ علم کو کاٹنے والی یہاں سوال آسکتا ہے کہ کس علم کو کاٹنے والی، اس زمانہ کا علم تو اسکے والد گرامیقدر جناب رسول پر نازل شدہ علم قرآن تھا تو کاٹنے سے مراد کیا مصحف فاطمہ لیا جائے؟ جو ان کے بقول امام غائب کے پاس موجود ہے مطلب کہ یہ سب نام علم حدیث بنانے والوں نے بتائے ہیں سو ان ناموں کو قرآن کی مذکورہ آیت (49-11) کی روشنی میں جناب رسول کے زمانہ حیات کے نام تو تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ ان ناموں کی معنائوں میں تو ہجو ہے توہین اور تبرا ہے سو اصحاب رسول کے ایسے نام بتانے والے حدیث ساز لوگ تو دشمنان اصحاب رسول ثابت ہوتے ہیں پھر یہ دشمنی صرف شیعوں اور ایرانیوں کی کیوں؟ ایسی حدیثوں کو تو سعودی پاکستانی اہل حدیث لوگ اہل سنت کے سارے فرقوں والے بھی مانتے ہیں۔

جناب قارئین! قرآن حکیم نے جو فرمایا کہ ضرور تم لوگ وقت گذرنے کے ساتھ قرآن کے انکشافات کو سمجھتے جاؤگے (38-88) ان حدیث سازوں کے زمانہ نزول قرآن کے بعد والے ادوار میں اکاذیب کا کیا پوچھتے ہو یہ لوگ

اتنے بد باطن اور کور چشم ہیں جو قرآن حکیم نے صاف صاف طور پر کھول کھول کر بتایا خیبر کے یہودیوں کے بارے میں وَلَوْلَا أَن كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاء (59-3)اس آیت پر غور کیا جائے کہ یہودی لوگ اللہ کی جانب سے جو انقلاب رسالت کی وجہ سے ان کے دلوں پر رعب پڑ گیا تھا پھر ان کو ایک تحریری آرڈر سے جلاوطن کیا گیا کہ اس رسول کا جو نعرہ ہے کہ وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَى(53-39)یعنی کسی بھی انسان کا صرف اتنا ہی حق ہے جتنا وہ کمائے اور وَلِتُجْزَى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ (45-22)یعنی ہر متنفس کا اتنا حق ہے جتنا وہ کمانے اور ہر محنت کش کو اسکی کمائی کا پورا پورا بدلہ دیا جائے سو جب استحصالی یہودیوں نے دیکھا کہ ہماری ساری دولت تو سود اور محنت کشوں کی مزدوری کے استحصال سے بڑھی ہے اب تو انقلاب نبوت سے ہماری ساری پونجی لوٹی جائے گی یہاں رہنا مہنگا پڑے گا آگے وَلَوْلَا أَن كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاء لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ (3-59)یعنی انپر اللہ کی جانب سے لکھت میں جلاوطنی کا آرڈر پاس کردہ نہ ہوتا تو آخرت کے جہنم سے پہلے یہاں دنیا میں ہی اذیتیں بھگتتے۔ انقلاب نبوت کی ان اعلانات سے خائف ہو کر مرعوب ہو کر جو ان کے بارے میں قرآن حکیم خود بتاتا ہے کہ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُم بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ(2-59)اہل کتاب لوگ لگے اپنے گھر خود ہی اکھیڑنے جس سے نہایت ضروری اور قیمتی اشیاء جلاوطنی کی صورت میں اپنے ساتھ لے جا سکیں اور ان کی ایسی

رحلت کی بعد ان کے مکانات اور تعمیرات کی بقیہ جات کھڑکیاں اور دروازے وغیرہ انقلابی لوگ اکھیڑ کر اپنے لئے لے آئے۔

جناب قارئین! قرآن حکیم کے اس واضح اعلان کہ اہل کتاب یہودیوں کے ساتھ جنگ نہیں لڑی گئی بغیر جنگ کے صرف جلاوطن ہو جانے کے تحریری حکنامہ سے ہی (59-3) وہ بھاگ نکلے ہیں علم حدیث کی جنگ خیبر سے متعلق ساری حدیثیں جھوٹی من گھڑت اور بوگس بنجاتی ہیں جن میں خیبر کے قلعہ کا دروازہ صرف علی ہی توڑ سکا ہے لڑائی میں خیبر کے سردار یہودی کا قتل ہو جاتا ہے اور اسکی نئی شادی شدہ دلہن کا خلاف قرآن (8-67) مال غنیمت میں قید ہو کر آجانا پھر پہلے اسکا ایک دحیہ کلبی صحابی کا اسے اپنے لئے رسول کی اجازت سے لے جانا پھر کسی دوسرے صحابی کا چغلی لگانا اور جناب رسول کو یہ کہنا کہ دحیہ کلبی ایک ایسی حسینہ لونڈی کو اپنے لئے لے کر گیا ہے جو وہ تو آپ کے حرم کے شان جیسی خوبرو ہے پھر نبی حکم دیتا ہے کہ دحیہ کلبی کو بلایا جائے اور اسے حکم دیتا ہے کہ اس لونڈی کو واپس کر کے کوئی سی دوسری لونڈی اس کے عیوض لے جائے پھر رسول اس لونڈی بنام صفیہ کو اپنے لئے مخصوص بنا کر اسے ام المؤمنین بنا دیتا ہے یہ جملہ حدیثیں کتاب بخاری میں موجود ہیں۔

محترم قارئین اس طرح کی سیکڑوں حدیثیں اس جنگ خیبر سے متعلق کتب احادیث میں موجود ہیں جس جنگ کے جھوٹے ہونے کے بارے میں قرآن حکیم کا واضح اعلان ہے کہ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ (59-6) یعنی آپنے اہل کتاب پر جنگ وجفا کرنے کیلئے گھوڑوں کے رکاب میں پاؤں ہی نہیں ڈالے !!! سو کوئی بھی شیخ الحدیث قرآن حکیم کے اس واضح

اعلان کے بعد بھی بتائے کہ خیبر کی جنگ کے طفیل علی کا فاتح خیبر ہونا اور جناب رسول کا یہودیوں کے سردار کے قتل ہو جانے کے بعد اسکی نئی شادی کردہ صفیہ نامی بیوہ دلہن کو مال غنیمت میں لے کر اسے بیوی کے طور پر ام المؤمنین بنانا یہ سب کچھ کیا ماجرا ہے !!؟

محترم قارئین! آپ نے غور فرمایا کہ قرآن حکیم نے کسطرح تو اپنے زمانہ نزول کے بعد کے ایجاد کردہ جھوٹی حدیثوں اور حدیثوں کے راویوں کے نام اسماء الرجال کا پورا ذخیرہ بوگس کر کے دکھادیا اور حدیث ساز اماموں کو پکڑ کر دکھایا کہ یہ ہیں مخالفین علم قرآن لوگ، مخالفین فلسفہ انقلاب قرآن لوگ۔ کیا قرآن حکیم کا یہ اعلان یہ نعرہ سچا ثابت نہیں ہوا کہ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ (38-88) وقت گذرنے دو قرآن آپ کو حالات حاضرہ کا بھی علم دیتا چلیگا۔

مطلب کہ ثابت ہوا کہ اب جو مسلم امت میں جھوٹی تاریخ کے فرضی واقعات کے حوالوں سے فرقہ بازی کی دھینگا مشتی کشت وخون رواں دواں ہے یہ سب فرضی لڑائیوں فرضی شخصیتوں اور انکی فرضی رقابتوں پر مشتمل فرضی معرکہ جات کی وجہ سے ہے اللہ عزوجل جو خالق کائنات ہے وہ ان سب باتوں کو انسان کی پیدائشی مزاج سے ہی بخوبی آشنا تھا اور کیوں نہ ایسا ہو جو وہ ہوا جو خالق!!! اسنے خود انسان کے بارے میں بتایا کہ إِنَّ الْإِنسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا (70-19) انسان حریص اور بے صبرا پیدا کیا گیا ہے۔ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا (33-72) وہ بڑا ظلم کرنے والا اور جاہل ہے إِنَّ الْإِنسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ (100-6) انسان اپنے رب کا ناشکرا ہے بَلْ يُرِيدُ الْإِنسَانُ لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ (75-5) بلکہ انسان چاہتا ہے کہ مستقبل

میں ہمیشہ بدکاریاں کرتا رہے لَا يَسْأَمُ الْإِنسَانُ مِن دُعَاء الْخَيْرِ (41-49) انسان مال و ملکیت کے مطالبوں سے تھکتا ہی نہیں ہے وَكَانَ الإِنسَانُ عَجُولاً (17-11) انسان بڑا جلد باز ہے وَكَانَ الْإِنسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا (18-54) انسان کئی ساری چیزوں پر جھگڑے کرتا رہتا ہے إِنَّ الإِنسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ (13-34) انسان ظالم اور حق سچ کا انکاری ہے بہر حال انسان کی ایسی خصلتوں پر کوئی بھی شخص یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ ایسا انسان تخلیق بھی تو اللہ کی اپنی ہے۔ پھر اس نے اسے اسطرح کا پیدا ہی کیوں کیا؟ رب تعالیٰ جواب میں فرماتا ہے کہ ہم نے انسانی طبائع سے مثبت کام لینے کے لئے إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا (76-3) ہمنے اسے راہ راست کی ہدایت دی تھی پھر آگے اسکی مرضی ہے خواہ وہ شکر گذار رہے یا منکر ہو کر رہے۔ إِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدَى (92-12) ہدایت دینے کی ذمہ داری ہماری تھی جو ہم دیتے رہے نیز اپنی کتاب کے ذریعے انسان کی خاطر ہدایت کا علم جو بھی مطلوب اور ضروری تھا وہ سارا بندوبست ہم نے کیا۔ اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا۔۔۔ (39-23) پھر اسکی ہدایت کی خاطر سارے انتظامات کر چکنے کے بعد بھی اگر وہ ظالم جاہل لالچی بھوکا اور لٹیرا بنا رہے تو اس میں اللہ کا کیا قصور؟

اللہ عزوجل نے جناب نوح علیہ السلام سے لیکر عیسی علیہ السلام تک آخری نبی کو انسانوں کی گمراہ کی خصلت کا بتایا کہ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (22-52) (خلاصہ) اے محمد (علیک السلام) تجھ سے پہلے جس بھی نبی اور رسول کو ہم نے بھیجا اور اس نے اپنی آرزو کے مطابق اسے ملے ہوئے

علم وحی کو لوگوں تک پہنچایا تو شیطان قسم کے لوگوں نے امیدوں بھرے علم میں اپنے القائات ڈال دیئے پھر مٹاتا رہا اللہ ان شیطانی القائات کو دوسرے نبی کی معرفت جس سے وہ محکم بنادیتا تھا اصلی علم وحی کو پھر سے شیطانی القائات کے مٹانے کے ذریعے ہم نے یہ بات اس حوالہ سے شروع کی ہوئی ہے کہ امت مسلمہ کے اندر امامت کے جبون میں جو اہل مجوس کیمپ سے آکر مسلم ہونے کا روپ دھار کر اسلام میں داخل ہوئے تھے آؤ میں انکا فلسفہ قرآن کے رد والا اصلی روپ میں دکھاؤں۔

قصیدہ امام شافعی

تاثرات امام شافعی در شان مولا علی۔

ومما نفی نومی و شیب لمعی	تصاریف ایام لھن خطوب
ترجمہ: جس چیز نے میری نیند اُڑادی اور بال سفید کر دیئے زمانہ کی شدید ترین مصیبتیں اور گردشیں ہیں	
فاؤب عمی والفواد کیب	وارق عینی والرقاد غریب
ترجمہ: میرا غم پلٹ آیا میرا دل محزون ہے۔ میری آنکھوں کی نیند اڑ گئی اور اس غم سے میں جاگتا ہوں	
تزلزت الدنیا لاٰل محمد	وکادت لھم صم الجبال تذوب
ترجمہ: دنیا اٰل محمد کی مصیبتوں سے ہل گئی اور سخت پہاڑ قریب ہے کہ اس غم میں گھل جائیں	
فمن مبلغ عنی الحسین رسالۃ	وان کرھتھا النفس و قلوب

<table dir="rtl">
<tr><td colspan="2">ترجمہ: حسین کی خدمت میں میری طرف سے کون پیغام پہنچائے اگرچہ یہ پیغام اکثر دلوں کو برا محسوس ہو گا</td></tr>
<tr><td>قتیل بلا جرم کان قمیصۃ</td><td>صبیغ بھاء لارجوان خضیب</td></tr>
<tr><td colspan="2">ترجمہ: حسین جو بلا جرم قتل کئے گئے گویا ان کا کرتا (خون سے) سرخ رنگ سے رنگا ہوا تھا</td></tr>
<tr><td>نصلی علی المختار من آل ھاشم</td><td>ونو ذی بنیہ ان ذاک عجیب</td></tr>
<tr><td colspan="2">ترجمہ: یہ عجیب بات ہے کہ مسلمان رسول علیہ السلام پر تو درود و صلوٰت بھیجتے ہیں اور اس کی اولاد کو ایذا دیتے ہیں</td></tr>
<tr><td>لئن کان ذنب حب آل محمد۔</td><td>فذالک ذنب لست عنہ اتوب</td></tr>
<tr><td colspan="2">ترجمہ: اگر آل محمد سے محبت کرنا گناہ ہے تو ایسے گناہ سے مجھے کبھی بھی توبہ نہیں</td></tr>
<tr><td>ھم شفعاء لی یوم حشری و موقفی</td><td>وبغضھم للشافعی ذنوب</td></tr>
<tr><td colspan="2">ترجمہ: آل رسول حشر کے دن ہماری شفاعت کرنے والے ہیں اور ان سے بغض رکھنا شافعی کے نزدیک گناہ ہے</td></tr>
<tr><td>اقسم بمکۃ والحطیم وزمزمہ</td><td>والرقصات وسعیھن الیٰ منے</td></tr>
<tr><td colspan="2">ترجمہ: مجھے قسم ہے مکہ عظیم اور زمزم کی اور صفاہ و مروہ کے درمیان سعی کرنے کی</td></tr>
</table>

<table>
<tr><td>من لالوالی الی البریۃ حیدرا</td><td>سیان عنداللہ صلی اوزنی</td></tr>
<tr><td colspan="2">ترجمہ: جو شخص علی کی محبت نہ رکھے تو وہ یکساں ہے کہ خدا کی نماز پڑھے یا بدکاری کرے</td></tr>
<tr><td>لو ان المرتضیٰ ابدی محلہ</td><td>لکان الخلق طوا سجدا الہ</td></tr>
<tr><td colspan="2">ترجمہ: اگر علی مرتضیٰ اپنے مرتبہ کو ظاہر کرتے تو مخلوق ان کو سجدہ کرنے لگتی</td></tr>
<tr><td>کفی فی فضل مولانا علی</td><td>وقوع الشک فیہ انہ اللہ</td></tr>
<tr><td colspan="2">ترجمہ: علی کی بزرگی کے لئے اسی قدر کافی ہے کہ بعض لوگ اس کے خدا ہونے کا شک کرنے لگے</td></tr>
<tr><td>ومات الشافعی فلیس یدری</td><td>علی ربہ ام ربہ اللہ</td></tr>
<tr><td colspan="2">ترجمہ: اور شافعی اس جستجو میں مر گیا کہ علی اس کا خدا ہے یا رب اس کا خدا ہے</td></tr>
</table>

میں اس مترجم قصیدہ پر اپنی طرف سے کوئی تبصرہ کرنا نہیں چاہتا البتہ اتنا ضرور یاد دلانا چاہوں گا کہ یہ شخص ائمہ اہل سنت میں بڑے مقام پر فائز ہیں اور امام مالک کے شاگرد رشید ہیں جس نے امام ابو حنیفہ کے شاگرد امام محمد کو وطی فی الدبر کے جواز کے نظریہ کا دلائل کے ساتھ قائل کر دیا تھا ویسے اس کے استاد امام مالک کا وطی فی الدبر کے جواز کا نظریہ تو ویسے ہی مشہور ہے۔ اسکا حوالہ عینی شرح بخاری کے حوالہ سے میں لکھ چکا ہوں جو فیس بک پر

میرے نام کی پیج پر پڑھا جا سکتا ہے۔ علاوہ ازیں امام شافعی جب اسلامی کیمپ میں آئے ہیں تو اپنا شجرہ نسب عرب قریشی ہاشمی بتایا ہے۔ اسکا یہ نظم ہم نے رسالہ آئینہ قسمت ستمبر 2003ع کے شمارہ سے اخذ کیا ہے جو میں نے امام شافعی کی کتاب الرسالہ کے ایک شرح میں بھی پڑھا ہے۔

جناب رسول کو آل نہ دینے سے قرآن کا مقصد

اوپر ہم امام شافعی کا فرضی آل محمد سے جذباتی حد تک عقیدت کا ذکر کر چکے اب یہ گذارش کہ قرآن جناب محمد رسول اللہ کیلئے آل کے ہونے کا انکاری کیوں ہے اس ماجرا کو بیان کرنے کے لئے اللہ نے اپنی کتاب قرآن میں جو الفاظ استعمال فرمائے کہ مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ (33-40)(خلاصہ) ہم نے محمد علیہ السلام کو خاتم الانبیاء بنایا ہے اس لئے ہم اس کو نرینہ اولاد نہیں دے رہے تا کہ کوئی سلسلہ علم نبوت کا دشمن (22-53) جناب خاتم الانبیاء کی نبوت کو آل کے نام سے موروثی بنا کر اسکی علمیت میں علوم اہل بیت کے نام سے خاتم الکتب قرآن میں ترمیم و تنسیخ کے روایاتی حرف استعمال نہ کر سکے یہاں قارئین کی خدمت میں نہایت مختصرا علم وحی یعنی قرآن حکیم کے چند وہ اصول پیش کرتا چلوں جن کو دنیا کی مترفین مفت خور مافیا برداشت نہیں کر رہی تھی اور اس نے قرآنی علوم کو دنیا سے مٹا کر جعلی آل محمد کے حیلوں سے جعلی علوم اہل بیت کے حیلوں سے جعلی احادیث رسول کی تعبیرات کے حیلوں سے اسلامی نام سے نیا علم دنیا میں لا چکی ہے قرآن نے فرمایا حقوق انسانیت میں مرد و عورت از روء جنس و نوع برابر ہیں (2-228) جبکہ حدیث و دیگر امامی علوم نے مرد کو عورت سے برتر قرار دیا۔ قرآن حکیم نے فرمایا کہ جب مرتبہ میں اللہ کے

ہاں انبیاء علیہ السلام سب سے برتر ہیں اس کے باوجود سارے انبیاء محنت کش تھے جناب محمد علیہ السلام سمیت سارے انبیاء بازاروں کی پھیری کی مزدوری سے ان کے گھروں میں چولھا جل سکتا تھا (7-25)(20-25) جبکہ علم حدیث نے بازاروں کو بری جگہ قرار دیا ہوا ہے۔ قرآن حکیم نے غلام سازی اور لونڈیاں رکھنے پر پابندی عائد کی ہوئی ہے (8-68)(4-47) جبکہ علم حدیث اور دیگر امامی علوم نے ان لعنتوں کو پھر سے جائز قرار دیکر خلفاء بنو عباس کے دور سے مسلم تاریخ یا اسلامی تاریخ کے چہرہ پر بدنما داغ چسپاں کیا ہوا ہے۔

قرآن حکیم نے زمین کا وارث اس کے اندر کھیتی کی صلاحیت کا مطلوبہ کام کرنے والوں کو قرار دیا ہے۔أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ(105-21) امامی علوم میں بٹائی کو جائز قرار دیا ہوا ہے قرآن حکیم نے اعلان فرمایا کہ جو کمائے سو کھائےوَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ(53-39) لیکن امامی علوم نے بیع المضاربہ یعنی بغیر محنت کی پئسوں سے پئسے کمانے کو جائز کیا ہوا ہے۔ قرآن حکیم نے ذخائر رزق کی تقسیم میں مساوات یعنی برابری کا حکم دیا ہوا ہے (41-10) لیکن علم حدیث و امامی علوم میں جاگیرداری کو جائز کیا ہوا ہے۔

ان تھوڑے سے مثالوں کے حوالہ سے میں قارئین کی توجہ مبذول کراؤں گا کہ مساوی معاشیات سے ہی مساویانہ معاشرت قائم ہو سکتی ہے۔ دنیا کے لٹیروں نے قرآن کی بتائی ہوئی مساواتی معیشت اور اس سے وجود پانے والی مساویانہ سماجی معاشرت کو مختلف حیلوں اور بہانوں سے توڑنے اور تار تار کرنے میں ہی اپنے طبقاتی نظام کو بچانے کی راہ نظر آئی، پھر انہوں نے

احادیث اور علوم اہل بیت کے نام سے فضیلتوں کے معیار بجاء جائز اور حلال محنتوں کے نسلی تفاخر اور نسبتوں میں منحصر قرار دے دئے۔

قرآن سے جنگ

اللہ عزوجل نے اپنے انبیاء علیہم السلام کو دئے ہوئے کتابوں کو امام کا لقب دیا جس طرح وَمِن قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَى إِمَامًا وَرَحْمَةً (11-17) اس آیت کریمہ میں جناب موسی علیہ السلام کی کتاب کو امام اور رحمہ کہا گیا اور اٰیت (5-46) میں تورات اور انجیل کا ذکر کرکے اٰیت (5-48) میں قراٰن کو ان سب کا مھیمنا علیہ یعنی محافظ قرار دیا گیا مطلب کہ اللہ عزوجل نے علم وحی کا ترجمان اور مظہر کتب انبیاء کو قرار دیتے ہوئے ان کو امامت کے لقب سے نوازا اور اعمال نامہ کی کتاب بھی قرار دیا یوم ندعو کل اناس بامامھم (17-71) آگے لفظ امام کی خود ہی معنی متعین کرکے بتادی کہ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُوْلَـئِكَ يَقْرَؤُونَ كِتَابَهُمْ وَلاَ يُظْلَمُونَ فَتِيلاً (17-71) یعنی جسکو بھی کتاب دی جائے گی اس کے دائیں ہاتھ میں وہ اپنے اپنے کتاب پڑھیں گے جس میں ان کے ساتھ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

مطلب اس گذارش کا کہ استحصالی مافیا کو جو طبقاتی معاشرہ قائم کرنے کے لئے جواز کی تلاش تھی جس کو کتاب قراٰن حکیم نے ممنوع قرار دیا ہوا تھا تو (10-41) انہوں نے قراٰن سے جان چھڑانے کے لئے قراٰن کی امامت کو نسیا منسیا کرنے کے بعد فرضی اور یوٹوپیائی اٰل محمد کا ڈھکوسلہ گھڑنے کے بعد لکھا کہ امامت اٰل محمد کے لئے ہے اور اٰل محمد کے ان اماموں کے پاس اللہ کی

جانب سے ملائک بھی آتے تھے یہ ماجرا ہر کوئی شخص امام یعقوب کلینی کی کتاب الکافی کے باب میلا دائمہ میں پڑھ سکتا ہے۔
جناب قارئین! قرآن حکیم سے اس جنگ میں یہودیوں کی عالمی صیہونیت کی فری میسن تحریک جس کی اساس اندازاجناب داؤد علیہ السلام کے دور کی ہے اس کے چھٹی صدی عیسوی کے نمائندہ لوگ ظہور خاتم الانبیاء علیہ السلام کے دنوں میں ہی الرٹ ہو جاتے ہیں پھر جس طرح انہوں نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کو ناکام بنانے کے لئے بادشاہ روم سے ملکر اسے تختہ دار پر چڑھانے کی ناکام کوشش کی اور وفات عیسیٰ کے بعد بہروپئے بن کر پہلے عیسائی بن گئے عیسائی دین پر قبضہ کرکے فوراً جناب عیسی علیہ السلام کی کتاب اصلی انجیل کو صفحہ ہستی سے گم کر دیا پھر امت والوں کو یہ نیا عقیدہ دیا کہ عیسی زندہ ہے اسے پھانسی ملنے کے بعد اللہ نے زندہ کرکے آسمان پر اٹھادیا تھا اور وہ قرب قیامت میں نیچے زمین پر اتریں گے پھر ساری دنیاپر عیسائیوں کی حکومت ہو گی جبکہ عیسائیوں کا شروع زمانہ میں جناب عیسی علیہ السلام کے لئے وفات کے بعد زمین میں دفن ہو جانے کا عقیدہ تھا۔ کچھ اس طرح کی صورتحال مسلم امت کے لوگوں کے ساتھ بھی یہودیوں نے کی کہ جناب محمد علیہ السلام کو اٰل دینے کے لئے علم حدیث اختراع کیا جس کی روایات سے خلاف قرآن نبی علیہ السلام کو اٰل دی گئی ایسی اٰل کے لئے میں بار بار جو جملہ خلاف قرآن استعمال کر رہا ہوں وہ اس دلیل کے ساتھ کہ قرآن حکیم نے جناب رسول کے لئے نرینہ اولاد ہونے کی نفی کی ہے (33-40) ثانیا قرآن حکیم نے بتایا کہ بیٹوں کی نسبت ان کے اپنے باپ دادوں کی طرف کیا کرو یعنی ددھیال کی طرف کرو (33-5) اس لئے نواسوں کو نانا کی نسل سے اٰل نہیں کہا جائے گا

قرآن حکیم کی اپنی ان ساری وضاحتوں کے بعد امت مسلمہ کے جملہ فرقوں اہل سنت اور اسکی برانچیں دیوبندی بریلوی اور اہل شیعت اپنی جملہ برانچوں سمیت سب ڈٹ کر کھڑے ہو گئے کہ قرآن کتنے بھی زور لگائے کچھ بھی کہے ہم تو نواسوں کو آل محمد قرار دیں گے نیز ہمارے نزدیک علم حدیث قرآن کو بھی منسوخ قرار دینے کی طاقت رکھتا ہے۔

میں نے یہاں ٹوٹل علم حدیث کو دشمنان اسلام یہود مجوس و نصاری کی ایجاد قرار دیا ہے اس دلیل کے ساتھ جو اللہ عزوجل نے اپنے رسول کے لئے فرمایا کہ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ۔ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ۔ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ(46تا44-69)یعنی اگر یہ ہمارا نبی ہمپر کوئی سا بھی قول اپنے اقوال میں سے بنالے (یعنی کوئی سی بھی اپنی حدیث بنائے) تو ضرور ہم اسے طاقت کے ساتھ پکڑیں گے اور ضرور کاٹ دیں گے اس کی سانس لینے والی رگ حیات۔ اس آیت کریمہ کی روشنی میں ہمارا ایمان ہے کہ جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام نے رب تعالیٰ کے اس حکم کی مکمل اطاعت کی ہے اور قرآن کے ہوتے ہوئے اپنی طرف سے کوئی ایک بھی حدیث جاری نہیں فرمائی چہ جائیکہ جناب رسول علیہ السلام کی اور گفتگو کا مقدار ہم اتنے حد تک تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں جتنا کوئی بھی فرقہ جاتی لوگ قرار دیتے ہوں لیکن دین اسلام کے قوانین کے بارے میں اللہ نے جو فرمایا ہے کہ کتاب الَر كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ (1-11)یعنی تفصیل قرآن تفسیر قرآن یہ سب اللہ کی جانب سے کنفرم اور محکم طور پر کیا گیا ہے اللہ کی جانب سے جو حکیم بھی ہے خبیر بھی ہے اب کوئی بھی شخص بتائے کہ جب کتاب قرآن اللہ کا کلام ہے اور صاحب کلام

اللہ خود فرماتا ہے کہ میں نے اپنے کلام کا خود بھی محکم طور پر تفصیل کر دیا ہے اور میں اللہ حکیم بھی ہوں اور خبیر بھی ہوں۔ اب کوئی بھی شیخ الحدیث بتائے کہ اللہ نے جب اپنی کتاب کی محکم طور پر تفسیر خود ہی کر دی ہے پھر کسی بھی اور کی تفسیر قرآن کے لئے اللہ سے بڑھکر کیا گنجائش باقی رہ سکتی جسے کوئی آکر پورا کرے۔

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا (25-30)

توہین رسول کے مرتکب گستاخ لوگوں کے خلاف

بخدمت جناب جج حضرات عدالت ہائے پاکستان

جناب اعلیٰ عرصہ دراز سے دشمنان اسلام ڈنمارک ناروے والے وغیرہ سلمان رشدی کے قلم سے جناب رسول اللہ علیہ السلام کے شان اقدس کے خلاف نہایت غلیظ قسم کی گستاخیاں کرتے رہے ہیں۔ ان کے رد میں امت

مسلمہ کے غیور لوگ بھی احتجاج کرتے رہتے ہیں لیکن ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اپنے گھر کے علوم کی بھی چھان بین کریں کیوں کہ دشمنوں کو ان کی گستاخیوں کا سارا مواد دین اسلام کے نام سے ایجاد کردہ علوم حدیث وفقہ سے ملا ہوا ہے۔ جو کہ قرآن دشمن، امامی گروہ، کا ایجاد کیا ہوا ہے، جن کے نہایت مختصر حوالہ جات ملک کے مدارس عربیہ میں مروج رس نظامی کی کتابوں میں وہ توہین رسالت کی خرافاتی روایات پڑھائی جارہی ہیں ان میں سے بطور نمونہ آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اور التجا کرتے ہیں کہ ایسے علوم کو مدارس دینیہ کے نصاب تعلیم سے خارج کروا کے ان کی جگہ خالص قرآن سے استخراج جزئیات کی تعلیم امت والوں کو پڑھائی جائے۔
نیز قرآن سے ملے ہوئے مسائل حیات نہ پڑھانے والے مدارس کی رجسٹریشن پر بندش عائد کی جائے۔

حدیث سازوں کا جناب رسول علیہ السلام پر بہتان اور تبرا

آبادی سے دور کھجور کے باغ میں جونیہ نامی عورت لائی گئی تھی جسے رسول نے کہا کہ ھبی نفسک لی، تو خود کو میرے حوالے کردے تو اس عورت نے جواب میں کہا کہ وھل تھب الملکہ نفسھا لسوقہ؟ یعنی کیا کوئی شہزادی اپنے آپ کو کسی بازاری شخص کے حوالے کر سکی ہے۔(حوالہ کتاب بخاری، کتاب الطلاق کی چوتھے نمبر والی حدیث) ہم اپنی طرف سے اس حدیث پر کوئی تبصرہ نہیں کررہے۔

دوسری حدیث سمعت انس بن مالک قال جائت امرأة من الانصار الی النبی ﷺ فخلا بھا فقال واللہ ان کن لاحب الناس الی۔ یعنی ایک انصاری عورت جناب رسول علیہ السلام کی خدمت

میں آئی آپ نے اس کے ساتھ خلوت کی اس کے بعد اس سے کہا کہ قسم اللہ کی کہ تم (انصاری) عورتیں سب لوگوں میں سے مجھے زیادہ محبوب ہو۔ (حوالہ کتاب النکاح بخاری حدیث نمبر 812) اس حدیث پر بھی پڑھنے والے خود سوچیں میں کوئی تبصرہ نہیں کر رہا۔

قرآن سے کچھ آیات گم ہو جانے کی حدیث

اس موجودہ قرآن میں سے رجم کی سزا یعنی زانی مرد اور زانیہ عورت کو سنگسار کر کے موت دینے والی آیت بھی گم ہو چکی ہے اور باپ دادوں سے رغبت نہ کرنا یہ کفر ہے۔ یہ آیت بھی نازل ہو گی تھی جواب گم ہو گئی ہے۔ (حوالہ کتاب بخاری، کتاب المحاربین باب رجم الحبلی من الزنا اذا حصنت۔ حدیث نمبر 1730۔ حوالہ دوم باب الرجم کتاب ابن ماجہ صفحہ 183 مطبع قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی) دوسری حدیث عن عائشۃ قالت لقد نزلت آیۃ الرجم ورضاعۃ الکبیر عشرا ولقد کان فی صحیفۃ تحت سریری فلمامات رسول اللہ ﷺ و تشاغلنا بموتہ دخل داجن فاکلھا۔ یعنی عائشہ سے روایت ہے کہ آیت رجم اور بڑی عمر والے کو دودھ پلانے کی آیت نازل ہوئیں تھی جو میرے صحیفہ قرآن میں لکھی ہوئی تھی جو میرے سرھانے کے نیچے رہتا تھا پھر جب رسول اللہ کی وفات ہوئی ہم اس میں مشغول ہو گئے تو گھریلو بکری داخل ہو کر وہ قران کھا گئی۔ (حوالہ کتاب ابن ماجہ باب رضاع الکبیر صفحہ 139 مطبع قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی)۔

جناب رسول ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے والے اصحاب رسول کی کردار کشی کی حدیث۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک بہت ہی خوبصورت عورت رسول کے پیچھے (عورتوں کی صفوں میں) نماز پڑھا کرتی تھی تو بعض لوگ جان بوجھ کر پچھلی صف میں ہٹ کر نماز میں شریک ہوتے تھے رکوع کے دوران بغلوں سے اس عورت کو جھانک کر دیکھتے تھے۔ (حوالہ جامع ترمذی جلد دوم ابواب التفسیر سورۃ الحجر کی پہلی حدیث)۔

رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ جہاد پر جانے والے اصحاب رسول پر طنز اور تبرا اوالی حدیث عن جابر قال نهى رسول ﷺ ان يطرق الرجل اهله ليلا يتخونهم اويطلب عثراتهم۔ یعنی منع کی ہے رسول نے رات کو دیر سے گھر والوں کے پاس آنے سے (اس وجہ سے کہ) کوئی انکے ساتھ خیانت نہ کرتا ہو یا انکی پردہ والیوں کی جستجو میں نہ ہو (حوالہ کتاب صحیح مسلم جلد ثانی کتاب الجهاد والسير باب كراهية الطروق، مطیع قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی) اس قسم کی حدیث پر بھی پڑھنے والے خود سوچیں میں اپنی طرف سے کوئی تبصرہ نہیں کررہا۔

یہ حدیث کتاب بخاری کے کتاب النکاح کی ہے حدیث کا نمبر 114 ہے اس میں نکاح کے چار اقسام گنوائے گئے ہیں، جن میں سے تین اقسام کی عورتیں اپنے شوہر کے علاوہ دوسرے مردوں سے بذریعہ زنا بچے لیتی ہیں، امام بخاری نے حدیث میں نکاح کی پہلی قسم میں صرف یہ لکھا ہے نکاح ہوتا کس طرح سے تھا حدیث میں کریکٹر پر کچھ نوٹ نہیں۔

یہ حدیث انہوں نے بی بی عائشہ کے نام سے روایت کی ہے کہ جناب رسول کو نبوت ملنے سے پہلے زمانہ جاہلیت میں نکاح چار اقسام کا ہوتا تھا غور کیا جائے کہ ان حدیث سازوں کی روایت کے مطابق جو عائشہ پیدا ہی نبوت ملنے کے بعد ہوئی

ہے حدیث میں وہ زمانہ قبل نبوت کا عرب کلچر پیش کر رہی ہے۔ اصل میں یہ ایک فن ہے علم حدیث میں تبرا کرنے کا اصحاب رسول پر۔ حکم قرآن کے خلاف جناب رسول پر الزام یعنی معصوم نابالغ بچی سے نکاح کرنے کی حدیث عن عائشہ ان النبی ﷺ تزوجہا وہی بنت ست سنین وبنی بہا و ھی بنت تسع سنین یعنی عائشہ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ نے اس کے ساتھ نکاح کیا تو وہ اس وقت 12 سال کی تھی۔ اور جب بناء کیا تو وہ 9 سال کی تھیں۔ قرآن حکیم میں یتیم بچہ کے بالغ ہونے کی عمر نکاح کی عمر کے حوالہ سے بتائی گئی ہے اس میں ایک ذکر ہے ذہنی رشد کا (4-6) دوسرا ذکر ہے جسمانی بلوغت کا اشد کے لفظ کے ساتھ (6-152) جبکہ قرآن حکیم نے انسانی زندگی کے تین مرحلوں کا ذکر کیا ہے ایک طفل، دوسرا اشد، تیسرا شیوخا، (40-67) اس حساب سے حدیث میں 6 اور 9 سال میں شادی کی بات خلاف قرآن ہوئی کیوں کے یہ طفولیت والی عمر ہے۔ یہ حدیث جناب رسول پر قرآن کے حکم عدولی کا الزام ہے۔ ظلم پر ظلم یہ کہ مذکورہ علم حدیث کے نام سے اب قرآن حکیم میں قرائتوں کے نام سے ملاوٹ کر کے کئی قسم کے قرآن شائع کئے گئے ہیں جبکہ ہم ہزاروں کی تعداد میں ذخیرہ حدیث سے خلاف قرآن روایات دکھا کر ثابت کر سکتے ہیں۔

امام بخاری کا جناب رسول کو مشرکوں کے ساتھ بتوں کی تعظیم میں سجدہ کرتے ہوئے دکھانا وہ بھی نبوت ملنے کے بعد۔

علم حدیث کے فن میں امام واقدی کا بھی بڑا نام ہے جسکی روایت ہے کہ جناب رسول علیہ السلام کفار مکہ کے سامنے سورت النجم کی آیت کریمہ پڑھ رہے تھے کہ أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّى۔ وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَى

(53-20) اس آیت کے بعد بجاء اللہ سے ملی ہوئی وحی کردہ اگلی آیت 21 کے پڑھنے کے فرمایا کہ تلک الغرانیق العلیٰ وان شفاعتھن لترتجی یعنی یہ بت بلند وبالا ہستیاں ہیں انکی شفاعت اور سفارش میں قبولیت کی امید کی جاسکتی ہے اور ان بتوں کی تعظیم میں جناب رسول اور اسکے مؤمنین صحابہ سمیت اور مشرکین کفار سب ایک ساتھ سجدہ میں پڑ گئے اب اس واقدی کی روایت کو قارئین مہربان ذہن میں رکھتے ہوئے کتاب بخاری کی اس حدیث پر غور کریں جس میں ہے کہ عن ابن عباس ان النبیﷺسجد بالنجم وسجد معہ المسلموں والمشرکون والجن والانس۔ حوالہ ابواب الکسوف باب سجود المسلمین مع المشرکین باب نمبر 686 حدیث نمبر 1006 یعنی ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے سورۃ النجم پڑھتے ہوئے سجدہ کیا اور ان کے ساتھ سجدہ کیا مسلموں نے مشرکوں نے جنوں نے انسانوں نے۔ اس حدیث میں امام بخاری نے واقدی کی حدیث کا دوسرا حصہ یعنی نبی اور کافروں کا ایک ساتھ سجدہ کرنا تو مان لیا باقی اگر لات عزیٰ منوۃ اخریٰ کے بعد انکی شان میں تعریفی اور تعظیمی جملے تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی نہیں بولے مگر ایسے جملے بولنے کے بجاء انکی مطلوبہ تعظیم یعنی عملی طور پر بتوں کی بلند مقامی کو تسلیم کرتے ہوئے انکو سجدہ کرادیا یہ تو واقدی سے بھی بازی لے گئے۔

امام بخاری اور امام زہری کی جانب سے علم حدیث کے ذریعہ سے جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کو آگ کی پوجا کرنے والا آتش پرست (مجوسی) ثابت کرنے کی کاریگری۔

باب من صلي وقدامہ تنور اونارا و شیء ممايعبد فارادبہ وجہ اللہ عزوجل۔ وقال الزهری اخبرنی انس بن مالک قال قال النبی علیہ السلام عرضت علی النار وانا اصلی۔(حوالہ کتاب بخاری جلد اول کتاب الصلوٰۃ باب نمبر ۲۹۲)

ترجمہ: جس شخص نے نماز پڑھی اس حال میں کہ اسکے سامنے تنور ہو یا آگ یا ایسی کوئی بھی چیز جسکی پوجا کی جاتی ہو پھر ارادہ کرے اس پوجنے سے اللہ عزوجل کی رضامندی حاصل کرنے کا۔ کہا زہری نے کہ خبر دی مجھے انس بن مالک نے کہا اسنے کہ فرمایا نبی علیہ السلام نے کہ پیش کی گئی میرے سامنے آگ ایسی حالت میں جو میں نماز پڑھ رہا تھا۔

جناب قارئین!

امام بخاری نے امام زہری کی گھڑی ہوئی اس حدیث پر جو ترجمۃ الباب لکھا ہے اسمیں سے جو دو معنائیں نکلتی ہیں وہ بڑی ہی غور طلب ہیں ایک یہ کہ لفظ صلوٰۃ کی معنی جو خود قرآن نے بتائی ہے، (نظام قرآن کی) تابعداری کرنا-75) (32-31 اسکے بجاء امام بخاری نے قرآن والی معنی کے برعکس یہاں اہل فارس کے مجوسی آتش پرستوں والی نماز قرار دی ہے، جو وہ لوگ آگ کی پوجا کیلئے پڑھتے تھے۔ اس معنی کا ثبوت خود امام بخاری کے الفاظ میں موجود ہے جو لکھا ہے کہ جو شخص نماز پڑھے اور اس کے سامنے تنور ہو یا آگ ہو تو وہ نماز پڑھنے والا اپنی اس پوجا والی نماز سے صرف اللہ کی رضا کی نیت کرے تو وہ نماز جائز ہے۔ دوسری معنی جو امام بخاری کی عبارت کے جملہ **او شیء ممايعبد** سے نکلتی ہے کہ آگ کی پوجا کرے یا کسی بھی ایسی چیز کی پوجا کرے جن کی عبادت کی جاتی ہو (اور ایسی عبادت نامی پوجاؤں سے صرف اللہ کی رضا کی نیت رکھتا ہو۔

محترم قارئین!

آپنے امام زہری کی اس حدیث پر امام بخاری کے ترجمۃ الباب یعنی عنوان پر غور کیا ہو گا کہ وہ آگ تنور مجسموں پتھر اور لکڑیوں کی مورتیوں یا قبروں وغیرہ کو جو مشرک لوگ پوجتے ہیں اور اپنی اس پوجا سے وہ لوگ اصل میں اللہ کا تقرب حاصل کرنے کیلئے ان مورتیوں قبروں یا آگ کو واسطہ بناتے ہیں تو اسے جملہ مشرکوں اور پجاریوں اور انکے عمل کو امام بخاری نے جائز اور روا قرار دیدیا۔ جبکہ قرآن حکیم کا ایسے معاملہ میں جو حکم ہے وہ بھی اسلامیان امت بخوبی جانتے ہیں فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ۔أَلَا لِلّٰهِ الدِّينُ الْخَالِصُ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللّٰهِ زُلْفَى(3-2-39) اللہ کا حکم ہے کہ خبردار! خالص اللہ کی عبادت کرو جو عبادت صرف اسی کا حق ہے جو لوگ اللہ کے سوا غیروں کو پوجتے ہیں (اور اسکے جواز کیلئے کہتے ہیں کہ) ہم انکی عبادت صرف اسلئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب پہنچائیں (یعنی یہ وسیلہ ہیں مقصود نہیں) پھر بھی اللہ پاک نے سرزنش فرمائی کہ الاللہ دین الخالص، کیوں خالص اور براہ راست اللہ کی عبادت نہیں کرتے۔

امام بخاری کا امام زہری کی اس حدیث پر لکھا ہوا عنوان خلاف قرآن مشرکین مکہ کے موقف کی کھل کر تائید اور تصدیق کر رہا ہے اسلامیان امت غور فرمائیں کہ مجوسی لوگ جناب رسول کے نام سے من گھڑت حدیثیں بنا کر کس طرح امت کے امام کہلواتے ہیں۔

اللہ عزوجل نے امت مسلمہ کو حکم قرآن اقیموا الصلوۃ وآتواالزکوۃ کے ذریعے قرآن کے دیئے ہوئے نظام مملکت کے اتباع کی معنی سے دنیا جہان کا

کامیاب حکمران بنادیا تھا لیکن آتش پرست مافیا کی جانب سے دائرہ اسلام میں گھسیڑی ہوئی امامی کھیپ نے قرآن کی عبقری اصطلاح "صلو"ۃ کی معنی میں تحریف کرکے اس امت مسلمہ کو اپنے جیسا پجاری بنادیا سو جب سے امت والے لوگ صلوٰۃ بمعنی نماز پر کاربند ہوئے تھے ان دنوں سے لیکر دنیا میں اقتدار اعلیٰ سے محروم ہوگئے ہیں۔

ہم تو ڈوبے ہیں صنم۔ تجھ کو بھی لے ڈوبینگے۔

محترم قارئین!

امام بخاری کے اس جملہ سے بت پرستی اور قبر پرستی اور غیر اللہ کی پرستش کے سارے انواع جائز ہوجاتے ہیں۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ کوئی بھی میری اس معنی کو رد کرکے دکھائے۔ پھر بتایا جائے کہ امام بخاری امام زہری ایسی حدیثیں سناتے وقت خود کون اور کیا تھے؟؟؟!!! امام بخاری نے رسول اللہ کی ایک شادی خلاف قرآن گڑیوں سے کھیلنے والی چھ سال کی بچی سے کرائی ہے اور اس بچی کے نام پر ایک حدیث بھی بنائی ہے کہ وفات رسول کے بعد ایک شخص عائشہ کے بھائی کو لیکر اسکے گھر میں داخل ہوا اور مطالبہ کیا کہ وہ اسے رسول کے غسل کرنے کا طریقہ سکھائیں تو عائشہ نے وہیں کے وہیں پانی منگوا کر رسول کے غسل کی طرح خود غسل کرکے دکھایا حدیث میں درمیاں میں حجاب کا بھی ذکر کیا گیا ہے ساتھ ساتھ سیکھنے کیلئے آئے ہوئے آدمی کا یہ قول بھی ہے کہ عائشہ نے اپنے سر پر پانی بہایا یعنی حجاب کے باوجود اسنے سر پر پانی ڈالنے کو دیکھا (بخاری حصہ اول کتاب الغسل باب الغسل بالصاع ونحوہ حدیث نمبر ۲۴۶ کتاب الغسل کی چوتھی حدیث) پڑھنے والے

اس گستاخانہ حدیث پر خود سوچیں کہ یہ حدیثوں والا علم، دین سکھا رہا ہے یا جناب رسول اور اس کی اہلیہ پر تبرا کرتے ہوئے توہین رسول بھی کر رہا ہے۔
ہم ملک کی اعلیٰ عدالتوں کے منصف حضرات سے اپیل کرتے ہیں کہ اللہ نے قرآن کا یہ نام چوری کر کے اپنی کھڑی ہوئی خلاف قرآن روایات کا نام علم حدیث رکھا ہے یہ چوری ان سے چھین کر قرآن کو واپس دلائی جائے اور یہ بھی کہ اپنی کتاب قرآن کو علم حدیث کا نام دیا ہے (39-23) فارس کے روایت سازوں نے علم روایت گھڑنے والوں نے اپنے اس علم کا نام سنہ بھی رکھا ہے قرآن میں سنہ کا ذکر 15 بار آیا ہے جن میں سے اندازاً دس عدد بار اللہ نے لفظ سنہ کی نسبت اپنی طرف کی ہے اور پانچ عدد گذری ہوئی قوموں کے کلچر اور رواج کی طرف، اور اللہ نے قرآن کو قول رسول بھی کہا ہوا ہے یعنی پورا قرآن علم حدیث ہے۔ خلاف اسلوب قرآن ہے۔

جناب محمد علیہ السلام ماہر نشانہ باز فوجی کمانڈر اور انقلاب نبوت لانے کے بعد بادشاہ بنے تھے۔(4-105)(8-17)

گاہ گاہے باز خواں ایں قصہ ء پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گل داغہائے سینہ را

قرآن کسوٹی ہے

اپنے نظریات کو اسکے ذریعے درست کرو

عزیز اللہ بوہیو

سندھ ساگر اکیڈمی ولیج خیر محمد بوہیو نوشہر وفیروز سندھ